



سربرہ من

ایم اے اور اے ڈی کے فائنل کی احمد علی صاحب قریشی

پاک زندگی کے پاکیزہ مآلات

ترتیب و تکمیل

عبد الحمید خان

آلہ قلمیہ لاہور
پاکستان کے سب سے بڑے ادارے کا ادارہ
(۱۹۹۹ء میں قائم کیا گیا)

سردھنوں

امام اہلبیت حضرت محمد باقر علیہ السلام کی

پاک زندگی کے پختہ حالات

ترتیب و تہ

عبدالحمد خان



فیروز سنز، لاہور

مجله حقوق محفوظ ہیں

© ۱۹۹۲

بار اول ----- ۱۹۹۲ء

مجله -----

مجله ----- ۱۹۹۲

حافظ حبیب اللہ صاحب (ترجمہ)

مولانا حبیب اللہ صاحب انور

مولانا حافظ حمید اللہ صاحب

کے نام

جنہوں نے

اپنی زندگیاں اپنے والدِ گرامی کی پیرائی

خدمتِ کتاب و سنت

کے لیے

وقف کر دی ہیں!

فہرست عنوانات

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۱	حق تعالیٰ میں قیام	۹	حرف آغاز
۳۲	غزوۂ خلافت	۱۵	ابتدائی حالات
۳۳	یاسیت میں جسد اور گرفتاری	۱۶	ولادت
۳۴	ریشی خطوط کی سازش	۱۷	ابتدائی تعلیم
۳۶	حضرت کی گرفتاری	۱۸	مرفعات میں سقائے
۳۵	نظامۃ المسارف القرآنیہ کی تلاش	۲۰	حضرت کی شورشِ اہتمام
۳۷	شکوہ رسالت	۲۳	حضرت کی سندہ گردانی
۳۹	لاہور میں آمد	۲۵	اہدوت شریعت میں قیام
۴۰	ہفتہ حر گردانی	۲۷	گوشت پر جسد میں حدسہ
۴۱	لاہور میں تقریب بندی	۲۸	دارالارشاد کا قیام
۴۲	لاہور میں حضرت کے شبِ ازل	۲۹	حضرت کی دستہ بندی
۴۳	لاہور میں قیام	۳۰	حضرت کی پہلی شادی
۴۴	خصانت اور دیوان	۳۱	حضرت کی دوسری شادی
۴۵	لاہور میں مستقل قیام	۳۲	جمیعت الانصار اور ہند کا قیام
۴۶	درس کی ابتداء	۳۳	نظامۃ المسارف القرآنیہ
۴۷	ردائش	۳۴	آلہ کا تبیین و تدوین

۵۶	ذریعہ صحت	۷۸	مکہ امن بھلن خان
۵۸	مکہ امن بھلن خان	۶۰	مکہ امن بھلن خان
۶۰	مکہ امن بھلن خان	۶۳	حضرت کا پورا ج
۶۳	حضرت کا پورا ج	۶۵	ہجرت کابل
۶۵	ہجرت کابل	۶۶	قیام پشاور
۶۶	قیام پشاور	۶۷	پشاور سے دہلی
۶۷	پشاور سے دہلی	۶۸	کابل میں
۶۸	کابل میں	۶۹	کابل سے واپس
۶۹	کابل سے واپس	۷۰	خلافت برطانیہ کی حکمت عملی
۷۰	خلافت برطانیہ کی حکمت عملی	۷۱	انجمن خدام الدین کا قیام
۷۱	انجمن خدام الدین کا قیام	۷۲	انتخاب امیر
۷۲	انتخاب امیر	۷۳	تفسیر قرآن
۷۳	تفسیر قرآن	۷۴	مدارس کا کام معلوم
۷۴	مدارس کا کام معلوم	۷۵	مدارس کی حالت
۷۵	مدارس کی حالت	۷۶	مدارس کے شعبہ جات
۷۶	مدارس کے شعبہ جات	۷۷	۱۱) درس قرآن مجید عمومی
۷۷	۱۱) درس قرآن مجید عمومی	۷۸	۱۲) درس قرآن مجید خصوصی
۷۸	۱۲) درس قرآن مجید خصوصی	۷۹	۱۳) خفہ و ناخوشی
۷۹	۱۳) خفہ و ناخوشی		
۸۰	۱۴) کتب خانہ		
۸۱	۱۵) فنی تعلیم		
۸۲	۱۶) تبلیغ سرزمین		
۸۳	۱۷) میزبان اور بھائی		
۸۴	۱۸) عورت اہلک		
۸۵	۱۹) شہادت		
۸۶	۲۰) جنت دار خدام الدین		
۸۷	۲۱) حضرت کی روحانی تربیت		
۸۸	۲۲) طریقہ تربیت		
۸۹	۲۳) طاعت روحانی		
۹۰	۲۴) انوار		
۹۱	۲۵) عورتوں کی تربیت		
۹۲	۲۶) حضرت کی تعلیمات اور فکر		
۹۳	۲۷) حضرت بطور شیخ و تربیت		
۹۴	۲۸) طلبہ کا شعور و فکر		
۹۵	۲۹) شجرہ		
۹۶	۳۰) حضرت کے خلفاء		
۹۷	۳۱) حضرت کی عمومی تعلیم		
۹۸	۳۲) پبل تعلیم و کام		

صحت قیام امن بحالیت ۱۲۷	۱۰۸ دوسری قسط - غارِ بخارہ
۱۲۸ { معاشرت برصحت - ملک میں ایک جہتی اور علاقائی حقوق - شہری آزادی	۱۰۹ تیسری قسط - اصولِ نفس
۱۲۹ اذیت، اندھا اور اندھا	۱۱۱ نصیحت اسلامی کا پھر ڈ
جملہ کثیف میں حضرت کا جسد *	+ رزقِ حلال اور مذکر اللہ
۱۳۰ ملک میں استقامت	۱۱۳ حضرت کی نکل اور بی نصابت
۱۳۱ عظیم آستانِ تجدیدی کا رازنامہ	۱۱۵ شہزاد اور نسب نامہ جوت
خدمتِ قرآنِ عظیم *	۱۱۶ انجمنِ دعوتِ اسلام کی سرچستی
۱۳۲ درس ۵۴	۱۱۷ وقارِ رسالت کا تحفظ
۱۳۳ درس خمس النہس	۱۱۸ { جہالتِ اسلامی کے تسوق حضرت کا اسلامی عمل
۱۳۵ قرآن کریم سے بے پناہ عشق	۱۱۹ قتلِ انکارِ حیرت
خواتین میں درس قرآن	۱۲۱ تحریکِ ختمِ نبوت
۱۳۸ درس قرآن میں لحاظِ عالمین	۱۲۳ بحیثیتِ استادِ اسلام کا قیام
ہر روز اور ہر وقت کا کلمہ	۱۲۴ بحیثیتِ استادِ اسلام کا پہلا اجلاس
۱۴۰ ترجمہ قرآن کریم	+ انتخابی مشورہ
۱۴۲ سچا ترجمہ تفسیر کی ضرورت	۱۲۵ { پلٹن میں مظلوم اسلامی نظام کا قیام
۱۴۳ علمائے امت کی رائے	۱۲۵ دستِ پادشاہ
۱۴۶ ارشدِ تلافی کی فرست	۱۲۶ تعلیمِ اندھا بن

بدعات و عذبت اہل سنت و جماعت کی روشنی میں ۱۷۷	مکلفہ اور خدمت قرآن کی برائیت ۱۴۷
عزیزت پر نام و عذبت انتقید و تنقید ۱۷۸	خطبات جمعہ ۱۵۰
میں کیا کیا تھا وہ مسئلہ توبہ ۱۷۸	جاس و ذکر ۱۵۳
حق و کرم میں کمال و جہاد و عبادت ۱۷۹	ذکر ہر کلمہ ۱۵۷
استغناء ۱۸۲	سائنس کی تھانیں پرستی ۱۵۹
کشف و کرامات ۱۸۶	کائنات کی صحبت و اثر ۱۶۰
کشف و تہجد ۱۸۹	صحبت و ادب و اخلاص ۱۶۱
کرامات ۱۹۲	غریب کی آہ ۱۶۲
مکاتیب ۱۹۸	ذکر ہر کلمہ صاحب میں ۱۶۳
عملیات و عذبت ۲۱۲	خدا پرستوں کا مسلک ۱۶۴
عزیزت و عذبت ۲۱۹	اسلام شروع کی تہذیب میں اسحقیت ۱۶۵
حضرت محمدؐ کی چند خصوصی ارشادات ۲۲۷	انجیل و عقیقہ کیا ہے ۱۶۶
عزیزت و عذبت ۲۳۲	کائنات و انسان کی اصطلاح ۱۶۷
عزیزت کی پیش گوئیاں ۲۳۳	اسقند کا عذبت و عذبت کی تہذیب ۱۶۸
سفر و عذبت ۲۳۶	توکل علی اللہ ۱۶۹
حار و عذبت و عذبت ۲۴۲	عذبت و عذبت کی عذبت و عذبت ۱۶۹
مرد و عذبت کی عذبت و عذبت ۲۴۵	اخلاق و عذبت ۱۷۳
مہاتیات و عذبت ۲۴۶	کمال کے عذبت ۱۷۵
عزیزت و عذبت ۲۴۹	عزیزت و عذبت ۱۷۶
حضرت محمدؐ کی عذبت و عذبت ۲۵۹	

فہرست تصاویر

ابین صفحات

- ۱۔ فاروق گنج کی مسجد جہاں حضرت شیخ التفسیر نے {
درس قرآن مجید کی بت دہائی} ۳۵، ۳۴
- ۲۔ چھوٹی مسجد میں مجلس ذکر کا کمرہ ۵۱، ۵۰
- ۳۔ جامع مسجد کی بالائی منزل جو صرف خواتین {
کے سرمایہ سے بنی ہے۔} ۶۳، ۶۲
- ۴۔ جامع مسجد وادہ گھاؤں کے دو مناظر جہاں {
حضرت نے تفسیر قرآن مجید بھی} ۶۴، ۶۳
- ۵۔ شیخ التفسیر کا مکان ۶۹، ۶۸
- ۶۔ درستہ البسات کی عمارت ۱۳۶، ۱۳۷
- ۷۔ الجمن خدام التین کا دفتر ۲۱۵، ۲۱۶
- ۸۔ دفتر ہفت روزہ خدام التین ۲۱۵، ۲۱۶
- ۹۔ حجرہ ادرارہ وظائف ۲۱۵، ۲۱۶
- ۱۰۔ حضرت کی خالی چارپائی جس پر حضرت استراحت فرمایا کرتے تھے ۲۱۵، ۲۱۶

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

حرف آغاز

قرآن حکیم نے انبیاء و علیہم السلام کے حالات بیان کرتے ہوئے لڑنا و فریاد ہے :
 كَفَنَّاكَ اِنْ تَصْبِرْهُمُ غِيْرَةُ الْاُولٰٓئِیْ (الانجیل ص ۱۱)
 (انجیل ص ۱۱) کے احوال میں بہت اہل عقل کہے جیسے (تسلی القرآن)

اس لڑتے دباؤ کی روشنی میں اٹھنا اور صاحبِ قسم و فرات وہی لوگ ہیں جو انیہا عظیم انتقام کے حالات و اوقات سے حیرت کھڑی اور ان کے کارناموں سے سنبھلیں نہ کیونکہ یہی وہ شخصیتیں ہیں جن کی زندگیوں دنیا والوں کے لیے مثالِ ہدایت اور نمائندہ منزل میں شبکی ہوئی دنیا انہی کی حیرت انگیز کو اچانک کھٹکے کا سانس لے سکتی ہے اور یہی مقدس و پاکیزہ مہتیاں ہیں جو ہر کی تعلیمات کے سامنے میں سمجھتی ہوئی انسانیت اس دھنیت کی دولت سے براہِ منہ ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ایسے بندگان خدا جو انبیاء کے نقل قدم پر چلتے ہیں ان کے دل ذاتِ مقدسہ کی طرف جھکتے ہیں انہی کو اللہ تعالیٰ کا نور ہونا بکھیرتا ہے اور ان کی مرکزیت بن جاتے ہیں۔ ان کی پیروی بھی خداوندِ قدوس کی طرف سے لازم کوئی جاتی ہے۔
وَاللّٰہُ یَسْمِعُ مَنْ اَنَابَ اِلَیْہِ وَہُوَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ
یہی انہی اور جو اللہ تعالیٰ کے باعث موت کے وقت لازم اطمینان کی بناواتے تھے۔ قرآن حکیم پکار پکار کر کہتا ہے کہ دُنیوی زندگی میں اقامتِ اُذیت کی راہ اختیار کرنے والوں کو موت کے وقت یہ پیغام ملتا ہے۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ — وَأَدْخِلْ جَنَّتِكَ الرِّفْقَ (۱۳۰)

”سے ہاں الہیان والی! بوٹ چلی اپنے جب کی طرف تو اس سے راضی ہو جائے
راضی ہو جائے جو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں“ (تیسرا فقرہ)

یہی وجہ ہے کہ مختلف ادوار میں اکثر بہنیاں اپنی انسانیت کے حالات زندگی اس
فرض سے قلمبند کیے گئے کہ ان کے دل میں اس سے غم و غصہ، ان کی روشنی میں اپنی زندگی
کے غم و غصے کیوں نہ ہو کہ ان کی زندگیوں سے بہکانے والی ہیں۔

اس دور میں امام ابراہیم علیہ السلام نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ قلمبند
کی ذات گرامی بھی ایسی ہی عظیم اصناف و خصوصیات میں سے ایک تھی جن کی سیرت کا پرچہ
نیل جود کے لیے تمام مل در نشانی بن سکتا ہے۔ آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ
صرف و بہرہ پاکستان بکریا جا رہا ہے، عالم میں پھیلا ہوا ہے، کوئی گزشتہ ایسا نہیں جہاں آپ کا
کلام میمانہ ہو اور دنیا کا کوئی خطہ نہیں جہاں آپ کے کسی فیض یا اثر نے مستند علم و عرفان نہ
سجائی ہو پھر نہ صرف یہ کہ دیندار طبقہ ہی فیضیاب ہوا بلکہ لاکھوں کی تعداد میں مغرب و اورنگ
اور ادیت پرست و مانع بھی آپ کی روحانی عظمت کے گرویدہ ہو کر حلقہ گوش و ادیت
ہوئے۔ اس طرح آپ کی ذات ستودہ و عظمت جلیلہ و قدیم بہرہ و برکت آپ کے فکر کے لیے مرکز
ہدایت اور مجمع البحرین تھی جنہیں کے ساتھ کیا جاسکتا ہے کہ اس دور میں جس قدر لوگ حضرت
کی ذات گرامی سے متاثر ہوئے وہ عوام و خواص علماء کرام، فضلاء نے صبر و حیا اور
انگیزی و ان حضرات نے جس دور جہیزیت منی کا نظارہ آپ کی ذات گرامی سے کیا اس کی
تکوننا حال ہے آپ کے فیضانِ محبت کا یہ اثر کہ دیکھتے ہی دیکھتے دلوں کی دنیا میں
گہنی چھانچھوڑ دی تھا کہ اس قلب و دماغ اور شیخ مجاہد کے حالات زندگی جن سے اکثر لوگ
بچے خدائی اور شہدائی ہونے کے باوجود بھی واقف ہیں، نظر عام پرانے عیش و ادیان کو گنتی

شہرت دی جائے تاکہ جہود ہود کے علاوہ آئندہ نہیں بھی اس پر حقیقت و معرفت سے قیامت تک سیراب ہوتی رہیں۔

اس خیالی کو عملی شکل دینے کی غرض سے متعدد شخص اسباب اور حقیقت متعلق نے حضرت سے بار بار درخواست کی کہ حضرت کی سوانح حیات ان کی زندگی میں اسباب میں مرتب ہو جائے۔ لیکن حضرت تنہا یہودیوں، مسلمانوں اور اپنی افتاد طبع کی وجہ سے سنانہ نہ جانتے تھے۔ آخر جناب منظور سید صاحب لکھنؤ نے ایک گھنٹہ میں ایک گھنٹہ میں مقصد کے لیے جیسے پڑا ملے گا اظہار فرمایا۔ طریق کار یہ طے ہوا کہ چند روایات مرتب کر کے یہ جہانیں اور حضرت ان کے جوابات لکھوا دیا کریں۔ لیکن یہ سلسلہ حضرت کی مصروفیات کے باعث بنانا دیر تک جاری نہ رہ سکا اور اس طرح یہ عظیم کام تشہید و تہلیل و تہنیم منظور سید صاحب کا جمع کیا ہوا سوہا ایک قیمتی دستاویز اور قلمی یادداشت کی شکل میں محفوظ ہو گیا۔ یہ نظر کتاب کا ابتدائی حصہ ہی سہی ہے۔

حضرت کے اتفاقاً حال بخوبی جانتے میں کتاب میں دیر گھنٹہ ہی سہا فہم اور حقائق شناس تھے۔ سنانہ فرست کا تو یہ عالم تھا کہ چند ہرچہ کو بیدید گرد کا سفر آپ کی ذات گرائی پر چار چول چوکس بھٹتا ہے۔ آپ کو علم ہو گیا کہ بعض نااہل افراد جو علم و ادب کے فوق سے غلیظ عاری ہیں آپ کی سیرت جمع کرنے کے خواب بیکوہ ہے میں چنانچہ حرم و احیاء کو بٹنے کا راتے ہوئے آپ نے اپنے اصل سے چند روز قبل مختلف اخبارات اور ہفت روزہ خدائے افریقہ میں یہ بیان شائع کر دیا کہ میرے حالات میری اولاد کے سوا کسی کو شائع کرنے کی اجازت نہیں؟

مقدور یہی تھا کہ سوانح حیات کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں کوئی شخص ذاتی منہیت کی غرض سے خود ساختہ دستاویز کے سلسلے میں طلب یا پس کا ذریعہ جمع نہ کرے اور نہ

محبوب خدا کو اصل حقانی و مصافحے سے غافل رہ کر گمراہی کا شکار نہ بنائے۔

حضرت کئے سال کے بعد آپ کے عصیت مندوں کے شدید تعاقبوں اور جرمِ غلوں کے بے پناہ امرا آپ نے آپ کے خلف ارشد اور جانشین حضرت مولانا عبدالحق اور دامت برکاتہم سے آپ کی سہرت و قربت کو نہنے کی ہر فراست کی، لیکن آپ نے اپنی سحر و فیض اور حضرت کے اصالی سے پیدا ہونے والوں کے باعث معذرتی کا اظہار کہ کہ یہ فریضہ نہایت فراخ دل اور کمال شفقت سے سب سے بڑا فرمایا، میں نے اس کا ہر خرم اپنی عبادت اور نہایت بخیر و کامیابی انجام دیا، جسے کھنڈل نخل از دی کہو کہ برحق اس عظیم کام میں شک ہو گیا، حضرت مولانا عبدالحق نے ہر طرح سر پرستی فرمائی اور مسئلہ مسجد و صاحب کا ترقیب کو مذکورہ مسجد میں حضرت نے اپنے مقدس اور پاک انھوں سے خود کوئی تعلقات کی تسخیر فرمائی تھی اور وہ کام بھی عبادت و ایمان۔

حضرت مولانا عبدالحق اور نے اردو و پنجاب و آری اور اگست ۱۹۶۲ء کے حدام اربعین میں ایک اعلان شائع کرایا جس کا متن حسب ذیل تھا۔

”حضرت کے عصیت مندوں کو فرقوں میں گئے کر یا کس کے شہر اور دین و طاعت و اشاعت فیروزہ نہ رہے اس بارے میں مذہبی و دنیا کے پانچ جات پر عمل ایک مہذب و مستعد کتابت کر کے کا فیصلہ کیا ہے اور اس گراں قدر کام کے لیے حضرت کو آگے قریبی تعلق رکھنے والے ایک اعلیٰ رقم کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ اس جلیل القدر شخصیت کی جہات پر ہم اٹھانا اور اس کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرنا کسی فرد واحد کی دسترس سے باہر ہے، پانچ جہات اسی صورت میں جامعہ و مانع پر ملکتی ہے جبکہ وہ تمام مل کر اہم اور صرفیہ و مقامی امور میں نے کسی شخصیت میں جو کچھ سے فیض نہسانی حاصل کیا ہے اور انھیں ہر توانا کی

محبت میں بیٹھنے ارشادات گرامی سننے اور انہیں قریب دیکھنے کی صاف نصیب ہوئی ہے۔ کوئی ناکی زندگی کے شوق وہ تمام حالات و واقعات جن کا انہیں علم ہو اہل کس کے اس کا بغیر میں مصنف سے تعاون کریں۔

حضرت کے ذاتی خطوط بھی علم و فہم کا سرچشمہ تھے آپ کی سوانح میں آپ کے وہ تمام خطوط بھی شامل کیے گئے جو آپ نے اپنے احباب، کوثر، مدین اور عقداں کو تحریر فرمائے تھے۔ اگر کسی صاحب کی یہ خدمت ہو تو ان کا کوئی کوپ گرامی مختصر اور تبرکاً ہمیں ارسال فرمادیں انشاء اللہ استفادہ کے بعد دیگر اس کو دیا جائے گا۔

از اخبار نظام الدین لاہور

بیت اللہ انور

تاریخ ۱۰ اگست ۱۹۶۲ء

امیر انجمن نظام الدین شیر نواز دہلوی لاہور

۱۔ امروز ملاقات کی طرح عیاں ہے کہ حضرت کا مطلق اثر اور معجزات کا سلسلہ وسیع ہی نہیں بلکہ لاتناہی ہے۔ چنانچہ ان سب حضرات سے جو حضرت کی بابرکت صحبتوں سے مُسَرَّت ہو چکے ہیں یا جن خوش نصیب حضرات کو آپ سے قریبی تعلق کسی نہ کسی گوشے میں رہ چکا ہے حضرت کے حالات و واقعات فراہم کرنا آسان کام نہ تھا۔ پھر میں نے سوائس سوئے انڈیا کے کام ہونیئے حکام اور حضرت کے تربیت یافتہ حضام کی خدمت میں عرض کیے کہ وہ اس کام میں امانت فرمائیں۔ گچھل کھائی نہ ہوئی۔ چنانچہ حضرت کے کھوٹے ہوئے مُصَنَّف سہرا کو حق کی حیثیت سے لکھ کر دیکر ذرا غرض سے حاصل کروا دیا۔ حضرت کی شکل میں مضبوطی کے اس کے خط و پھرت کے تمام حالات کا غور و فکر ہمارے اس اور خطبات سے عیاں فرما رہا۔ استخراج کیا گیا۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کام کی تکمیل کرانے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لیے ذرائع و اسباب خود مقرر فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں اس وقت جبکہ کام ابھی ابتدائی مراحل میں تھا حضرت جرنیل کے خلیفہ جرنیل حضرت مولانا تاجی محمد زائد بخشی صاحب جلد و دیگر کتب کی

خاتِ گرامی امدادِ فیضی ہیں کر اُٹھے آنی اگر اس مدد میں قاضی صاحب دوسروں کی پر غور
سماجی شامل نہ ہو جس کی حضورؐ کے سوانح حیات کا اس قدر مطالعہ یا تکمیل کو پہنچا ممکن نہ
تھا۔ کتاب کی ابتدائی ترتیب و تدوین میں لاہور کا ساریہ نقشبندی اور عظیم صاحب ہے۔ اللہ
تعالیٰ آپ کے روحانی مراتب کو اور بلند فرماتے آمین!

اگرچہ اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ حضرتؐ کے سوانح حیات کا یہ ایڈیشن
ہر حیثیت سے جامع ہو مگر یہ بھی ایسی عظیم ہمتی کی ساری زندگی جو ایک طرف
رہنمادہایتِ کامل کو اور دوسری طرف پوری نصف صدی کی کُل تاریخ کو مختصر وقت اور
سرد صفحات میں سیٹھنے کی سعی شکر ہونا بہت مشکل اور سخت دشوار ہے۔

وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ ایسے اکابر کی میریت کا اسم اور معنی پہلو نہ ہر گز
سبھتے ہیں۔ اس امر کا تو ہی امکان ہے کہ حضرتؐ کی زندگی کے بہت سے گوشے زیرِ امد
ان حضرات کی نظروں سے اوجھل رہ گئے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تدوین میں مجھ سے
تھان کی کیا ہے۔ چنانچہ استدعا ہے کہ قارئین میں سے جن اصحاب کے پاس حضرتؐ کے
حالاتِ زندگی کا کوئی حصہ محفوظ ہو اور وہ خواہ زندگی کے کسی گوشے سے ہی متعلق کیوں
نہ ہو مجھے رسالہ فرما کر عندِ اقتضا بخور ہوں۔ دوسرے ایڈیشن میں شکر کے ساتھ شریکِ اشاعت
کیا جائے گا۔

آخر میں ان تمام بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فرض سمجھتا ہوں
جنہوں نے میری مضافات کو شرفِ تفریق بخش کر میری اعانت یا رہنمائی فرمائی۔

واللہ و عو انان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکِ پائے حضرتؐ قدس سرہ العزیز
عبد الحمید خاں

اکتوبر ۱۹۴۲ء

ابتدائی حالات

برصغیر کی تاریخ میں تیسویں صدی کا نصب آخر مسلمانوں کے لیے سرچشمہ افرا
 ہوا ہی پر آشوب دور تھا۔ انگریز مسلمانوں کا ہم دشمن ملک شاد بنے پر لگا ہوا تھا۔
 علاقے کو ام کوٹھیں چن کر سزائے موت دی گئی، بڑے بڑے علماء و اہل سنت و جماعت واد پرست
 گئے۔ جتنی پرستوں کو ذلیل و خوار کیا گیا اور دینی اداروں کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی
 کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔ غرض انگریز کی حکمت عملی یہ تھی کہ برصغیر کے مسلمان ایک تعالیٰ
 اور زندہ قوم کی حیثیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں اور ان کے دلوں میں
 وہ اسلامی روح اور ایمانی تڑپ باقی نہ رہے جس کے بل بوتے پر وہ ایک نر ارسال
 تک اس برصغیر پر حکومت کرتے رہے تھے۔ مسلمان عوام بے بسی اور بے تعلقی کا
 شکار تھے۔ خواص کی ایک بہت بڑی تعداد جن میں علاقے کو ام پیش پیش تھے،
 انگریز کی سیداد کا حقہ مستحق بن چکی تھی۔ اور جو بچ گئے وہ غارشی اور عزت نشین
 ہی میں عافیت دیکھ رہے تھے۔ ان حالات میں ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ کے
 چنڈ بھری اور ٹنڈر بندے، علاقے کو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے سر بھیلوں پر رکھ لیں
 اور اس شمع توحید کو جو ہر ارسال سے اس فطرت کو کفر کو اپنی دنیا باریوں کے
 منور کر رہی تھی، بجھنے نہ دیں۔

ارشادِ باری ہے کہ جب مسلمان اس حد تک دیں گے کہ پروردگار تعالیٰ

آپ کے والد ماجد شیخ حبیب اللہ صاحب ایک وینڈر بزرگ اور صنعت چشتیہ میں جہنمقا کے مالک تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ پیدائشی مسلمان اور پانچ سو موصوفہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں چار بیٹے عنایت فرمائے حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز حافظہ روزی مولوی صاحب تعلیم یا فستان مولوی عزیز احمد صاحب تعلیم کراچی اور حکیم رشید احمد صاحب الدین حضرت سب بھائیوں میں بڑے تھے۔ امر رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ کو جمعہ المبارک کے روز آپ اسی قصبہ جلیل میں پیدا ہوئے اور والدہ زید گوارنے آپ کا نام احمد علی تجریر فرمایا۔ حضرت کے والدین نے آپ کی پیدائش سے قبل ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر خدا نے بیٹا عطا فرمایا تو اسے خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیں گے جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام نے جناب باری میں نیت مآلیٰ تھی:-

وَبِئْسَ مَا فِي كَذَاتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحْتَرًا ۖ زَالَ عِلْمَانِ ۝۳۵۰
(بے نیسے وہاں میں نے نکال دیا ہے میرے لیے جو میرے پیٹ میں ہے آہ وہ کہہ کر تمہیں افریقہ)

ابتدائی تعلیم جس ذاتِ بابرکات نے دُنیا میں ستم قرآن اور ستم قرآن ہو کر قرآنِ عظیم و سعادت کی مشاعت کا تقدس فریضہ سر انجام دینا تھا اس کی تعلیم کا آغاز بھی قرآنِ عزیز پڑھنے سے ہوا اور اُسے کائناتِ ارضی پر سموت بھی اس بارگ میں فرمایا کہ جس میں قرآنِ عظیم کا نزول ہوا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو قرآن خود پڑھایا اور تھوڑے دنوں بعد آپ سکول میں داخل کرائیے گئے یہ سکول قصبہ جلیل سے ایک میل دُور کٹ سہاؤ میں واقع تھا۔ حضرت اپنے ہم کتبوں کے ساتھ ہر روز بھی سکول جاتے اور شام کو وہیں لوٹ آتے۔

حضرت کے اعلیٰ جانکا فریضہ عاشقِ تہذیب تھا۔ انہوں نے اعزہ و اقرباء کی اسلام دشمنی

کے باعث قصبہ محل کی سکونت ترک کر کے وضع باہر ملک میں رہائش اختیار کر لی۔ یہ گاؤں
اول الذکر تمام سے ڈیرہ بیل کے قاصطے پر ہے۔ یہاں چونکہ تعلیم کا خاطر خواہ انتظام
نہ تھا۔ اس لیے حضرت کو قریب کے ایک قصبہ ٹوٹھی کھجور والی کے اسکول میں داخل کرایا
گیا جس میں آپ نے باخوبی جماعت تک تعلیم پائی۔

بعد ازاں آپ کے والد ماجد نے آپ کو مولانا عبدالحق صاحب خطیب جامع مسجد
گوجرانوالہ کے حلقہ درس میں داخل کر دیا جہاں نصاب فارسی سے آپ کی ذہنی تعلیم کی
ابتدا ہوئی۔ اس خوش بہت استاد نے حضرت کو اپنے گھر ہی دکھا اور اپنے درون میں
محمد ابراہیم اور محمد اسماعیل کے ساتھ آپ کی تعلیم و تربیت کرتے رہے۔ اس دور میں
حضرت مستقل طور پر گوجرانوالہ ہی قیام پذیر رہے لیکن گاہ بے گاہ اہل دین سے ملنے
کے لیے اپنے گاؤں میں تشریف لے جاتے تھے۔

ابھی پندرہویں مہینے گزرے تھے کہ حضرت مولانا عبدالحق
مولانا سندھی سے ملے۔ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فراغت از العلوم دیوبند کے بعد
حسب ارشاد شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ دینی کتب کے طالب اور سندھی علوم کے سلسلے میں
حلقے ہونے اپنی والدہ ماجدہ سے جے کے لیے یہاں کوٹ تشریف لے گئے۔ آپ کی والدہ
نے آپ سے حضرت کے والد ماجد کے قبول اسلام اور ذی شرف کا تذکرہ کیا اور مولانا
سندھی کو ان سے ملنے کے لیے باہر چل پڑا۔ انہیں حضرت کے والد ماجد نے اس موقع
پر تعلیم و تربیت کے لیے حضرت کو مولانا سندھی کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا یہ پختہ
نے دین کے لیے وقت کیا ہے۔ اسے قبول کیجئے۔ مولانا سندھی نے خوشی سے
حضرت کو قبول فرمایا اور حلقے ہونے حضرت کو اپنے ساتھ سندھ لے گئے۔ چنانچہ مولانا

سندھی حضرتؑ کو تفسیر قرآن مجید اور علم حدیث کی سند دیتے ہوئے یوں قلمراز ہیں:-
 ان الصالح السعيد المولوى احمد على لاهورى كفتته
 لنذر من ربه ابوالا -

اگرچہ مسادات خدوئی احمد علی لاہوری کو میں نے اس مذکورہ سے اپنی تربیت میں
 لے لیا جو آپ کے والدین نے دین کی خدمت کے لئے مانا تھا۔

حضرتؑ بھی صرف نو برس کے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، حج کو روانہ
 ہوئے، سندھی اور حضرتؑ کے والد ماجد کے درمیان قرابت داری کے تعلقات تھے، اس لیے
 اُن کی وفات کے بعد تینوں کی نگہداشت کے خیال سے حضرت دین پوری نور اللہ مرادؒ
 نے حضرتؑ کی والدہ ماجدہ کا نکاح ثانی مراد سندھیؒ سے کر دیا اور اس طرح حضرتؑ
 سندھیؒ کو یا حضرتؑ کے سوتیلے والدین گئے، چنانچہ حضرتؑ اور آپ کے دوست بھائی
 مولوی محمد علی، مولوی عزیز احمد اور حکیم رشید احمد بکچن ہی سے مولانا سندھیؒ کے زیر تربیت
 ہو گئے۔

مولانا سندھیؒ کی پہلی اہلیہ فوت ہو چکی تھیں، یہ دوسرا نکاح محض مکمل سنت
 اور تعمیل ارشاد مرشد تھا۔ اس عقد ثانی سے مولانا سندھیؒ کے اُن کوئی اولاد نہ ہوئی اور
 نہ حضرتؑ کی والدہ ماجدہ نکاح کے بعد زیادہ عرصہ تک زندہ رہیں۔ چنانچہ حکمِ نبویؐ ہی
 حضرت رحمۃ اللہ علیہ والدہ کے بعد والدہ کی شفقت سے بھی محروم ہو گئے۔

حضرتؑ کے بچپن اور لڑکپن کا زمانہ بہت پر شغف اور تکلیف تھا۔ مولانا
 سندھی سخت مزاج تھے۔ وہ آپ کو ہر وقت کام میں مصروف رکھتے، جنگل سے کھڑکیاں کاٹ
 کر لانا، گھر کا پانی بھرنا، مولانا سندھیؒ اور اپنے تینوں چھوٹے بھائیوں کے کپڑے دھونا بھی

کے ٹائٹل پر واقع ہے۔ مشہور ہے کہ کوئی بزرگ حضرت حافظ صاحب کو ان کے دو ممالی ترجمہ کے پیش نظر بیت کرنے کی جہالت نہ کرتا تھا۔ ہر کوئی یہ کہہ کر مسذوری کا اظہار کرتا کہ ایسے جلیل القدر شخص کا بیت کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ ایک مرتبہ کسی بزرگ نے آپ سے فرمایا: تجھے وہ شخص بیت کرے گا جس کے سامنے شبی ہوئی پھیل زندہ ہو جائے حضرت حافظ صاحب یہ جواب سن کر انہیں ہر گئے۔ نہ شبی ہوئی پھیل زندہ ہوا نہ آپ کسی سے بیت کیا۔

افغان سے کچھ عرصہ بعد شاہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا گزر اس طرف ہوا تو آپ حضرت حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے ان ممالی شہر سے حافظ صاحب کے ان اس دن سائے پھیل کے اور کوئی چیز گھر میں چھلن کی دھات کے پیسے موجود نہ تھی۔ آپ پھیل بھون، دسترخوان میں رکھ کر شاہ صاحب کی خدمت میں لائے۔ شاہ صاحب نے تسکرا کر فرمایا کیا زندہ پھیلیاں بھی کبھی کھائی جاتی ہیں؟ حافظ صاحب نے دسترخوان اٹھایا تو پھیلی اتنی زندہ تھی۔ بس اب یہ کہنا تھا کہ درویش کی کبھی ہوئی بات یا ناگئی اور آپ بیت کے پیسے دوڑا تو شاہ صاحب کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ شاہ صاحب نے آپ کو کچھ تامل کے معیت فرمایا۔ پٹرولی تو پہلے ہی موجود تھا۔ دیا سلائی دکھانے کی ضرورت ہوئی آگ بھڑک اٹھی اور شاہ صاحب نے چند دنوں کے بعد آپ کو عذرِ خلافت چھٹا فرمایا۔

حضرت مولانا سید محمد امین حافظ صاحب کے سب سے حق پرست پیروں میں اسلام سے روشناس ہوئے۔ بھرچند ہی شریف میں ہی آپ کی سنتِ طیبہ (فتنہ) ادا ہوئی۔ اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہی سلسلہ قادریہ میں بیت ہو کر آپ نے اسباقِ سلوک کی

ابتدا کی بچہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا سندھی سے اس درجہ لگاؤ میں گیا کہ آپ نے اپنے محبوب ترین مضافہ شیخ الشیخ فرنٹ زمین حضرت غنیہ غلام محمد دین پوری اور قطب الاقطاب امر دہلی میں جوہرگی میں فرمایا: عید اللہ نے جو کوہِ خدا کے بیٹے الدین کو چھوڑا ہے اب اس کے والدین کے تمام فرشتوں میں اور کروں گا۔ گریبا حافظ صاحب نے مولانا سندھی کو اپنا منہ بولا بیٹا قرار دیا۔ ویسے بھی ربیبین اپنے سیر کی دُعا کی اولاد ہوتے ہیں لیکن ان الفاظ نے مولانا سندھی کی شخصیت کو دی۔

پھر اس کے بعد جب مولانا سندھی دینی تعلیم کے حصول کے لیے بحرِ چوڑی شریف سے رخصت ہونے لگے تو حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ خلیفہ میں اتنا شاکر یہ التجا کی اے اللہ! عید اللہ تیرے حلال ہے اے کسی شیخ کی اعلم اور عالم باعمل سے استفادہ کا شرف عطا فرما۔ چنانچہ حضرت حافظ صاحب کی دُعا کا ثمرہ امام زماں حضرت شیخ السندھی سرگودھا کی شاگردی کی صورت میں ظاہر ہوا اور اس طرح دھانی صوفی نے طلبِ مطلق کو صدیقی دورانی کی خدمت میں پہنچا دیا پھر اسی دُعا کا نتیجہ تھا کہ مولانا سندھی دہلی میں تحصیلِ علم کے دوران ہی حضرت شیخ السندھی کی توجہاتِ کامِ کرب میں آئے اور اپنی خدا دادِ تقویت، ذہانت اور خشک محنت کے باعث سائےِ مدرسہ میں استیلازی خصوصیات کے حامل ہو گئے۔

اس شاندار میں مولانا سندھی کو بہت جیسے مدرسے دو چار مہینے اور حضرت حافظ محمد صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اللہ کو یاد کرنا چاہتے ہو گئے اور مولانا سندھی کے لیے شبِ بیدار دُعا میں کرنے والا ایک عظیم سداؤنیہ سے اُٹھ گیا۔ اب ارشاداتِ شیخ کی روشنی میں مولانا سندھی کی دُعا کی تربیت حضرت دین پوری کے حشر میں آئی اور باقی فریاد کی کائنات

حضرت امروٹی فرماتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ میں بھی حکمت خداوندی جبرائیم کا دروازی حضرت میں پہنچا
میں تاں نظر جمال الہی تھا اور حضرت امروٹی جمال جمال کے آئینہ دار۔ ہونا سندھی بھی
طہا جمال تھا۔ اس لیے ان کی روحانی تربیت نظر جمال خداوندی حضرت میں پوری کے
ذکر کی گئی تاکہ ان کے جمال پر جمال کا پرتو پڑتا ہے جو لوگ اقبہ مال میں وہاں
دیں گے کہ وہاں سندھی بادہ حضرت میں ہر کسی کی تربیت کے تحت جمال تھا۔ اگر تربیت میں
بھی جمال کا جذبہ ہوتا تو نہ جانے کیا ہوتے۔

بہر حال اب چونکہ حضرت مانتہ صاحب کا دمالی ہو چکا تھا طلب اعلیٰ امروٹی
نے ہونا سندھی کو دیوبند سے فراغت کے بعد لروٹ شریف میں قیام کی دعوت دی۔ ہونا
سندھی نے ان کی اس دعوت کو بخوشی قبول کر لیا۔

حضرت کی سندھ کو روانگی جب ہونا سندھی حضرت امروٹی کے ارشاد
تو حضرت کو اپنے ہمراہ امروٹ شریف لے گئے۔

دستے میں ہونا سندھی اپنے شیخ حضرت خلیفہ نظام محمد صاحب بن پوری رحمہ اللہ
طیبہ کی نیابت کی غرض سے دین پور شریف غھرے۔ اس ہی کی کل کائنات حضرت
مسجد اور قیام گاہ تھی حضرت میں پوری اپنے زمانے کے عارف اکمل اور ولی بے بدل
تھے۔ حضرت شیخ الہند اور محدث اعظم حضرت ہونا سندھی اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا
کرتے تھے کہ حضرت میں پوری کے چہرے پر صرف نظر ڈالنے سے کئی مقامات ملے جو
جاتے ہیں شیخ الاسلام سید العرب العجم حضرت ہونا سندھی حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ قرآپ

پہلے جہاں سے مذاقے اور مسئلہ قادیان میں آپ سے تہذیب کا مذاقہ بھی تھے حکیم لانا حضرت
قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کو سنا دیا کہ حضرت میں دین پور شریف سے گئے۔ آٹھ پندرہ سال
سے اندر گھوڑے پر سوار ہوئے۔ دین پور شریف سے قریب حضرت شیخ اشباح دین
پوریؒ کی بیٹائی کے لیے آگے آئے ہوئے تھے حضرت قادیانیؒ ابھی کئی سو گز کے فاصلہ پر
تھے کہ اپنے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا۔ فرما گھوڑے سے چلا گیا گا دی اور فرمایا
”اے عید اللہ! تو نے مجھے مار ڈالا۔ اے عید اللہ! تو نے مجھے ہلاک کر دیا۔ یہ نہ بھیا
کہ یہاں اس دم کا دل اللہ رہتا ہے اور مجھے گھوڑے پر سوار کر دیا۔“ اسی طرح وقت
کے تمام لوگ یہاں میں حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقیہ دین پور شریفؒ کی شامل ہو کر
دین پوریؒ رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔

برہنہ بتانا یہ مقصود ہے کہ مولانا سید محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد علیؒ رحمۃ اللہ
مرفقہ سفر مروث شریف کے دوران جب میں پور میں قیام فرما تھے تو حضرت دین پوریؒ رحمۃ اللہ
علیہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر پہلی نظر میں ہی اپنے نور فراست بجانب دیا کر آئندہ
میل کریہ کر پر کیا کس درجہ کا انسان بننے والا ہے۔ چنانچہ آپ نے خود ہی ازراہ شفقت
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مسئلہ قادیان میں بیعت لرایا اور اللہ کے نام کی تعین کی حضرت فرمایا
کرتے تھے کہ وہ اس وقت بیعت کے منہم تک سے نا آشنا تھے۔ اور یہیں حضرت کی
تعلیم کتاب اللہ اور ذکر کئے باطن ”ذوقِ قادیان“ شریف ہوئے۔ بیعت کے وقت آپ کی طرف
نوسال تھی اور یہ نابالغ ۱۸۹۵ء کا واقعہ ہے۔

لے شیخ احمد مرقا محمد عید اللہ علیہ رحمۃ اللہ کی روایت ہے۔

امروٹ شریف میں قیام جین ٹیڈی مختصر قیام کے بعد حضرت مولانا سندھو جی کی معیت میں امروٹ شریف آ گئے۔ مولانا سندھو جی نے خود ہی مولانا کو فارسی اور عربی کی ابتدائی صوف و غز پرچھا اشرع کی۔ امروٹ شریف اور دین پور ایک دوسرے سے دور رہنے کے باوجود ایک ہی تھے۔ دونوں علم و معرفت کے دیوانے ایک ہی شہر سے جاری ہوئے تھے۔ یعنی دونوں حضرات حافظہ محمد مصطفیٰ کے غلط فہمی سے بچنے۔ گوٹھ پر چھٹا میں مدرسہ حضرت مولانا تاج محمد امروٹی بڑے متوقف اور فانی لکھ بزرگ تھے۔ اگر فرق کا کوئی سبب نہ ہو تو ان کا تعلق امروٹ سے ہی ہے۔ ان کا تعلق امروٹ سے ہی ہے۔ ان کا تعلق امروٹ سے ہی ہے۔ ان کا تعلق امروٹ سے ہی ہے۔

آج بھی آپ کی خلفاء و متفکرانہ رہتی۔ روحانی فیض کے ستاروں کے بے تودہ دست بردار و اسلم تھا۔ مگر علوم ظاہر کے اندر اس کی تکمیل کے لیے جن اسباب کی ضرورت تھی وہ وہاں موجود نہ تھے۔ اور نہ ہی حضرت امروٹی قدس سرہ العزیز اس طرف توجہ فرماتے تھے۔ کیونکہ ان کا مسلک استغناء اس کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ لوگوں سے چندہ مانگیں۔

ادھر مولانا سندھو جی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رحمان کے شاگرد رشید اور فیض یافتہ تھے۔ ان کا مسلک یہ تھا کہ علماء جی کی ایک ایسی انتہائی جامعیت پیدا کی جائے جو اگر یہی حدیث کا مقابلہ اسی طرح کرے جس طرح تہذیب مانی نے لکبر کی لادینیت کا کیا تھا۔ اس کے لیے کسی دارالعلوم کا قیام ناگزیر تھا۔ چنانچہ آپ سبب بندہ کے ضلع ڈابھا میں واقع گوٹھ پر چھٹا شریف آئے۔ گوٹھ پر چھٹا کے سجادہ نشین پر چارو کے چارو بھائی ہیں۔ مولانا سندھو جی نے سجادہ نشین گوٹھ پر چھٹا حضرت مولانا پیر رشید اللہ صاحب کے سامنے اپنی تجویز پیش کی تو انھوں نے نہ صرف اس کو منظور فرمایا بلکہ ہر طرح کی امداد کا

بطریقہ دلالت۔

چنانچہ ۱۳۱۹ھ میں گوٹھ پر مجتہد امین مولانا سندھیؒ نے اپنے دست مبارک سے دوسرے مولانا رشاد کی بنیاد رکھی۔ پیر صاحب اپنے مریدوں سے چند روپے کر طلب کی ضرورت پڑی، استاد کی تحرائہ اور مدد سے کے دوسرے معارف پورے کرتے تھے۔ مولانا سندھیؒ تنہا گوٹھ پر مجتہد انشرف سے گئے تھے کچھ عرصہ بعد آپ نے حضرت مولانا احمد علیؒ صاحب کو بھی اپنے پاس لایا اور یہاں حضرت نے چھ سال کے عرصہ میں درجہ نظامی تک مکمل کر لی۔

حضرت کی دستار بندی مددگار الارشاد کی سب سے پہلی تاریخ امتحان مجتہد امین جوامت میں پانچ طلبہ تھے

ان میں حضرت مولانا احمد علیؒ کے علاوہ حضرت پیر رشادؒ صاحب کے بڑے صاحبزادے مولانا فیضان الدین صاحب موجودگی نشین گوٹھ پر مجتہد امین تھے۔ اس جوامت کی دستار بندی کے لیے تھانہ نشین گوٹھ پر مجتہد امین نے جبرئیلؒ کیا اور اس کی مدد سے شیخ حسین ابوالحسن بخاریؒ اپنی کوریاست جہاں سے لایا جہاں صاحب کی موت ہو چکی تھی۔ شیخ صاحب نے اپنے تھے شیخ صاحب نے تھانہ کشمیری کی مدد سے کے لیے تشریف لائے تھے۔ ان کے بعد سے اس قدر ضعیف اور کمزور ہو چکے تھے کہ کسی ساری میں ملنے کے قابل نہ تھے۔ چنانچہ انہیں پاکی میں شکر شہین سے گوٹھ پر مجتہد امین لایا گیا تھا جہاں تک حضرت مولانا احمد علیؒ کی یادداشت کا تعلق ہے یہ دستار بندی ۱۳۲۲ھ کے آخر یا ۱۳۲۶ھ کی ابتدا میں ہوئی تھی۔

مکمل م کے بعد مولانا سندھیؒ نے حضرت کو مددگار الارشاد امین علیؒ قرار دیا۔

یاں آپ نے تین سال تک درس نظامی کی تعلیم دی۔

حضرت کی پہلی شادی حضرت مولانا سندھیؒ کے بہت ہی فاضل و فاضل نظر تھے۔ آپ نے مدرسہ دارالافتاء میں تدریس

کا کام شروع کیا تو مولانا سندھیؒ نے پہلی ایسے سے اپنی صاحبزادی مریم بی بی کا عقد آپ سے کر دیا۔ شادی کے قریب ایک سال بعد مولانا سندھیؒ نے آپ کو ایک جیہ عنایت فرمایا جس کا نام حسن رکھا گیا۔ مگر یہ ناشگفتہ غیبی سات دن کے بعد ہی فرمایا گیا اور حضرت کی اہلیہ حضرت بی بی کی موت کے دوسرے دن انتقال فرما گئیں۔

دونوں کے نزدیک کوثر پر صبیحہ میں ہیں جہاں حضرت کی ولیدہ ماجدہ بی بی آرام فرما رہی ہیں۔
حضرت کی دوسری شادی پہلی اہلیہ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد حضرت کے لیے بے شمار شے آئے مگر مولانا سندھیؒ

کی نظر کسی پر نہ پڑی۔ انھیں ایام میں پکوال کے مولانا ابو محمد احمد صاحب نے مولانا سندھیؒ کو لکھا کہ وہ اپنی لڑکی کا دستہ حضرت سے کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا ابو محمد احمد صاحب مولانا سندھیؒ کے فارغ التحصیل اور قلب الارشاد و انگلوئی اور شیخ الحدیث کے شاگردوں میں سے تھے مولانا سندھیؒ کے ہم سن ہونے کی وجہ سے انوں کے آپس میں بڑا روادار تعلقات تھے۔ مولانا سندھیؒ نے مولانا سندھیؒ کی قائم کردہ مجلیہ دارالافتاء کے سرگرم ہر ایک میں تھے۔ لہذا آپ کا قیام کشمیری بازار کی صوفی مسجد میں تھا اور آپ طبع مجنوں والی کتب کا حدیث کی تصحیح فرمایا کرتے تھے۔ مولانا سندھیؒ نے آپ کی درخواست نظر کر لی اور محمد الحزام شمسہؒ میں حضرت شیخ الحدیث کے مبارک ہاتھوں مولانا سندھیؒ کو دیوید کی مسجد میں حضرت شیخ التفسیرؒ کی رسم نکاح سر انجام پائی۔

۱۹۰۹ء میں مولانا سندھی دوبارہ دیوبند تشریف
جمعیت الانصار دیوبند کا قیام سے گئے اور اپنے شیخ حضرت شیخ ابوالکلام

کے مشورے سے جمعیت الانصار کی بنیاد ڈالی۔ اس انجمن کا مقصد ملک اور بیرون ملک
 میں موجود غلامانے دیوبند کی تکمیل کرنا تھا۔ اس تنظیم کا مقصد ایک بہت بڑی حکیم سے تھا جس کا
 خطہ انڈیا و شمالی کے علاوہ افغانستان، ایران، ترک، بھارت اور عرب وغیرہ تمام اسلامی ملک
 تک پھیلا ہوا تھا مولانا سندھی اور ان کے رفقاء کے کارکنوں کو کشمیر سے جمعیت کے مقبول
 ہوئی ۱۹۰۹ء میں علی گڑھ کے مولانا کبیر الدین جمعیت کے زیر اہتمام عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے
 جس میں تقریباً تیس ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ اس عظیم اجتماع اس سے پیشتر کسی نہ ہوا
 تھا۔

نظارۃ المعارف القرآنیہ جمعیت الانصار دیوبند کے قیام کے ساتھ ہی حضرت
 شیخ ابوالکلام کے حکم سے مولانا سندھی نے دس

الفاظ کی ایک جامع قرآن حکیم کی فقہانی تفسیر لکھنا شروع کی اس جامعیت میں پانچ
 مستند علماء اور پانچ گز بکریٹ شامل تھے۔ بعد میں جس صاحب کی بنا پر حسب شورہ شیخ ابوالکلام
 مولانا سندھی نے دہلی کی مسجد فقیر علی میں اس مفسر کی تکمیل کے لیے مولانا انصاری اور حکیم
 اجمل خاں رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی نظارۃ المعارف القرآنیہ قائم کیا۔ جب کہ مولانا سندھی
 مولانا اعظم دیوبند اور مولانا ذوالفقار علی تشریف لے گئے تو چند سال تک مولانا ذوالفقار علی
 صاحب کا انتظام مولانا صاحب کے دست مبارک میں رہا۔ مگر بعد میں جن صاحب کی بنا پر آپ نے
 مولانا ذوالفقار سے علیحدگی اختیار کر کے مولانا سندھی کے حکم پر فرات آباد میں ایک مدرسہ قائم کیا
 اور مولانا نے آپ کے ساتھ کام کرنے کے لیے اپنے دو شاگرد مولانا مولانا مولانا

مولانا محمد صالح کو معذور قرار دیا۔

مولانا سندھی نے دہلی میں نظارۃ العبادت قائم کیا تو حضرت کو بھی شیخ الہد کے
ایجاد پر نواب شاہ سے دہلی جو گیا جس سے نواب شاہ کا وہ مدد سوجھ بوجھ انتہائی مراحل طے
کرایا تھا۔ جاری نہ رہ سکا اور حضرت دہلی کو نظارۃ العبادت قرآنہ سے منسلک ہو گئے۔
مدتہ نظارۃ العبادت حجرہ کی نظمیں لکھنا نہہا کا شاق تھا اس لیے کدوٹ ایکٹ کمیشن
کی رپورٹ کے مطابق مدتہ نظارۃ العبادت کے قیام سے منصر و ہندوستانی مسلمانوں میں
مذہبی دلائل اور جنگی جوش پیدا کرنا اور ان کو فریضہ جہاد کی ادائیگی پر آمادہ کرنا تھا۔ اس رپورٹ
کے مطابق حضرت مولانا محمد صالح کو کلامی پروردگار نے یہ تھا کہ اسلامی طاقتوں کا ہندوستانی
زبردست علامہ اور ہندوستانی مسلمانانہ دونی طاقت سے تقویت پہنچائیں۔

آگرہ کا تبلیغی دورہ نظارۃ العبادت قرآنہ دہلی میں حضرت کے ایام قیام میں
مولانا سندھی کو ان کے بعض اصحاب نے مشورہ دیا کہ انھیں

گلابے ملا کر جہالت کو تبلیغی دورہ پر بھی بھیجا جائے تاکہ وہ دیہات میں پیدل سفر
کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور جلسہ تحریکات کی مدد کرنے اور دوسری ضرورتیں اٹھانے کے حامی ہو
جائیں۔ اس تجویز کے تحت آگرہ کے لیے تین ملازم انتخاب کیا گیا۔ جن میں حضرت کے علاوہ

مولانا سندھی بھی تھے۔ ان کی لائسنس دہلی میں کوٹہ سٹیشن سے حضرت شیخ امجد علی بدایونی
اور فضل صاحب تھیں۔ مولانا کو کام کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ سندھ کا تعلق بھی قائم رکھا
جائے۔ ان کے جین انحصار میں کام کرنا۔ اس جین کی تحریک تاحیں میں مولانا کو کلامی ہمراہی ہو کر جی
مولانا سے شریک تھے۔ (نہج)

مرانا علی سید اللہ صاحب علوم اور حکیم مولانا فضل الرحمن صاحب بھی شامل تھے
مرفقہ مذکورہ کی اس شہرہ امت کے ساتھ اگر آئے اور ان کے حلقے متقی کے
واپس دہلی تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ بعد اپنے حقوق کا دورہ کر کے یہ تنہا حضرت بھی نہیں
دہلی آ گئے۔

حضرت نے ستر اگر میں پیس دیات کا دور کیا۔ مگر سوائے ایک تہی کے کہیں سب
نہ پائے۔ ان دیات کے باشندے اسلامی حکومت کے زمانے میں حلقہ مجوش اسلام گئے
تھے مگر اسلامی تعلیم و تربیت سے باطل بے بہو تھے۔ نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح
جو کرم کے نام تک سے نا آشنا تھے۔ ان کے نام بھی غیر اسلامی تھے مثلاً محمد سنگہ، محمد راک
وغیرہ۔ ان کا تعلق اسلام سے ٹکڑا اور بالکل ہندو انتہا اسلامی تئوں اور مل سے باطل
بیگانہ تھے اور ہندوؤں کے تئوں میں شریک بنا کر تھے تھے جنس کے مسلم کرنے پر
لوگ انھیں مسلمانوں کے گھروں کا پتہ دیتے اور جب آپ مسلمانوں سے مل کر پوچھتے کہ تمہارے
نکاح اور جاننے کن پڑھا ہے تو جواب دیا کہ اچھیرو سے قاضی بنا کر ہے۔ اچھیرو
اس سفر میں حضرت کا صدر مقام تھا۔ آپ اچھیرو آئے اور قاضی صاحب کے مکان پر
تشریف لے گئے لیکن ان کو گھر موجود نہ پا کر ایک مسجد میں اپنے قیام کا پتہ لے کر وہیں چلے
آئے۔ قاضی صاحب کے پڑھا ہے کہ باوث ان کا صاحبزادہ ہی نکاح اور خانہ پڑھانے
کی خدمات سر انجام دیا کرتا تھا۔ لہذا قاضی صاحب کی طرف سے وہی حضرت سے ملنے
کے لیے آیا۔ حضرت نے قاضی زادہ سے پوچھا کہ اس نے مرنے کی کوئی تعلیم حاصل کی
ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ پھر حضرت نے فارسی کے متعلق پوچھا تو اس نے غیر نفی
میں جواب دیا۔ حضرت نے اُس کو کے متعلق پوچھا تو قاضی زادہ نے فیصلہ کن جواب دیتے ہوئے

کہا کہ وہ مخلوق ڈر رہے تھے کہ سوا کچھ نہیں جانتا، عوام کی جماعت سے زیادہ آپ کو عوام کے اس مذہبی مقتدا پر افسوس ہوا۔

جب آپ آگرہ کا دورہ ختم کر کے اچھنیرہ سے واپس دہلی آ رہے تھے تو گاڑی آگے میں دو اڑھائی گھنٹے کی دیر تھی۔ آپ تین تڑپ کے زیوار اس خدمت میں غریب کے ایک گناؤں جاپینچہ گناؤں کے باہر آپ کو ایک خوش پوش نوجوان جاہلی گناؤں کا باشندہ تھا۔ آپ اس نوجوان کو لے کر گناؤں پہنچے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو جمع کیا۔ لوگوں نے آپ کے لیے ایک چادر پائی کھادی۔ نوجوان بھی حضرت کے ساتھ چادر پائی پر بیٹھ گیا۔ حضرت نے لوگوں سے دریافت کیا: تمہیں لگتا ہے آپ نے فتنے میں جال دیا۔ آخر حضرت نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم کو تو آتا ہو گا کہ اس نے بھی فتنے میں جال دیا۔ آخر آپ نے سب کو ایک آواز بھر پڑھایا اور ان کے خیر اسلامی نام تبدیل کر کے اسلامی نام رکھے۔ وہ لوگ سب کے سب رخصت تھے۔ یہ اسلام کے نام ہی کی برکت تھی کہ سب نے کلمہ بھی پڑھ لیا اور نام بھی تبدیل کر دیا ہے۔

علیکر گڑھ میں قیام نظارۃ العارفین قرآن کی ایک جماعت میں پاکیزہ بحث تھی۔ ان میں سے ایک امیر احمد بنی اسے تھے۔ وہ ان جماعت کے ساتھ پڑھنے کے علاوہ فارغ دقت میں حضرت سے علم میں بھی پڑھا کرتے تھے۔ ان کو اپنے بعض اعلیٰ مشاغل کی تکمیل کے لیے عربی کے ایک ایسے عالم کی ضرورت تھی جو ان کے ساتھ مل کر گڑھ میں رہے۔ انہیں احمد کے والد لوری احمد بنی احمد علیک گڑھ کالج میں ایک ممتاز مدرسہ پر فائز تھے۔ مولانا سندھو نے ان کی اس شخصیت کو سچا اہل جہل ان کے ساتھ علیک گڑھ بھیج دیا۔ آپ کے قیام کو ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ آئے اے واقعات کو

حضرت کی توجہ اور دینی خدمت نے جہانِ کفر و کفرانہ اہل کفر و کفرانہ دہلی کو توجہ دی اور آپ وہیں دہلی تشریف لے آئے۔

خروج خلافت (الف) ان تمام علمی اور تبلیغی سرگرمیوں کے باوجود آپ جہاں

کسب بھی رہے، دنیا فرما اپنے شیوخ کے ان دین پیدا اور مرث شریف حاضری ضرورت تھے اور ان سے تزکیہ باطن کے روحانی اسباق حاصل کرتے رہتے تھے۔

بکمال کے بعد حضرت احمدیؒ نے حضرت کو کمال شفقت سے اہل بیت بیت دارشاد علی

فرمانی اور حضرت دین پوریؒ نے اس خلافت کی تصدیق فرمائی۔

(ب) کچھ عرصہ بعد حضرت سلطان اہل دین دین پوریؒ نے بھی حضرت کو خروج خلافت

سے نوازنا یہ خلافت اس اعتبار سے بہت اوجہا تمام کہتی ہے کہ حضرت دین پوریؒ نے حضرت

ہمہ روزی کے علاوہ کسی کو اپنا مجاز قرار نہیں دیا۔ حسب روایت مولانا عبد الباقی

جانشین حضرت دین پوریؒ

سیاسیات میں حصّہ اور گرفتاری

۱۹۱۲ء میں برطانیہ اور اس کی حلیف طاقتوں نے ریاست اٹلی بھائی کے میاں کو زکریا کے خلاف کھڑا کر کے دنیائے اسلام پر ایک نئی مصیبت نثری برس ۱۹۱۲ء میں کانپور کی مسجد کی شہادت کا اہم جزاء۔ شاہد اکر نے یہ سازش اس لیے کرائی تھی کہ ہندوستانی مسلمان اس کشمکش میں مبتلا ہو کر ترکہ کی لہذا کی طرف توجہ نہ دے سکیں۔ ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۱ء میں شیخ الہند کی دور میں گجرات اور قوت کشمیر کی بدولت جمعیۃ الانصار قائم ہو چکی تھی، مسلمانوں نے مسجد کی حمایت میں فوج کی گریوں کے سامنے اپنے سینے سپرد کیے۔ ہر دو جماعتوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمد رشید کے دل و دماغ پر سب اثر ڈالا اور مسلمان جہاد کے لیے میز کا کام دیا۔ چنانچہ آپ کی زیر نگرانی آزاد حکومت کے قیام کی داغ بیل ڈال دی گئی اور جہاد کی تبلیغ تیزی سے شروع ہو گئی۔ دہلی میں نوجوان ہند کو درجہ جمہاد دینے کے لیے مدرسہ قائم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا جو منزل جہاد کی طرف جمعیۃ الانصار کی تائیس کے بعد دوسرا قدم تھا۔ ۱۹۱۲ء مطابق ۱۳۳۱ھ میں جب مولانا محمد علی نے حضرت شیخ الہند کے ایام پر صاب مسجد فتح پوری میں نظارۃ العبادت قائم کیا تو کچھ عرصہ بعد حضرت بھی دہلی تشریف لے آئے۔ اس عرصہ میں ۱۹۱۵ء تک مجاہدین کی خاصی تعداد نے تربیت حاصل کر لی تو حضرت شیخ الہند نے منزل جہاد کی طرف فیصلہ کن قدم اٹھایا۔ چنانچہ اس سال جبکہ جنگ عظیم ابتدائی مراحل میں تھی، آپ نے مولانا محمد علی کو

اندام کی غرض سے ہندوستان سے کابل جانے کا حکم دیا اور اسندھی نے شیخ الہندؒ کے شوق سے حضرت کو اپنا جانشین تجویز فرمایا۔

رشی خطوط کی سازش
جمیۃ الانصار و دیگر تظاہر الصارفہ ہل اور رشی خطوط کی سازش و دراصل اس عظیم انقلابی پروگرام کی تین اہم ٹریاں تھیں جسے حضرت شیخ الہندؒ نے اتحاد عالم اسلام اور آزادی ہند کے لیے تجویز فرمایا تھا۔

جب شیخ الہندؒ نے مرزا اسد علی کو کابل میں اور حضرت کو دہلی میں تعینات فرمایا تو خود مجاز تشریف لے گئے۔ مرزا ناساں محمد نقوی تحریک کے رابطہ افسر بننے کے علاوہ ہندوستان اور آزاد قبائل میں تحریک آزادی کے قیام اور محرک قرار پائے ۱۹۱۴ء میں حضرت شیخ الہندؒ اپنی تحریک کی تائید میں غازی نگر پاشا اور جھانڈ کے گرد و قرب پاشا کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کا ہونے اخلاقی اور آزاد قبائل کے باشندگان سے برطانیہ کے خلاف جہاد کی ایسے جاری کیں جو ایک حد تک کامیاب رہیں۔

حضرت مرزا محمد میاں انصاری تحریک کے آخری مراحل میں ان کارہائے پنیات سے کہ جہاں سے ہندوستان گئے اور آپ نے ہندوستان، قبائلی علاقہ اور افغانستان میں نہایت وسیع پیمانہ پر ان اسپیل کی تشریح کی یہ اسپیل زور و دھم کی پٹری پر لگی ہوئی تھیں تحریک کے تمام کارکن آپس میں زور و دھم کی پٹری پر تکرار کر کے اسل کیا کرتے تھے۔ ۸ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ بروز لاڈی ۱۳۳۵ء مرزا محمد میاں نے تحریک کے متعلق ایک مفصل پبلش جیڈ بادی سندھ کے شیخ عبد الرحیم کی طرف حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت

میں مجاہدوں کی یہ رپورٹ بھی زندہ رہی روایں پر تخریق اور اس میں ترک و ترک کے ورد و کابل، مجاہدین ہند کی قتل و حرکت اور شاعت تحریک جہاد کی نسبت تفصیلات درج تھیں۔ رپورٹ میں آراء و مکاتب ہند کے قیام کی تجویز اور کھائی نوج کی جڑ و تشکیل کا پورا خاکہ بھی درج تھا۔ اس نوج کا ذیلی ہیڈ کوارٹر کابل اور مرکز دہلی سنو تھا (حزب ام) کا ٹیڈا انجینئر حضرت شیخ اشد تھے۔ کابل میں تمام کام سرانا سندھی کی زیر سرکردگی ہونا طے پایا تھا۔ ان کے علاوہ بارہ کمانڈر ہیں اور بہت سے اعلیٰ درجی افسروں کے نام بھی مذکور تھے۔

یہ اہم دستاویز بمبئی سے ہل نئی حکومت کے اٹھ لگائی اور اس طرح اگست ۱۹۱۳ء میں اس تحریک جہاد کا انکشاف ہو گیا۔ جسے انگریزوں نے رشتی خلو کی سازش کا نام دیا۔

تحریک کے انکشاف کے بعد کراہ، رنہاؤں اور حیدرہ جیدہ کا کوئل کی گرفتاری اور نظربندیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضرت شیخ اشد کو جلازیں گرفتار کر لیا گیا اور حضرت کو گرفتار کر کے قلعہ قلات (جہان پور و فیروزہ میں) منتقل کر دیا گیا اس طرح ستر کے سر و شیوخ جو اپنے اپنے مراکز کے امیر تھے گرفتار کر لیے گئے۔ یہ سب گرفتاریاں طے ہوا کشمیر کی پارت کے مطابق رانا حیدر علی کے خلاف حزب مٹ کا رتبہ حمل مشتعل اس کے کارکنین میں قائم ہوا اور محمد امین صاحب کو اس کا ماہر اعلیٰ جنت تھا۔ روٹ کشمیر کی پارت از نقش جات ۲۵ صفحہ ۱۱۱) ملے نقش جات میں جنت مانی قلعہ میں کہ حضرت ابی ہدیہ کے جو کہ جہان پور تھے اور حرام کے اشتعال کی بنا پر جہان پور تھے گئے جنت امونی کو چند دنوں کے بعد گرفتار کیا (۲۵ صفحہ ۱۹۰) حضرت امونی کے ساتھ تیس بھی درج ہے کہ وہ اپنی کراہ سے راجہ گئے۔

بیک وقت اس طرح عمل میں لائی گئیں کہ کوئی بھی ایک دوسرے کو اٹھادھک نہ دینا سکا۔

حضرت کی گرفتاری حضرت ایک دن حسبِ عمل صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد نظارۃ العارفین آئینہ دہلی میں بطور شیخ انقیس

دہس قرآن مجید پڑھتے سہجے کرتے تھے اس میں ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس اور دو انگریز ججٹ درگاہ میں پہنچے۔ انگریز سپرنٹنڈنٹ آگے بڑھا اور وارنٹ گرفتاری حضرت کو لے کر شریک دہس طلبہ کو باہر نکال دیا۔ اب حضرت پولیس کی حراست میں تھے کہ وہ مشعل کے پولیس کا قید حضرت کو لے کر ان کے مکان پر پہنچا۔ جو فتح پوری مسجد کے قاضی حوض طنبے والی شریک پر کٹڑہ بڑیاں میں تھا۔ مکان پر پہنچ کر پولیس نے حضرت کے بری پتھوں کو چھت پر چڑھا دیا اور قاذو تھامی شروع کر دی۔ سونا کی قلمی تحریر پر مشتمل قرآن مجید اور دو کتابیں جو اس محلے نے تصدق کیں، ایک ٹنگ میں بند کر دی گئیں۔

سپرنٹنڈنٹ خاندان قاضی سے قاضی ہو کر باہر صحن میں آیا تو سی۔ آئی۔ ڈی کا ایک مسلمان ملازم جو دروازہ حضرت کے دہس میں شریک جوتا تھا، اندر آیا اور چھت کی طرف متوجہ سا انداز میں دیکھنے لگا۔ چھت کی کڑیوں میں اس کو تن کی ایک ٹنگی ہونی علی نظر آئی۔ اُس نے باہر آکر اس۔ پی کو بتایا اور اس نے ایک ٹبرجی منگوا کر وہ علی آتروال۔ اس علی میں حضرت اور ملازمہ سی کی سندات تھیں جو آپ نے اس غرض سے چھت بن رکھی تھیں کہ اگر خدا نخواستہ مکان میں چوری ہو جائے تو کم از کم یہ محفوظ رہیں۔ اس۔ پی کے حکم سے وہ علی بھی ٹنگ میں رکھ لی گئی اور شریک کو مشعل کے سر لگا دی گئی۔ یہ سندات اور شاید آج تک حضرت کو دہس نہیں ملیں۔

۱۳۴۶ھ میں امام احمدی نے حضرت کو دوبارہ استادِ علوم علیا میں حضرت قیدوار لڑنا

صاحب کاشمیری نے ہندو میں حضرت کو نہ دیکھا فرمائی اور حضرت کو نہ دیکھا تھا صاحب
ہندو نے حضرت کے سفر میں چار سالہ میں آپ کو دوبارہ ستر ہزار دیوبند کی نقل
باز مجر شامل کی جا رہی ہیں۔

(۱) ترجمہ

سب ترمیموں کا وہ اللہ متقی ہے جس نے ہم
کے مجتہدوں کو دیکھا فرمایا اور اس کے آثار کو
بخشی اور ہم کو ہر دور میں عزت دی بیان کیا
مشرق و مغرب علم کے انوار کے ستارے ہو گئے
اور اسی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی اولاد
کو اسی علم کی بدولت ہر زمانہ میں خطہ زمین پر
حاکم مقرر فرمایا، اور صلوة و سلام اس نبی اعلیٰ
عزلی کا بھی پرانہل ہوں جنہوں نے قرآن حکیم
کے پردوں کو کھول کر اسرار قرآنی کو ظاہر فرمایا
اور قرآنی حقائق کو حیرت انگیز طریقے پر واضح فرمایا
آپائے علم حدیث و اصل ثبوت کے مبارک
انسان اور رسالت کے تقدس نشانات ہیں، جو
در اصل داری کا ذخیرہ برکت ہیں اور بھی اللہ تعالیٰ
کی دلی غنی ہیں۔ اگرچہ علمی نہیں اور بہ عادت
ہی سب بظاہر اور دیکھیں اور دیکھیں ہیں کی برکات

الحمد لله الذي ارفع اعلام
العلم و اعل انواره و اعزه في
كل قرون حتى شرق و غرب و
انما ما حوله و نور انوار
و جبل اعدو منه حليقة به
في سبط الارض حاكما على العلل
و اعرض ليعاد الزمان ادواره و اخلص
و السلام على النبي الامي الهادي
الذي كشف عنه اساره و امان
اسرار و اعصر من كل حق و حقيقة
بما يهين افكار العالم و يعين الحوار
اما بعد فان علم الحديث انفس النبوة
و نفاذ الرسالة و هو خير الدنا و
الذي و هو في الله خطاين لم يكن
جديا و هو اشرف ما ترسل به العبد

ال حضرت النبی الامین و
 هو اوثق ما وجد على البطة
 واصله واشرف ما
 یفتخ به الطالب وینضه فی
 الدنیا و فی الاخرة افوده -
 قضی الحقا ذیہ اعیارهم
 ولسوا اثنائهم فقد قدور
 الله له خدمة فی کل حین
 یضربون اکباد الابل ولو
 ال صین فنتهم اخوان فی
 الله الولی المول العلامة
 احمد علی ادام الله بركاته
 هو المحدث المفسر من
 هدی الله به جماعات
 من الناس وخلق علی الفضل
 والنية قری الحدیث والتضیر
 وافقه اولاعی العلامة
 الشهیر مولانا جمید الله ادام
 الله فیضه ثم حقرو درس

ہے ایک فاضل دربار رسالت نبی امین صلی اللہ
 علیہ وسلم تک پہنچ سکتا ہے اور یہی علم اس کتاب
 کے سب علوم سے زیادہ قیمتی اور اشرف علم
 ہے جس کی سند سید الانبیاء علیہ السلام علیہ وسلم
 تک محفوظ ہے۔ یہی وہ علم ہے جو داری میں
 رہنا فی کمال دیتا ہے۔ اس علم کے حصول
 اور نشر و اشاعت میں محتاج حادثہ نئے نبی
 ساری عمریں صرف کر دیں۔ اس علم کی حفاظت
 کے لیے خداوند قدوس نے ہر زمانہ میں ایسے
 خوش بخت انسان پیدا فرمائے جو مستحق اشخاص
 کو دور دراز کا سفر اختیار کرتے ہیں خواہ ان
 کو صین ہی تک کیوں نہ جانا پڑے۔ ان ہی
 بزرگوں میں میرے دینی بھائی احمد علی صاحب ہیں
 اللہ تعالیٰ ان کی بركات ہمیشہ قائم رکھے۔ یہ ان
 عالی مقام تہذیبی اور عصری میں سے ہیں جن کو
 اللہ تعالیٰ نے منہجات کی کثیر تعداد کی ہدایت
 کے لیے پسند فرمایا۔ آپ نے حدیث و تفسیر اور
 علم فقہ کی کتابوں کی تکمیل پہلے تو شہر قادیان
 و مفسر کبیر مولانا جمید اللہ علیہ السلام کے اہل

مستى الوقت ومحدث ذلك
 الزمن شيخاً ومولاً محموداً
 الدين بدي وجه الله فاحاره
 الاولى وكتب له بها خبران غير
 الترياق وارت وقفت اشياء
 ونس زجاً نامها جراً مجيداً فاستأ
 منى بالست له بأهل ولا غفلك
 في وعمر ولا مهمل لكن اردت
 التبرك به لكبريت فاحزن بكل
 ما يجوزل احازنه من الكتب التي
 وغيره ما هو في الاثبات مذکور
 في الاجازات مسطور بالاسناد
 المتكدر في كتاب الباقع الجني في
 اسانيد الشيخ عبد الغني كما اجازني
 به شبريل اجلهم التليز محمود حسن
 رحب الله شيخ الهند وروى الاما
 وانه قال اسأل ان يوقد ما يجر
 وان يجل طرغ خيراً من الاني

فرانی اور پھر حجۃ اللہ فی اوانہ محدث مصر اسناداً
 محمد دامن دیو ہندی محمد اللہ سے شرف تہذیب
 کیا۔ زاد کے فقہات سے آپ کی سندات اور
 دوسری ضروری علمی دستاویزات ضائع ہو گئیں آپ
 نے مجھ سے دوبارہ سند نیچے کا ارشاد فرمایا
 میں اس کا اہل نہیں مگر اس کے باوجود میں نے بطور
 تبرک کے ان چند ترین مقام کے میں نظم

ان کو صحاح ستہ اور کافی تمام کتب کی ہانڈی
 جو میں نے ملتا تھا۔ ہادی سندات الیامانہ
 فی اسانید الشیخ عبد الغنی میں مسطور ہیں ایسا کہ
 مجھ میرے ساتھ کرام خصوصاً شیخ البند
 محمد دامن محمد اللہ تھانی نے اجازت فرمائی۔
 اور اللہ تھانی سے سوال کرنا ہوں کہ حضرت
 سمرقند کو انچی محبت اور رضا کی توفیق طافرتہ
 اور ان کی غروی زندگی کو پہلی زندگی سے ستر
 فرامے۔ آمین!

عبد الحق محمد انور کشمیری حفظہ اللہ

۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

وانا العبد الالحق محمد انور الکشمیری حفظہ اللہ عنہ

۲۲ صفر ۱۳۳۹ھ لاہور

اس طرح حضرت مرزا عبید اللہ منہجی نے جو سند آپ کو عنایت فرمائی وہ صرف
 صلی سند ہے بلکہ حضرت منہجی کے اس گہرے قلبی یقین کی آئینہ دار ہے جو مرزا صاحب
 کو آپ سے تھا۔ اہل کی سند مع امداد و توفیق کے دست کی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ رب العالمین
 والعاقبة للمتین وصلی اللہ
 علی سیدنا محمد والہ وحبہ وسلم
 اما بعد فیقول العبد حبیب اللہ
 بن الاسلام ان الصالح السعید
 المولوی احمد علی اللہاوردی
 ہوا بن اخئی حبیب اللہ بن الاسلام
 کفایتہ لہذا دینا یہ ابواب کل
 عندی متذکرات ابن ثمانیہ منیہ
 بمنزلۃ اعز اولادی فاخذت فی
 علوم الالبیۃ والعالیۃ وترتیب
 ہر اہی منی وسمیع حقا جرم
 لروایۃ القرآن العظیم والحدیث
 وغیرہما من العلوم فی ستہ
 ۱۳۲۶ھ اذ کنک بد ار الرضاد

تمام تصریفوں کا مستحق دس اللہ تعالیٰ ہے جو
 تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی
 رحمتیں اور سلام ہمارے سر پر علم متقی اللہ علیہ
 وسلم پر نازل فرمائے۔ اما بعد
 سعید و صالح مولوی احمد علی صاحب ہمدانی
 میرے بھائی حبیب اللہ بن اسلام کے بیٹے ہیں
 جو میری تربیت میں اس زندگی و جسم سے
 جو ان کے والدین نے آئی تھی۔ یہ میرے پاس
 اس وقت سے قیام پذیر ہے جبکہ آپ کی عمر
 صرف آٹھ سال کی تھی۔ یہ میرے نزدیک میری
 عزیز ترین اولاد جیسے ہیں۔ انھوں نے کچھ
 علوم آئیہ و معرفت بخیر حاصل کیا اور علوم مایہ
 اور حدیث تفسیر و فقہ حاصل کیے اور یہ میری
 زیر تربیت ہے۔ درس کی تکمیل پر ان کو میں نے
 قرآن عظیم اور حدیث وغیرہ علوم کی روایت
 کی اجازت دے دی تاکہ ان میں جب کریں

واستجوزت له عن شيعي شيعه
 حسين بن محمد الانصاري
 فاشتغل بالتعليم والادب
 ثم مكررا اخذ القرآن العظيم
 عنى وحجة الله البالغة وما
 يناسب ذلك اذ كنت بداهل
 واشتغل بتعليم الكتاب و
 السنة وشروها في شبان
 المسلمين وشيوخهم فاماد
 بآراء الله فيه واحاد قمه
 كانت له حاجة الى تجديد
 الاجازات لكن امر ماسألني
 بعد ما لقين بمكة سنة ١٣٢٢هـ
 ان اكتب له الاحازة واشافه
 بها فاقول ان اجوز للعلوي
 احمد بن محمد حبيب الله بن
 الاسلام ان يروي عنى جميع
 ما اجازني به مشايخي العظام
 عليهم من الله قبه والسلام

دارہ رشاد میں تھا اور ان کے لیے میں نے اپنے
 شیخ حسین بن محمد انصاری سے بھی اجازت لے
 لی جس کے بعد مولانا تقییم اور قدس میں
 مشغول ہو گئے۔ گوچھر دوسری بار ترکہ قرآن
 عظیم اور حجة الله بالغة اور اس کے مناسب
 لمحہ سے حاصل کر لیے جبکہ میں وہی چلا آیا جس
 کے بعد مولانا احمد علی صاحب پوری محنت کے
 ساتھ مسلم نوجوانوں اور بڑھوں میں اشاعت
 قرآن مجید اور احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں
 سرگرم عمل رہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت اور
 اثر سے مشرف فرمایا۔ گو کچھ عرصہ کے بعد کسی
 سے (اخلاقی سند) اگر تحریر کی ملاقات
 ۱۳۳۲ھ پر لاہور میں ہوئی تو دوبارہ اجازت
 طلب کی چنانچہ میں اب بھی مولوی احمد علی صاحب
 بن حبیب اللہ بن اسلام کو اجازت دیتا ہوں
 کہ اہل حق کو ساری طرف سے بہانہ ہے کہ تمام
 علم شریعہ اور فقہیہ جو مشائخ اہل حق، مثلاً،
 محیی الدین بن ابی داؤد و ترمذی، نسائی، حنفی
 فتح عبا، حکیم الامت شیخ اعظم دہلوی، شافعی

من العلوم الشرعية والادبية
والعقلية عمومًا والكتاب العزيز
ودواوين السنة المستند الموطأ
والاصحیحین وسنن ابن داود و
الترمذی والنسائی وفتح الباری
للحافظ ومصنفات حکیم الامة
الشیخ الاجل ول الله الدہلوی
مثل فتح الرحمن والفوز الکبیر
والمصنف وحیة الله بالانقاذ
غیرها ومصنفات اشہاء مثل
الشیخ الاجل عبدالعزیز الدہلوی
والشیخ الشہید محمد اسمعیل
الدہلوی والشیخ الاجل محمد
قاسم الدانون نوری خضر شاملاً لا
یتجاوز فی التأویل عند الحاجة
عن سلف هؤلاء الاجل و
لیعلم ان اروق الشیخ الاجل
الذی انتہت الیہ ریاسة
الدین بالهند الشیخ محمود حسن

محسن فتح الرحمن، الفوز الکبیر، المصنف،
حجة الشریعہ، وغیرہ اور آپ کے
نکذہ اور بیروانی باوقار شیخ اجل،
عبدالعزیز دہلوی، شیخ محمد اسمعیل
دہلوی، شیخ اعظم محمد قاسم نانوتوی کی
تصانیف کی اہانت و تباہیوں ناگزیر
بوقت مزورت ان بزرگوں کے سک
سے باہر قدم نہ رکھیں۔ میری اپنی
اہانت شیخ اعظم، ہند کس طرح الٹا
شیخ محمد حسن دیوبندی سے ہے
حضرت معروف کو شیخ محمد قاسم
نانوتوی سے، ان کو حضرت شیخ
عبدالحق دیوبندی سے، ان کو شیخ
محمد اسحق دیوبندی سے (تخلیل) اور
اسی طرح حضرت شیخ الہند کربلا علیہ
السلام شیخ عبدالحق سے بھی اہانت حاصل
ہے اور ہمارے شیخ حافظ الہودیت
شیخ احمد علی سارچہری سے بھی
روایت کرتے ہیں جو کہ حضرت شیخ

محمد اسحق سے روایت فرمائے (اتحریل)
 اور اسی طرح ہمارے شیخ عبد الرحمن
 پالی تہی سے بھی روایت کرتے ہیں جو کہ
 شیخ محمد اسحق سے روایت فرماتے
 ہیں۔ (اتحریل) اسی طرح مجھ کے شیخ
 حسین بن محمد انصاری نے ابازت
 فرمائی جن کو شیخ محمد بن ناصر مدنی سے
 اور ان کو شیخ محمد اسحق سے حاصل
 ہے۔ علیٰ ہذا القیاس میں چند دوسرے
 اصحاب بھی روایت کرتا ہوں، جن
 کی سند شیخ محمد اسحق و ہر قلم
 پہنچتی ہے۔ حضرت شیخ محمد اسحق،
 حضرت شیخ عبدالعزیز دہلوی کے اہل
 وہ حضرت ولی اللہ دہلوی سے روایت
 کرتے ہیں۔ جس کی تفصیل کتاب
 الارشاد اور یافہ الجنی
 وغیرہ میں موجود ہے۔ پس میں ابوی
 احمد علی صاحب کو ایسی عام ابازت
 دیتا ہوں، جو میری تمام روایات کو

الذی یوسدٰی عن الشیخ محمد بن قاسم
 الذی کان توفی عن الشیخ عبد الغنی
 الدہلوی عن الشیخ محمد اسحق
 الدہلوی ح و شیخنا بشیر الغدا
 محمود حسن بروی عن الشیخ
 عبد الغنی بلا واسطۃ البشاح
 و شیخنا بروی عن حافظ الحدیث
 الشیخ احمد علی السہار و صفوری
 عن الشیخ محمد اسحق ح و شیخنا
 بروی عن الشیخ عبد الرحمن
 النانی عن الشیخ محمد اسحق
 ح و احادیث الشیخ حسین بن محمد
 الانصاری الیہما عن الشیخ
 محمد بن ناصر الحارثی عن الشیخ
 محمد اسحق و اخذت عن جملة
 من الشیوخ اسانید ہم تفکھی
 الی الشیخ محمد اسحق الدہلوی
 عن الشیخ عبد العزیز الدہلوی
 عن ولی اللہ الدہلوی و التفصیل

موكول ال الارشاد ويا نفع الخیر
 رضیہا من الاثبات فان حاجت
 اسلوبی احمد علی اجازة عامة
 شاملة لجميع ما اوردہ وجبہ
 وکیلا بن محمد بن علی من راہ اہل
 لئلا لك من ادل حیا ق و
 اومہ و نقی بتقوی اللہ و
 اللہ برقی کتاب اللہ والاعتصام
 بسنة سيد المرسلين صل الله
 علیہ والہ وسلم وبت الشیخین
 من خلفائہ الراشدین و
 الاجتناب عن الافراط و
 التقريط وواجبہ ان بشرکی
 ومشائخی الکرام فی صالح
 دعواتہ و اخذ دعوات
 المجددہ وب العلمین -
 المجیز

شامل ہے اور میں حق کو اپنا وکیل مقرر
 کرتا ہوں کہ وہ جس کو اہل کعبیں اس
 کو اجازت دیں۔ میں لوگوں نے میرا
 راز پایا ہو میں اپنے آپ کو اور ان کو
 وصیت کرتا ہوں کہ نفرت سے کو اپنا شا
 بنائیں اور کتاب اللہ میں تدبیر و سنت
 نبوی سے اعتصام، خلفاء راشدین
 کے طریق کو مشلی راہ بنائیں، اور
 افراط و تقصید سے محبت رہیں۔
 اور میں اُمید کرتا ہوں کہ مجھے بھی
 اور میرے سترز اساتذہ کو اپنی دعاؤں
 میں یاد فرما دیں۔

عبید اللہ بن اسلام
 اخرا یام قشربی
 ۱۳۲۷ھ

عبید اللہ بن الاسلام منزلی مکہ

کتبہ فی اخرا یام قشربی - بمکة منة ۱۳۲۶ھ

نظارۃ المعارف القرآنیہ
گھر کی تلاشی کے بعد اس میں بی اور باقی ملاحظہ کی
کے کر واپس نظارۃ المعارف القرآنیہ گیا۔ وہاں انھوں
نے دریں گاہ کی تلاشی لی اور کتابیں کا ایک اور
فرنگ بھر کر سہل نکال دی۔

یہ ہر دو فرنگ خدا ہانے کہاں بھرا بیٹھے گئے مگر پوس حضرت کو کو تو انی لے
گئی۔ وہاں پہنچ کر حضرت کی بابت تلاشی لی گئی۔ آپ نے جو کٹ ہیں رکھا تھا، وہ انہیں
نے اپنی تحویل میں لے لیا اور اس کو جگہ جگہ سے اُدھڑ کر دیکھا، سہا داس کی تہوں میں
سازشی خلوط ہوں۔ یہ کٹ راہوں ضلع جاندھر میں جہاں حضرت نظر بند تھے وہاں
کیا گیا۔ حضرت کچھ حصہ دہلی کی حالت میں پہنچے۔ پھر آپ کو ستر سے باہر ایک اور
حوالات میں منتقل کر دیا گیا۔

شملہ کو رو دانی
بعد ازاں ایک رات حضرت کو ہنگڑی لگا کر دہلی ریٹھے اسٹیشن
لایا گیا اور وہاں سے آپ کو شملہ بھیج دیا گیا۔ آپ کو شملہ
کے انگریز ڈی آئی، جی کے سامنے اس حالت میں پیش کیا گیا کہ آپ کے ہنگڑی کی
برقی تھی۔ اس نے حکم دیا کہ وہم کو شملہ حوالہ میں بند کر دیا جائے۔ اس حوالہ کا ٹران
انپکٹر پر میں نہایت شریف الطبع اور علم دوست انسان تھا۔ اُس نے حضرت کو
ایسی خاص رہائش دی جو عموماً حوالہ تیاروں کو نہیں دی جاتی۔ اُس نے سخت ملے
کو حکم دیا کہ جب بھی حضرت کو دھمکنے کی ضرورت پیش آئے تو آپ کو ہنگڑی کے
بغیر ملے دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو ایچ ضروریہ سے فارغ ہو کر اطمینان سے دھمکتے
اور پھر واپس تشریف لے گئے۔ اس کے علاوہ اس شریف النفس انسان نے آپ کے

کھانے پینے اور پھنسا ڈھنسنے کا بھی خاص خیال رکھا۔

ایک دن یہ انیسٹر حضرت کو اپنے مکان پر لے گیا اور کپ کی بڑی برصفت دعوت کی۔ اس کے بعد عرض کیا: اگر اس وقت ڈی آئی، ابی آپ کو حوالات میں دیکھتے آجائے اور آپ کو وہاں نہ پا کر کھجے سے استفادہ کرے تو میرے پاس اس کا قتلی بخش جواب ہے؟

وہ انیسٹر پوسٹ میں حضرت پر بحیثیت نگران مقرر تھا۔ تقبیل اس کے فرائض میں داخل نہیں تھی جس سے یہ گمان ہو سکے کہ اس کا خاطر دہانت کرنا صحت دکھاوا تھا۔ یا وہ اپنے خمن سلوک سے حضرت کو گرویدہ کر کے آپ سے تحریک کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ اس کا تمام حسن سلوک حمید تھا۔

لاہور میں آمد کچھ عرصہ بعد پوسٹ نے حکام بالا کی تعمیل میں حضرت کو مسجد کو لایا کر لہجہ بھیج دیا۔ پوسٹ میں حضرت کو لہجہ سے پیشکش سے پیدل میاں عبد المعزیز صاحب پوسٹ انسر کے پاس لے گئی، جن کا مکان ان دنوں امرت دھارا شریک پر واقع تھا۔ میاں عبد المعزیز نے حکم دیا کہ آپ کی نوکھا حوالات میں رکھا جائے۔ پنا پچھ کئی روز تک آپ دیوے اسٹیشن سے متصل نوکھا خانہ کی حوالات میں نظر بند رہے۔

چند روز بعد پوسٹ میں حضرت کو لاہور سے پھر جالندھر لے جالندھر کو روانگی گئی اور جالندھر دیوے اسٹیشن کے قریب زیر حراست رکھا۔ وہاں بعض پوسٹ انسر ان گاہے گاہے آتے رہتے۔ میں بھییں دن اس حوالات میں رکھنے کے بعد آپ کو جالندھر شریک حوالات میں منتقل کر دیا گیا اور اسی دن آپ

جیل بھیج دیئے گئے۔

عصر کے وقت دارود جیل کے حکم سے آپ کو باہر نکال گیا تو آپ نے دیکھا کہ کچھ دُور دارود کے پاس آپ کے شیخ حضرت دین پوری نور اللہ قادری صاحبؒ ہیں۔ اس وقت آپ کو سلوم ہوا کہ آپ کے شیخ بھی اس مقدمہ میں گرفتار ہیں اس سے پیشتر آپ کو ان کی گرفتاری کا قطعاً کوئی علم نہ تھا۔ حضرت نے دُور ہی سے ٹھہر کر زیارت کی جھڑک دھڑکنے کے لیے نکلے کے پاس پہنچے تو سولی جڑا لٹی لٹا ہری ٹالک رونا و ماتم شہم پر ہی بھی دکھائی دیئے وہ بھی اس مقدمہ میں گرفتار تھے۔

راہوں میں نظر بندی
عاندھ جیل میں چند روز قید رہنے کے بعد آپ کو راہوں وضع جانڈھر کی جیل میں لے گئی یہاں آئے آپ کو چرمیں گھنٹے ہی گزریئے تھے کہ وضع جانڈھر کا ڈپٹی کسٹرز دورہ پر آیا۔ حضرت کو اس کے دورہ پیش کیا گیا۔ اس نے حکم سنایا:-

”گورنمنٹ اس مقدمہ کے مجرم ہیں آپ کو راہوں میں نظر بند کرتی ہے اس قصبہ سے تم باہر نہیں جا سکتے اور نہ کوئی بیرونی آدمی یہاں ہو سکتا ہے تم سے مل سکتا ہے کہیں خط بھیجنا ہو تو اسے سب انسپکٹر پرپس کے حوالے کرو اور سرکاری افسر سامانڈھر کے مکتوب ایہ کو بھیج دیا کریں گے تبیں گورنمنٹ کی طرف سے پندرہ روپیہ بلئے خرچہ نوشی ہو رہا کیے گے“

اس کے بعد حضرت کو حالت سے آزاد کر دیا گیا۔

راہوں میں حضرتؐ راہوں پر میں شیش کے پاس ہی ایک قدیم مسجد تھی۔ اس کے اور تھانے کے درمیان صرف چند فٹ کی گلی کے شب و روز تھی۔ حضرتؐ دن بھر مسجد میں رہتے اور شب بھری کے لیے تھانے میں چلے جاتے۔ تھانے کا سب انبیکٹر ایک کچھ تھا۔ اس نے سلمانؓ سے کہہ رکھا تھا کہ وہاں سے آنا دال فکرائے کھانے کے ساتھ حضرتؐ کا کھانا بھی پکا دیا کرو۔ بیٹنے کے اختتام پر ان کا ولیف آئے گا تو کانداروں کو راشن کی قیمت ادا کر دی جا یا کرے گی۔

حضرتؐ کو راہوں میں نظر بند کیا گیا تو حضرتؐ کے جسم پر بدلیک پٹے کا صرف ایک کڑتا اور اس پر عربی حجازی تہ تھی۔ اور جسے کچھ نے کے لیے کچھ بھی آپ کے پاس موجود نہ تھا۔ اس طرح زور و سبر کی بجائے راتیں آپ نے صرف ایک عبا میں بسر کیں۔

جو مسلمان نماز عشاء کے لیے اس پرانی مسجد میں آتے ان میں سے ایک ناری آپ سے ٹکڑا کرنا: اگر آپ فرمائیں تو بستر لا دوں: مگر چونکہ اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ان لا دو خود ایک قسم کا سوال بن جاتا تھا۔ اس لیے حضرتؐ رحمۃ اللہ علیہ جواب میں صرف یہ فرماتے: اللہ تبارک و تعالیٰ میں رکھے میں راضی ہوں: کچھ کسی چیز کی ضرورت نہیں: آپ کے شیخ کی تربیت ہی یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگا جائے۔ غیر کے سامنے اپنی حاجت کا اظہار کرنا خدا کی غیرت کو چیلنج دینا ہے۔ یہی نہیں حکایت ملل بھی شکایت دُعا لہلہل ہے۔ چنانچہ اسی تسلیم کا اثر تھا کہ حضرتؐ نے بستر کی انتہائی ضرورت کے باوجود بھی یہ کہنا گوارا نہ فرمایا کہ ان عبا کی بجائے بستر لا دو۔

آخر دمِ الحیات میں گرا اپنے غیور اور صابر بندے پر رحم آیا اور اس نے اپنے ایک نفس بندے کے دل میں حضرت کی غروریت کا احساس پیدا فرمادیا۔ آدمی بات کے وقت ایک مٹراشتی اور پر سپر ٹکار بڑگ جیسے حضرت نے اس سے قبل کہیں نہ دیکھا تھا۔ ایک نابالغ اور ذلیل کے حاضر ہونے اور کمانہ بہت صوف آپ کے لیے بنایا گیا ہے۔ لہذا اگر کم اسے قبول فرمائیے۔ یہ کہہ کر وہ بڑگ چلتے بنے اور حضرت نے وہ بستر علیٰ الہی سجا کر قبول فرمایا۔ ذَلَّكَ فَصَلَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَ اللَّهُ يُرِي مَنْ يَشَاءُ مِنْ بَعْدِهِ جَسَآءٌ

حضرت سب انیسٹر راجوں کے کیے ہوئے انتظام کے مطابق چند دن اہل انوار سہاویوں کا پکا ہٹا کھا نا کھاتے تھے۔ مگر بعد میں اس بنا پر کہ کھا نا پکانے میں اندھن دشوت کا استعمال ہوتا ہے آپ نے کھا نا کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت کے کھا نا نہ کھانے کی اطلاع سب انیسٹر کر دی گئی تو اس نے یہ بھی دریافت نہ کیا کہ آئندہ آپ کے کھانے کا کیا انتظام ہو گا۔ اس طرح آپ کے کھانے کا کوئی غلابری انتظام نہ رہا تو ایک بار صاحبزادہ حضرت کے بعد کشتی کے ٹھنڈے ٹوٹے ڈالنے اور کچھ مگر مہرورد حضرت کو دے جاتی۔ خدا ہانے وہ عورت کوں جاتی۔ آپ نے کہیں اس گفتگو نہ کی۔

اسی طرح ایک دن کوئی بڑگ جو کسی دوسری جگہ کے رہنے والے تھے مسجد میں تشریف لائے۔ انھوں نے اپنا نام سلطان او ذکار بنایا اور حضرت کو ایک دلیہ تحفہ کرتے ہوئے کہا: "اے سات دن تک مسلسل بعد از نماز مشاء با قاعدگی سے پڑھیے۔ انشاء اللہ آپ راہبر ہائیں گے۔" چنانچہ ساتوں روز آپ نے وہ دلیہ ختم کیا

اور سکو آپ کو رانی کی ضرورت نہی اور دوسرے دن آپ کو رہیں سے لاہور واپس آیا۔
لاہور کو واپسی لاہور میں آپ سی آئی ڈی کے ایک انگریز افسر کے سامنے
 پیش کیے گئے جس نے کہا کہ گورنمنٹ آپ کو صوبہ سندھ یا
 دہلی بھیجنے پر تیار نہیں۔ اگر آپ ایک سال کے لیے دو مہینے ایک ایک ہزار روپے کے
 بطور ضمانت پیش کر دیں تو گورنمنٹ آپ کو لاہور رہنے کی اجازت دے دے گی۔
 دراصل پولیس جانتی تھی کہ دہلی اور سندھ میں آپ کا کافی دشمن ہے۔ اس لیے
 آپ کو کسی ایسے علاقے میں رکھنا چاہتی تھی کہ جہاں آپ کی ذات کے کسی قسم کا خطرہ
 پیدا نہ ہو سکے۔ حضرت نے کہا کہ پنجاب میں میری کوئی واقعیت نہیں۔ مگر افسران
 وہاں سے ضامن لینے پر رضامند نہ ہوئے۔

بعد ازاں حضرت رحمہ اللہ علیہ نے غور کیا تو قاضی حافظ ضیاء الدین صاحب
 ایم اے فاضل دیوبند کا نام یاد آیا۔ حافظ صاحب حضرت کی امید خیر کے پچھاڑ اور
 بھائی ہونے کے علاوہ نظارۃ العارف دہلی میں انگریزی کے استاد بھی رہ چکے تھے۔
 حضرت ان کے پاس پہنچے تو وہ بڑے شوق سے ضمانت لینے پر تیار ہو گئے۔ دوسرے
 ضامن کے لیے قاضی صاحب نے خود ہی کمال خاں صاحب کا نام تجویز کیا۔ ایک
 صاحب نے بھی اس خدمت کو عین سعادت کہا۔ جزاھو اللہ احسن۔
 المہزاء فی الدارین +

ضمانت اور رہائی جب قاضی صاحب اور کمال صاحب حضرت کی ضمانت کے
 لیے لاہور پہنچے تو پولیس نے خود ہی ضمانت میں
 تخفیف کدی اور بجائے ایک ایک ہزار کے پانچ پانچ سو کی ضمانت ایک سال کے لیے
 لے کر حضرت کو رہا کر دیا۔

لاہور میں مُستقل قیام

حضرت کی گرفتاری کے بعد آپ کی اہلیہ کے برادر حسیقی حافظ سروی مجددِ مثنوی صاحب آپ کے بال بچوں کو دہلی سے لاہور لے آئے تھے۔ چونکہ حضرت کے خسر مرزا ابو محمد احمد صاحب بھی اس مقدمہ میں گرفتار ہو کر دوڑ بھاگ رہے تھے۔ اس لیے حضرت کی اہلیہ ان کی غیر موجودگی میں لاہور نہ رہ سکیں اور اپنے کم سن بھائی ڈاکٹر عبدالحی کے ساتھ نواب آباد سندھ چلی گئیں۔

حضرت نے نواب آباد میں اپنے قیام کے زمانے میں تھوڑی سی زمین مکان بنانے کی غرض سے خرید لی تھی۔ آپ مکان توڑ بنوا سکے مگر ایک جہاز چار دیواری ضرورتاً رکوانا چکے تھے۔ دوسرے نواب آباد میں حضرت کا کافی اثر و رسوخ تھا۔ حضرت کی اہلیہ نے خیال کیا کہ زمین تو اپنی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے گا تو ایک چھوٹا سا مکان بھی تعمیر کر میں گے۔ نواب آباد پہنچ کر انھوں نے حضرت کے چھوٹے بھائی حکیم رشید احمد کو جواہر کم سن ہی تھے اپنے پاس بلا لیا۔

جب حضرت لاہور میں پایہءِ کرپے گئے تو اپنے اپنے اہل و عیال کے علاوہ حکیم رشید احمد کو بھی اپنے پاس لایا اور انھیں طیبہ کالج لاہور (انجمنِ حمایتِ اسلام) میں داخل کرا دیا۔ جہاں سے انھوں نے ذبذۃ الحکماء کا امتحان پاس کیا اور پھر اسی کالج میں پرنسپل مقرر ہو گئے۔

درس کی ابتدا نذاذ قیام دہلی میں مولانا سندھی نے حضرت سے یہ عرض کیا تھا کہ آپ تمام علم اشاعت قرآن مجید کرتے رہیں گے اس لیے اگر یہ حضرت لاہور میں نظر بند تھے مگر پھر بھی آپ نے اس وعدہ کو پورا کرنے کے لیے دو آدمیوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا شروع کیا۔ ان میں سے ایک تونو لانا عبد العزیز تھے جو بازار سریا والا میں دکان کرتے تھے اور دوسرے میان عبد الرحمن جو بازار شرفا میں امام مسجد تھے۔ حضرت کو یہ معلوم تھا کہ دونوں حضرت آپ کے جسر و فدا اور محراب صاحب کے شخص دوستوں میں سے ہیں۔ اس لیے آپ کو ان پر اعتماد تھا۔ آپ حقیقی امکان یہ رکشش کرتے کہ کوئی شبہ شخص آپ کے درس میں شریک نہ ہو۔ کہہ کر آپ کہ خد شہقا کہ ہمارا کوئی آدمی آپ کے خلاف رپورٹ کرے اور آپ کے خاندان کی ضمانت ضبط ہو جائے۔ اس کے بعد جوں جوں حضرت کی صداقت غلوں، پاکبازی، اسوہی اخوت اور فتویٰ کے راز لوگوں پر کھلتے گئے، شخص اصحاب کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔

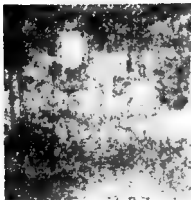
رائش ان دنوں حضرت کا مکان کٹرہ مستری اللہ دتہ کی بالائی منزل پر تھا۔ آپ ناز پنہاں مسجد ہاشمیانہ میں ادا کیا کرتے تھے، مگر وہیں مسجد میں نہ کیا کرتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد کٹرہ کی ایک چھٹی سی مسجد میں درس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مسجد ہذا شیراز والا سے فارسی گلیج کہلاتے چھٹے ہی ٹی روڈ سے نیچے آ کر دائیں اٹھ پر واقع ہے۔ جب سلسلے کی تعداد بڑھی اور مسجد دکھ میں بیٹھنے کی گنجائش نہ رہی تو آپ نے مسجد سے ملحق ایک منزلہ دو کافوں کی چھت پر درس کی ابتدا کی۔

مستری اللہ دتہ کا کٹرہ شیراز والا درونہ کے باہل سامنے پب ٹرک واقع ہے۔

نقد و نظر
 و هر چه هست
 شایسته نقد و نظر
 زان طبع است



چون به کار
 می پردازد
 نقد و نظر
 چه به کار
 به کار است



2000
2001
2002
2003



جب لوگوں نے ان درس کہتے دیکھا تو مجمع اور بھی بڑھنے لگا۔ پھر حفظِ انعام کے پیشہ نظر کئی آئی، ڈی کاکوئی آدمی آپ کے خلاف رپورٹ نہ کرنے حضرت نے ان درس کا سلسلہ بند کر دیا اور مولانا عبدالحق مرحوم کے مکان کی جھینک کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا۔ مولانا عبدالحق کا مکان نوسل محلہ اندوون ٹیسر انوار درون میں واقع ہے۔ درس کا سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔

کچھ عرصہ بعد مولوی عبدالحق کو اس کمرہ کی ضرورت پڑی تو حضرت نے خود ہی مہیج کسی تحریک کے کمرہ چھوڑ دیا۔ اور سہولانی سہاں خاں شیر انوار درون میں درس کا آغاز کیا۔ واصل یہ سہولانی کی مسجد تھی۔ جو کہ اس محاذ میں پوسٹ راگرتی تھی اس وجہ سے مسجد کا نام نانن والی مسجد پڑ گیا جب حضرت نے یہاں درس کا سلسلہ شروع کیا تو حاجی فضل الرحمن خاں محلہ ٹائے جو کہ ایک عابد اور صحیح الخیال باخبر از رنگہ تھے اور بڑائی کی دکان کرتے تھے اور جتھے اس مسجد کی خدمت سرانجام دیتے تھے۔ اسی دوران میں حضرت مولوی نام الدین کے مکان میں مشعل جوگئے جس کے بارے میں حضرت خود فرماتے ہیں۔

”مولوی نام الدین پٹنری سکول کے مدرس تھے۔ اکبری شادی کے ہیں ان کے تین مکان تھے۔ ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے خواب میں حکم پڑا ہے کہ ایک مکان آپ کو ملے گا۔ میں نے بہت تعجباً نما اور دو چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد پھر آئے اور کہا کہ مجھے دوبارہ حکم پڑا ہے۔ میں نے پھر بہت اچھا کر دیا اور سارا ختم ہو گیا۔ کچھ وقت کے بعد پھر آئے کہ آج تو مجھے ڈانٹا گیا ہے کہ کیا تمہیں اپنی زندگی پر ضرور ہے جو حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ اب چلیے اہل مکان پند کر لیجیے۔“

جنا خیران کے سر پر میں نے جا کر ایک مکان پسند کر لیا۔ مولوی صاحب نے اس کی جھبھری کرداری اور میں نے اس مکان میں رانٹ اختیار کر لی۔ میں عام طور پر دقت دیکھ کر ناز کے لیے آیا کرتا تھا جب گھر سے نکلتا تو راستہ میں کبھی کوئی ل جاتا اور کبھی کوئی۔ اس طرح سیری کبھی ایک رکت اور کبھی دو رکتیں چھوٹ جاتیں۔ میں نے مولوی صاحب کو جاکر کہا کہ آپ نے شاعرت دین کے بے مکان بدلے گھر سے دینی پروگرام میں خلل پیدا ہو رہا ہے۔ آپ یا تو مجھے مکان بھی کر لیں یا ان خان میں دوسرا مکان خریدنے کی اجازت میں یا ایسا مکان داسی نے میں۔ مولوی صاحب نے غصی سے مجھے اجازت دے دی اور ان کے مکان کو بچ کر میں نے اپنے موجود مکان کا ایک حصہ بنا لیا۔

توریعہ معاش میں تو حضرت نے ہر میں سکونت اختیار کر لی تھی گو وہ ملک کا کوئی صاحب انتظام نہیں تھا۔ اور چونکہ حکومت کے باغی تھے۔ اس لیے شروع شروع میں لوگ بھی کم تعلقات کرتے تھے۔ گھر میں کئی کئی روز غائب رہتا تھا۔ لیکن فہم حضرت دین پوری سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ گھر کے برتن اچھے کر رکھ دیا کرو اور در رکت نماز نفل پڑھ کر بدستور عشاء ادا کرتے ہو۔ اس کے بعد خدا سبب اسباب ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے، حضرت کے خسر مولانا ابو محمد احمد صاحب ہمدانی کشمیری ہزار کی مرنی سہو میں رہا کرتے تھے۔ ان کا ذریعہ معاش بیع ہونے والی کاپیوں کی شیعہ کرنا تھا۔ بدین وجہ ان کے کتب فروشوں سے اچھے تعلقات تھے۔ حضرت کا مہدائی زمانہ تو بڑی مشرت میں گزرا لیکن ہمدانی کتب فروشوں نے مولانا ابو محمد احمد سے تسلی کی بنا پر

قصیح کا کام حضرت کو دنیا شرعاً کر دیا۔ حضرت کے شران و فتن و دھڑلے سے انہماک پر مٹی
خلوہ کی سازش کے سلسلے میں نظر بند تھے۔ اس کے علاوہ حضرت دوسرے کام بھی کر رہے تھے۔
تھے۔ اس سلسلے میں قاضی محمود علی کا بیان ہے کہ:-

”حضرت جنھیں میں ڈیرہ دہلی اپنی سہارا کا بندوبست کرتے تھے کبھی
صاحب پانے اور کبھی عربی کتابوں کی کتابت کی تصحیح فرماتے تھے۔ میں
نے انھیں صاف جانتے دیکھا نہیں، اس کا اہتمام شاید گھر کے اندر
وہاں ہو، لیکن کتابت کی اصلاح میں مشغول دیکھا ہے۔ یہ کام آپ سب
کے گھر میں کرتے تھے۔ اس ڈیرہ دہلی میں مٹی آمدنی ہوتی تھی اسے حضرت
بھر رکھتے تھے۔ یہ آمدنی کتنی ہوتی تھی یہ میں قطعی طور پر نہیں جانتا لیکن
ظاہر ہے کہ وہ بہت قلیل ہوتی ہوگی۔ میں نے سنا ہے کہ بعض دن پونے
گھر نے صرف چھ چار گڑ لکھا۔ لیکن بایں ہمدردی گھر کا تھا کہ آپ کی
شان خود داری اور فقر و استغنا کی آن میں کوئی فرق آسکے۔“

چنانچہ ایک دفعہ آپ لاہور سے ٹکڑے جیمہ السعدی کی مجلس درس میں
شرکت کے لیے تشریف لے گئے وہاں پر کچھ لوگ گورکھ پور اسٹیشن
پہنچے اور اصرار کیا کہ انھیں اسلام آباد کے جلسہ میں شرکت کے لیے جیں آپ
نے منظور کر دیا اور ایک تقریر کی جس میں درس قرآن کریم کو عام کرنے پر
زور دیا۔ آپ کی تقریر سے لوگ حودہ جتنا ڈھبوتے جب آپ واپس اسٹیشن
پر پہنچے تو دستکبلیں نے پچاس روپے پیش کیے۔ حضرت نے سوال کیا کہ
یہ کیا ہے؟ لوگوں نے یہ کہ کر شان چاہا کہ کرایہ ہے حضرت نے فرمایا

”ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے اللہ سے کچھ مانگا ہے۔ آپ نے مانگے پائے گئے اور وہاں کہا کہ کھل دیا میرا کچھ خرچ نہیں ہوا تو کہہ دیا کہ میں نے مانگے گئے کچھ کچھ کھلے گئے۔“
حضرت نے فرمایا: میں نے انہیں یہاں سے دور نکال دیا۔

انہیں ایام کا ذکر ہے کہ ایک تاجر کہنے لگا کہ میں نے جو اپنا نام بتانا پسند نہیں کرتے حضرت روزیہؓ کی عکس تھی اور حضرت کے پیش نظر ایک کھڑے کا نوٹ لگانے میں ڈال کر ایک کاپی لیا گیا حضرت نے ڈال کر کہی تو انہوں نے میں نے سوچے کا نوٹ دیکھ کر سوچ میں پڑ گئے اور چلے گئے۔“
”نہ مانگے شخص نے کس مقصد کے لیے یہ رویہ سبھا ہے؟ یہ کہا اور تمام رقم دینی کام کے لیے وقف کر دی۔ اس میں سے ایک پائی بھی اپنے معرفت میں نہ لے۔“

اللہ والوں کا سب سے پہلا اور عزری کام یہ ہوتا ہے کہ وہ مسجد لائن سچاں خال جہاں میں سب سے پہلے اللہ کا گھر بنائی تاکہ اپنے مسجد کی عبادت کر سکیں اور دوسرے لوگوں کی دعوت دیں۔ روئے زمین پر سب سے پہلے جو عبادت بنائی گئی وہ بیت اللہ ہے خود تیار کیا و علی اللہ علیہ وسلم نے یہ دستور دیا کہ اول احوال فرماتے وقت سب سے پہلے مسجد تیار کیا و اولیٰ مسجد کا ارشاد فرمائی ہے کہ۔
”جب تم دیکھو کہ ایک آدمی مسجد کی سبزی اور اس کو آباد کرنے کی طرف لگا رہتا ہے تو تم شہادت دے کہ وہ جنتی ہے۔“ (رواہ الترمذی)

حضرت جب لاہور تشریف لائے تو سب کو اُپر پائی ہو چکا ہے مسجد لائن والی میں نماز اور دوسری نماز میں شریعت کیا۔ اس مسجد کی توسیع اور ترقی کے سلسلے میں سبزی عبد اللہ صاحب صاحبی فضل دین صاحب کے بیان سے چھ لائی ہیں۔

(۱۱) قاتل پہلے خاں میں سرکاری سپاہ کا برا بھلا ہے۔ میری عمر اس وقت تیرہ وچ سال کی ہوئی۔ آج کل جہاں بڑی مسجد ہے، یہاں سرکاری اوشن کا طوطی تھا۔ انہیں خدام قریش کے مدد سے البات کے فضل حافظ علی گھر کا مکان ہے۔ یہاں پولیس کی چانداری کی جگہ تھی اور جہاں کسی بڑا گوجر کا مکان ہے۔ یہاں سرکاری گھر ڈھے ڈھکے ملتے تھے۔ یہ مسجد پولیس قاتل کے وقت چھوٹی سی تھی۔ پولیس والے یہاں نماز پڑھتے تھے۔ اس مسجد کے قریب ایک بری کا درخت بھی تھا۔

(۱۲) مسجد قاتل والی پولیس قاتل کے وقت سے تھی اور نیا مندر بدلی قریب چالیس سال بعد آباد ہوا۔ میری عمر اس وقت اکثر سال کی ہے۔ جب میرے والد صاحب نے فضل الدین آئے یہاں رہائی مکان خرید لیا تھا۔ اس وقت ہمارے مکان کے سوا اس محلے میں کل دو تین گھر مسلمانوں کے تھے۔ باقی سب ہندوؤں اور کتھوں کے تھے۔ مسجد قاتل والی کے باہر سے لے کر نہ تھے۔ نہ کسی دکان میں، نہ وہ ایک ہندو دکانیں جو منبار کو لایا کرتا تھا۔ پولیس قاتل چلے جانے کے بعد اس مسجد میں باقاعدہ نماز سوائے والد مرحوم کے اور کوئی نہیں پڑھتا تھا۔ جو دین گھر مسلمانوں کے تھے وہ اکثر بے نماز تھے۔ بدعاش لوگ بدکاری کے لیے ہندوؤں سے مکان کو لے کر لیا کرتے تھے۔ مگر جب یہاں احمد علی آیا آئے تو بفضلہ تعالیٰ مسلمانوں کی آمد رفت یہاں پڑھتی گئی اور حاجی فضل الدین مرحوم مسجد میں توسیع کرتے گئے۔ انھوں نے مجھے اور دکانیں بنادیں اور بدلی اپنی خوشی سے سولانا احمد علی کی تربیت میں دیے ہیں۔

اسی سلسلے میں حضرت کا بیان ہے کہ:

”کابل سے واپس آئے کے بعد میں نے دوبارہ مسجد قاتل جہاں خاں میں رہا

قرآن مجید شروع کر دیا۔ اور بفضلِ قرآن ۳۴۰ سالہ میں انجمن خدام الدین کی بنیاد رکھی۔ مہتممی
فضل الدین پریس لائن کے اٹھ جانے کے بعد مسجد کے چھوٹے سے کمرے اور صحن میں
سر دی اور گرمی میں ناز پڑھتے تھے جب انھوں نے دیکھا کہ وہیں قرآن مجید پر کبھی
لوگوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ اور لوگ ناز و سج کے بعد اسے مسجد کے اندر آدھے سخت
سر دی کے باوجود دیکھنے صحن میں بیٹھتے ہیں تو انھیں مسجد کے بڑھانے کا خیال آیا۔ مسجد کے
شمال اور جنوب کی طرف کچھ زمین خالی پڑی تھی۔ اس کا کچھ حقد شمال اور جنوب مسجد میں
داخل کر کے انھوں نے پہلے کمرہ کو وسیع کر دیا۔

مسجد کی تجدید و توسیع حاجی فضل الدین کے انتقال کے بعد انجمن خدام الدین
نے تین مرتبہ مسجد میں زیم و اضافہ کیا اور غنوں پر

ستری عبد اللہ کے انھوں نے کام سرانجام پایا:-

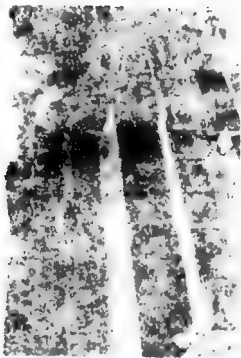
(۱) پہلی مرتبہ مسجد کی چھت اونچی کرائی گئی۔ سانچہ کڑیاں اٹا کر نئی ڈالی گئیں اور
باہر لاجھن جو کہ غیر مستف تھا وہ مستف کیا گیا۔ دیواریں روشندان بنیں تھیں
روشندان لگوائے گئے۔

(۲) دوسری مرتبہ - دوسری منزل انجمن خدام الدین کا دفتر اور حضرت کے اپنے
کا باہال کر دیا گیا۔

(۳) تیسری مرتبہ - مسجد کے زیری چھت کی مرمت پر کئی ہزار روپیہ صرف کیا
حضرت تاجات اس مسجد کے متولی رہے اور اپنے عہد انھوں نے مولانا عبداللہ
مذہب صاحب کو انجمن کی ادارت کے ساتھ مسجد کا متولی بھی متوفی فرمایا۔ حضرت نے عہد میں چار
مساجد اور مہم بنوائیں۔ حضرت ارشاد فرمایا کرتے تھے:-



بیتا کی تاریخ و تہذیب کی روشنی میں



مجھے مساجد بنانے کا شوق ہے اللہ تعالیٰ نے پیارے مساجد مجھ سے
بخلائیں۔ اُن میں سے دو پر صرف مردوں کا پیرہن لگا ہے مردوں کا ایک
پیرہن نہیں لگا۔ ان میں کونسی اور عورتیں بھی ہیں۔ وہیں مردوں اور
عورتوں کا بار کا حصہ ہے۔ اس مسجد میں جس میں ہم بیٹھے ہیں اور کاتب
خاصہ ایک موت کے پیچے سے بنا ہے۔

حضرتؒ ۱۹۱۷ء میں دہلی تشریف لائے۔ اسی سال کے آخر
حضرتؒ کا پہلا حج میں ۱۱ گئے سال کے شروع میں آپ نے سفر حج کا ارادہ کیا
جس کے ساتھ ہی ہجرت کر کے حرمین شریفین میں منتقل قیام کرنے کا شکر زیر فرمایا اس
مقصود کے پیش نظر آپ نے پاسپورٹ کی درخواست میں بال بچوں کا نام بھی لکھوا دیا۔
درخواست دیتے وقت حضرتؒ کے شخص دوست خواجہ محمد رشید صاحب (دائیں) آپ کے
ساتھ تھے۔ اس بات کو راز میں رکھنے کے لیے خواجہ صاحب کو یہ تاکید کر دی کہ پاسپورٹ کے
بار میں کسی سے ذکر نہ کریں۔

جہاں دن حضرتؒ نے درخواست دی آپ کے پاس صرف اس وجہ سے کہ اس
مستحبؒ کو حاجی اور زواروں کے چاروں کے اندر داخل نہیں ہو رہے ہیں حج کر دینے جو اس
وقت کے صدر فک کہیں زیادہ تھے۔

امام ابو بکرؓ پر عمل کرتے ہوئے ہجرت حرمین شریفین کے لیے حضرتؒ نے اشد تعلق کی

لے جو میں صحت نے کچھ سات سات ماہ بڑھائیں جو طرز باقیات اصلاحات موجود ہیں ان کے نام یہ ہیں۔
مسجد اچھرہ، قادیان، گج، شامہ، مصری شاہ، رحمان پورہ، میرپنشاں کی مسجد۔

ہم ایمین مافزالی کرتے آئے اللہ اگر میری یہ ہجرت میں دنیا کے ناک سے مغنیہ اور بہتر ہے تو امانت
فرماؤ اور اگر مغنیہ نہیں تو اپنے حکم سے روک دے۔

چنانچہ میں دن پاسپورٹ آیا اُسی دن ہی حضرت سطر کے بے تیار ہو گئے بستر اُجا
کہہ رہی بری میں ڈال دے اور جتنے سالان کچھ تو فروخت کر دیا اور کچھ لوگوں کو لے دیا لیکن
اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ہجرت اس وقت منظور نہ تھی۔ خدا کی قدرت آپ کی ایسی سخت بیمار
مگنی اور وہ سب کے قابل نہ رہا۔

چند دن بعد آپ کے خسر اپنے امیر لواتر بابا کے ساتھ لاہور تشریف لائے اور اپنی سزاوی
کی نازک حالت دیکھ کر حضرت کو مجبور کیا کہ ان کو اپنے ساتھ لے جائیں چنانچہ حضرت بل پور
کو اللہ کے پیردک کے خود چلے جہان پر گئے اور ہجرت کا ارادہ ترک کر دیا۔

ابتدائی علاج میں آپ کے ساتھ مرنے مستعد ہی تھے مگر آخری گھل اور مرنے میں حضرت
کی اہلیہ اور صاحبزادگان باری باری ساتھ جایا کرتے تھے۔ آپ اکثر تحدیثِ نعمت کے طور پر
اور شاد فرمایا کرتے تھے کہ یہ اللہ کا فضل ہے کہ کاش نے مجھے چودا درتہ زیارت عمری شریف
مشرق فرمایا۔

ہجرتِ کابل

حضرت علیؓ سے واپس آنے اور ترکیبِ خلافت کا دور دورہ عطا کراپی اترنے کے بعد مظلوم ہندوستان میں غلامِ مسلمان (ترک) کی حمایت میں خلافتِ کبشیاں قائم ہو چکی ہیں۔ مسلمان بڑے جوش و خروش سے اس ترکیب میں جترے رہے ہیں اور خلافتِ اسلامی کی حمایت میں تنہا، دھم سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جنگِ کابل اسی اثنا میں امیرِ اہلِ اللہ خاں دانشے کابل نے انگریزوں کے خلافت اعلانِ جنگ کر دیا اور ہندوستان کے مسلمان انگریزوں کے خلافت اشتغال میں تھے۔ کیونکہ فرانسیسی اور انگریزی فوجوں نے فلسطین پر قبضہ کر لیا تھا اور خلیفہِ مسلمان اُن کی قید میں تھے۔ امیرِ اہلِ اللہ خاں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ہجرت کر کے افغانستان آنے کی دعوت دی۔ ہندی مسلمانوں نے اس دعوت پر جنگ لگی اور ہندوستان کی حدود میں کاروانِ کاروان افغانستان جانا شروع ہو گئے۔ لیکن یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اصرِ ترمیرِ اہلِ اللہ خاں انگریزوں سے صلح کر لیا تھا اور اصرِ ہندی مسلمانوں کو ہجرت کی دعوت سے راجھا، جنگ کے خاتمے پر انگریزوں نے مجبوراً افغانستان گورنمنٹ کے ساتھ صلح کر لی۔

حضرت کی ہجرت حضرت ہندوستان سے ہجرت کا ارادہ تو رکھتے ہی تھے لیکن آپ کا خیال حرمِ شریف طے نہ لگا تا کہ اگر یہ خدا کی مخلوق ہو تو اب جبکہ ہندوستان کے خلیفہ و رعایا سے عاجز رہی نے کابل جانا شروع کیا تو آپ کی تباہی

اور آپ بھی ہجرت کے لیے تیار ہو گئے۔ آپ کے دونوں بیٹے جان پہچان ہی کا بل میں قلم پڑتے تھے۔

حضرت کو پنجاب کے صاحبزادی کا میر کارواں منتر دکایا گیا۔ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کی طرف سے صاحبزادی کے لیے دس ہزار روپے حضرت کی خدمت میں پیش کیے گئے اور شفقہ طور پر فیصلہ ہوا کہ حضرت یہ روپیہ میرا مان لکھنے خان کی خدمت میں پہلے قسط کے طور پر پیش کریں۔ چنانچہ حضرت نے اس روپیہ کا سونا کاجور سے خرید فرمایا اور عام اجلاس میں امیر اہل لکھنے خان کے پیش کر دیا۔

قیام پشاور مسلمانان پشاور کو صاحبزادی کے قافلے کی چلنے سے اطلاع دی جاتی تھی۔ اور شرکے چند سرکردہ حضرات رضا کاروں کو ساتھ لے کر صاحبزادی کے استقبال کے لیے ریلوے اسٹیشن پر آ جاتے تھے۔

جب حضرت کے قافلہ والی گاڑی اسٹیشن پر پہنچی تو حسب دستور مسلمانان پشاور اسٹیشن پر موجود تھے۔ انھوں نے درخواست کی کہ سب لوگ اپنا سامان انہوں کا تول چھوڑ کر باہر نکل آئیں۔ چنانچہ تمام روزانہ ڈوبل سے باہر نکل آئے۔ پشاور کے مسلمانان لوگوں کو ٹانگوں پر بٹھا کر سروس کی خدمت میں بجز تمام گاڑیوں پر لے گئے۔ اس عرصہ میں رضا کاروں نے گاڑی سے تمام سامان اُتار کر کب جگہ جمع کر دیا اور بعد میں صاحبزادی سے کہا گیا کہ وہ اپنا سامان اُتار کر حمید آباد میں۔ قافلہ کی غوراک اور راش کا کام چھوڑ کر سب قابل ستائش قباہر صاحبزادی کے دل سے بے ساختہ دعا مانگتی تھی کہ اللہ انھیں چاہے دینا میں سر فرما کرے آمین یا اللہ العالیٰ!

پشاور سے روانگی دو تین روز پشاور میں قیام کرنے کے بعد یہ قافلہ تانگوں

پر پشاور سے کابل روانہ ہوا۔ کاتھے کاساں میں کاپریں بیڑ بچے پیچھے آ رہا تھا۔ یہ
تاکے ایک غیر منظم طریقے پر منزلیں طے کرتے ہوئے مختلف مقامات پر ٹھہرتے ہوئے
کاتانگہ بھاول ٹھہرا، جہاں حاجری کا ایک اور تانگہ چلے سے موجود تھا۔

حضرت کاتانگہ قبل از مشاء ذکرہ مقام پر پہنچا کر ان کے سامنے والی بیل
کھڑی میں پر غور و نوش کاساں میں بھی تعاقب پیچھے رہ گئی۔ دوسرے تاکے میں لاہور
ہی کے حاجری تھے اور ان کے پاس غور و نوش کاساں تھا۔ ان لوگوں کے بال
بچوں کاتانگہ کسی دوسرے مقام پر جا پہنچا تھا۔ اس لیے انھوں نے غور و نوش کا
سامان حضرت کے بال بچوں کو دے دیا۔ دوسرے دن تانگہ بھٹی کوٹ پہنچا، جہاں
حاجری نے دات بسر کی اور قیسرے دن جلال آباد پہنچ گیا۔ اس کے بعد یہ مسافر
مختلف مقامات پر ٹھہرتے ہوئے کابل کی حدود میں داخل ہوئے۔

حضرت کے دو چھوٹے بھائی مولانا سندھی کے ساتھ امیر اہل اللہ
کابل میں خاں کی کوشی (میں الامارۃ) میں ٹھہرے کہتے تھے۔ شہزادی کے خانہ
میں یہ کوشی اہل اللہ خاں کی قیام گاہ تھی۔ تخت نشینی کے بعد اہل اللہ خاں نے یہ کوشی
مولانا سندھی کو دے دی۔

حضرت کے قافلہ کے کئی آدمی آپ سے پہلے ہی کابل پہنچ گئے تھے۔ اس لیے
حضرت کی مع اہل و عیال ہجرت کی خبر مولانا سندھی کو پہنچ چکی تھی۔ انھوں نے حضرت
کے پہنچنے سے پہلے ہی ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا۔ حضرت نے کابل پہنچ کر اسی
مکان میں اقامت اختیار کی۔ جو کہ مکان بہت وسیع تھا۔ اس لیے حضرت نے غلامان
دشمن میراں بخش اور میاں عبداللہ کو بھی اسی مکان میں ٹھہرایا۔ حضرت بالائی منزل میں

مقیم تھے اور پہلی منزل کے دو دن محبوں میں ہی محذرات کے کچے رہتے تھے۔

حضرت کا قافلہ کابل پہنچا تو سب پہلے عید گاہ میں قیام کیا، جہاں ہفت ہفتی اور پہلے پہنچے تھے مہاجرین میں تقسیم تھے۔ ان لوگوں نے حضرت کے پہنچنے ہی آپ کو اطلاع دی کہ ہندی مہاجرین یہاں بڑی کس پرہیزی کی حالت میں ہیں اور افغانستان کے حکام ان کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آ رہے ہیں۔ اکثر مہاجرین جو روپے اپنے ساتھ لائے تھے غریب کچکے ہیں۔ اب ان کے پاس وہاں جانے کے لیے کوئی تنگ نہیں رہا۔ لوگ افغانوں کے سلوک سے اتنے بدل ہو چکے تھے کہ انھوں نے حضرت سے واپس جانے کی اجازت چاہی حضرت نے بہت کچھ کہا مگر وہ اپنی مندر قائم ہے۔

حکومت افغانستان نے شریعہ میں مہاجرین کی آباد کاری کے لیے کافی سرگرمی دکھائی۔ مہاجروں کے کہنوں کو مختلف محلوں میں بسایا گیا۔ کاشت کے لیے حسب ضرورت زمین الاٹ کر دی گئی۔ مگر مہاجرین کی اکثریت زراعت کے اصولوں سے واقف نہ تھے اور جو لوگ اس پیشے سے متعلق نہ چکے تھے، وہ بھی ہندوستان کی آب و ہوا میں رہنے کے عادی تھے۔ برقی علاقے میں کھیتی باڑی کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی چنانچہ اکثر لوگ سردی اور بھوک سے مر گئے۔ جو باقی بچے وہ بھی موت و زحمت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ حالت یہ تھی کہ ٹرے چھوٹے دن تک بے گورہ کھن پڑے بہتے تھے۔ بیادوں کا کوئی پر سامان مال نہ تھا۔ ڈاک ڈانڈا کا فرسودہ انتظام رہنے کے باعث ایک علاقے کے مہاجرین کو دوسرے علاقے کے مہاجرین کے حالات کا باطل پتہ نہ چٹا تھا۔ اس زہل حال کی طرف حکام کی توجہ دوڑ جانے تو وہ سخت بے رخی سے پیش آتے۔

انہیں وہاں حکومت افغانستان اور انگریزوں کا ساواہ ہو گیا جس میں ایک شرط

یہ بھی تھی کہ تمام مہاجرین کو ہندوستان واپس کر دیا جائے جہاں پہلے مہاجرین نے اُسے ہونٹھی نظر کر لیا۔

اگر دوسرے مسلمان ہندوستان واپس آ بھی جاتے تو حضرتؐ کے کابل سے واپسی جیسے کابل کا قیام نامناسب نہیں تھا۔ کیونکہ وہاں سندھی اور آپ کے دو چھوٹے بھائی واپس ہو جاتے تھے۔ مگر چونکہ مہاجر کی شرط یہ تھی کہ تمام مہاجرین اپنی ہندوستان بھیج دیئے جائیں اس لیے وہاں سندھی نے حضرتؐ سے فرمایا کہ اب میں بھی آپ سے چلے جانا چاہیئے۔ کیونکہ حکومت افغانستان نے اشارہ کر دیا ہے کہ سب لوگ افغانستان سے چلے جائیں۔ اس مہاجر کی رو سے میں بھی یہاں سے ہجرت اختیار کرے گا۔ وہاں سندھیؐ فرماتے ہیں:

”مولوی احمد علی صاحب کو ہم نے ہندوستان واپس بھیجا ہی مناسب خیال کیا۔ منت سے ہم اسے اس پر راضی کر سکے۔ ذاتی دہائی ۱۳۲۰ء

چنانچہ اس فیصلے کے بعد حضرتؐ واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ مولانا محمد علی کو وہاں سندھیؐ نے افغانستان بھیج دیا اور خود حضرتؐ کے دوسرے بھائی کو لے کر روس چلے گئے۔

مہاجرین بڑے شوق اور عقیدت سے حکومتِ برطانیہ کی حکمتِ عملی افغانستان گئے تھے اور انھوں نے

ایک اسلامی ملک میں رہنے کے خیال سے اپنے آبائی وطن سے ہجرت اختیار کی تھی۔ مگر غلط فہمی نے انھیں ہمارے مابین یوپی بھٹی اور وہ افغانستان کے حکام کی بے اعتنائی سے دل برداشتہ ہو کر واپس لوٹ آئے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ہندوستانی مسلمان حکومتِ افغانستان سے بدظن ہو گئے۔ اگر ترکیبِ ہجرت کا یہ سبب مہاجرین تو اس کے نتائج انگریزوں کے غمی ہیں

ملک ثابت مجھے مکر معلوم ہوتا ہے کہ میرا بنی اللہ خاں کی یہ ایک سیاسی مصلحتی اُٹھول
سے ہجرت کا محرک شاید اس لیے استعمال کیا تھا کہ اگر یہ اس کے نتائج سے غور نہ ہو کر ان
کی خطرناک سطح پر نہ لیں۔

ادھر بھائی نے حکومت ملی سے کام لیا اور اہم اس کے لئے صاحبزادی کی بہت
دل جوڑی کی۔ انھیں پتا وہی سرزمین میں سخت جگہ دی گئی اور خورد نوش کے مصافحہ میں حکومت
نے غورداشت کیے۔ نہ صرف یہ بلکہ دو چار دن کے قیام کے بعد کٹ بھی خود حکومت ہی
کی طرف سے مراد کوئی نہ گئے۔ اس طرح ہندی مسلمان حکومت افغانستان سے اور بھی زیادہ
پرگشتہ ہو گئے۔

حکومت نے پشاور سے دو تین میل کے فاصلے پر ایک فوجی افسر مقرر کر رکھا تھا
جو واپس آنے والے صاحبزادی کی سرسری دیکھ بھال کر کے انھیں پتا اور بھیج دیتا تھا حضرت
بھی سندھ تان کی حدود میں داخل نہ گئے۔ داخلے پر سب درگاہ کے نام و فخر پوچھ گئے اور
جب حضرت کی بڑی کائی تو افسر نے سوال کیا: کیا تم سرورِ سندھ کی رشتہ دار ہو اور آپ
کا نام (مولانا) احمد علی (صاحب) ہے؟ حضرت نے اثبات میں جواب دیا اور اس کے
بعد آپ کو پتا اور بھیج دیا گیا۔ جہاں آپ دوسرے صاحبزادی کے ساتھ ایک سرائے میں
ٹھہرے۔

دوسرے دن صبح آپ کو ایک اگرز افسر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اُس نے بھی آپ کو
بند کھیکے کر پوچھا: کیا تم مولانا سندھ کی عزیز ہو؟ حضرت کے اثبات میں جواب دینے پر
آپ کو سرائے میں واپس بھیج دیا گیا۔

حضرت دو تین دن پشاور میں رہے۔ پھر آپ کو لاہور کا کٹ دے دیا گیا اور آپ نے
اہل و عیال لاہور میں آگئے۔ یہ سلسلہ کے داخل کی بات ہے۔

انجمن خدام الدین کا قیام

ہجرت واپسی کے بعد حضرت نے حسب سابق درس قرآن مجدد شروع کر دیا۔ ۱۹۴۲ء کا واقعہ ہے کہ ایک دن صبح کے درس سے فارغ ہونے کے بعد حکیم فرزداد دینی صاحب اُٹھے اور حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہا: آپ لوگ! اس موقع سے کتنے سبب تھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کی مستقیم طریق پر ہوتی چاہیے۔ اور کام سہا ایسے طور سے چلے کر یا جائے جو مفید ہونے کے علاوہ دیر پا بھی ہو۔ لہذا آپ کو چاہیے کہ ایک انجمن کی بنیاد رکھیں جس کی مدد فرمائیں۔

سامعین نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور حضرت نے اس انجمن کا نام انجمن خدام الدین تجویز فرمایا۔ اس کے غالباً پانچ چھ روز بعد حضرت نے ان اصحاب کو جمع کیا جنہوں نے اپنی خدمات پیش کی تھیں اور بعض دوسرے بزرگوں کو بھی شمولیت کی دعوت دی۔ چنانچہ مولانا ابو محمد جو مولانا شیدائو لکھنوی اور حضرت شیخ الہند کے شاگرد تھے اور مولانا فضل حق صاحب جو مولانا بدایونی کے شاگرد تھے، اس انجمن میں شامل ہو گئے۔

انجمن خدام الدین کا نصب العین اشاعتِ قرآن حکیم اور اشاعتِ سنت نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرار پایا۔ انجمن کے تحت دینی مسائل سے متعلق حضرت کے مسائل شائع کیے گئے حضرت کا مسلک، ہذا کو قیام پر جو ہمہ دیتا ہے اس واقع ہوں ان کو قرآن اور سنت کی روشنی میں حل کیا جائے حضرت کے تمام مسائل میں یہ رنگ نمایاں ہے آپ نے ہر ہفتہ

قرآن حکیم کی آیات سے ثابت کیا اور اس کی تفسیر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا حوالہ دیا۔ نتیجہً آپ فقہی مسائل کو فقہ حنفی کی روشنی میں حل فرماتے تھے۔ حضرت نے ہر مسئلہ کا بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

”یہ اس مسئلہ یہ ہے کہ اولاً حکم کتاب اللہ میں تلاش کیا جائے۔ اس میں نہ ملے تو کتاب اللہ کی شرح حدیث نبویہ میں صاحب اصولہ و منہج میں اگر حدیث سے حکم نہ مل سکے تو صحابہ کرام و فضیلہ کے قول کا اتباع کیا جائے۔ کیونکہ میں حنفی ہوں۔ امام کا اتباع یہی سنی ہے کہ امام صاحب کتاب اللہ اور سنت رسول سمجھتے ہیں اور اس سے احکام نکالنے میں ملے۔“

انتخاب امیر جب انہوں کا اجلاس شروع ہوا تو حضرت نے تجویز پیش کی کہ انہیں ایک امیر ہو کر چاہیے۔ آپ نے اس امر کی خاص طور پر ممانعت کی کہ صدر اور امیر میں نمایاں فرق ہے۔ صدر مجلس منتظر کی تہادیز کو اپنی سرپرستی میں ملے یا نہ ملے گا تو دار ہے اور مجلس منتظر جو فیصلہ کرے صدر کے لیے اس کی پابندی لازمی ہے۔ عدولت کی صورت میں غلطی ہے کہ انہوں میں پارٹی بازی ہو جائے اور کام میں رکاوٹ ہو۔ اس کے برعکس امیر مجلس منتظر سے مشورہ و خبردارے کا بلکی مشورہ کے بعد اگر وہ اسے انہوں کے منافع کے خلاف سمجھے تو مجلس منتظر کی رائے کو رد کر کے اپنی رائے پر عمل کر دے سکتا ہے۔ عدولت کی صورت میں پارٹی بازی نہیں ہو سکتی۔ اگر بغیر منہج و پارٹیاں ہو بھی جائیں تو امیر اپنے اختیار کی بنا پر سب کی رائے کو رد کر سکتا ہے۔ اس طرح پارٹیاں کے اختلافات انہوں کے کام میں خلل نہیں ہو سکیں گے۔

انہی کی مجلس شکر نے اور دیگر حضرات نے ہی کے نام اور آپ کے مجلس میں حضرت کا اس
رانے سے اتفاق کیا حضرت نے یہ بھی کیا کہ جس شخص کی دیانت امانت صلاحیت اور
ادب و عہدہ پر سب کو اعتبار ہو اسی کو امیر منتخب کیا جاتے۔

جب انتخاب کی ذمت آئی تو سب حضرات نے اتفاق کر کے حضرت کا نام تجویز کیا۔
حضرت نے اس عہدے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ مجلس ہذا میں میرے دو
مسافہ کرام اور قریبے ایک بزرگ تشریف لکھتے ہیں۔ میرے نزدیک ان کی ہر وجہ میں تقصیر
نامزدی ہے کہ مجھے امیر منتخب کیا جائے حضرت کی کوشش تھی کہ ان ہر مسافر میں سے کسی
کو امیر منتخب کیا جائے۔ اور ان بزرگوں کا یہ امر تھا کہ حضرت ہی کو امیر چنا جائے۔ اسلئے ذمت
میں تک پہنچ کر تینوں حضرات ناراضی ہو کر مجلس سے مٹنے لگے اور انہوں نے اتفاقاً
کہہ دیا کہ اگر آپ ہماری رائے کو قابل قبول نہیں سمجھتے تو ہم اس مجلس میں شامل ہونے کے
بجائے تیار نہیں۔ اس پر حضرت نے ادب پر اصرار کو ترجیح دی اور آپ با اتفاق رائے انہی کے
امیر مقرر ہو گئے۔ حضرت مولانا فضل حق صاحب عالم اور خواجہ محمد رشید صاحب (دائیں)
آئیں یہاں اے خواجہ فیض مقرر ہوئے اور انہی نے باقاعدہ کام شروع کر دیا۔

اب حضرت نے قرآن مجید کے دوسری شروع کر دیے۔ پہلا درس عام ہے تو روزانہ
کے بعد ہوتا رہا۔ اور دوسرا درس چوبیس روزہ مقرر ہونا قرار پایا۔ یہ درس تعلیم یافتہ طبقے کے
بے خصوصی تھا۔ اس میں اگر بڑی تعلیم یافتہ حضرات کالج کے طلبہ اور طلبہ میں شامل
ہوتے تھے۔

پہلا درس حضرت خود شام ۹ بجے کے بعد تا دمِ زسیت جانا فرماتے رہے اور
دوسرا دس بجیں سال تک میٹھے کے بعد آپ سکھ دوش ہو گئے اور آپ کے فرزند ارجمند

مروا مانتہ حبیب اللہ صاحب مظلہ فاضل دیوبند بنے گئے۔ دامحمد بشیر علی ذلک

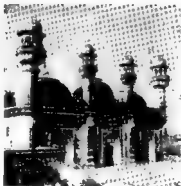
تفسیر قرآن ۱۹۲۵ء میں حضرت کو بعض مستندین کی درخواست پر خیال ہوا کہ اگر اسی میں قرآن کریم کو تحریر کی شکل میں لاکر طبع کر دیا جائے تو یہی فائدہ کا حامل ہو گا۔ چنانچہ بعض مستندین کے شعور سے یہ طے ہوا کہ لاہور میں کثرتِ مثال اس کام میں آنے ہوگی اس لیے حضرت کو ہرے کسی پرسکون جگہ پر نہیں بے عباتی جس کے لیے ضلع کیلپور کی سٹی واہ کا انتخاب ہوا چنانچہ اسی سال ایک ۱۱ کے لیے حضرت دو اشرفیہ سے گئے اور وہاں آپ نے ترجمہ القرآن کا کام شروع کر دیا۔ اس طرح ۱۹۲۵ء میں یہ ترجمہ اور مفتی مرقن حکیم شائع ہو گیا۔

مدرسہ قاسم العلوم ۱۹۲۴ء میں حضرت نے تجویز پیش کی کہ کھن کی زیر نگرانی ایک عربی مدرسہ قائم کیا جائے جس میں مشعلہ نے حضرت کی رائے سے اتفاق کرنے پہلے مدرسہ کے امرا کی تجویز پاس کر دی اور مدرسہ کا نام مدرسہ قاسم العلوم رکھا گیا۔ انھوں نے پاس کوئی جگہ نہ ملنے پر طلبہ کے لیے رہائش کا کام دیا۔ اس مقصد کے لیے اقدول شریعہ اور دروازہ، نواں محلہ کے باہر ایک مکان کرایہ پر لیا گیا اور سابق کا انتظام انیس دالی مسجد میں کیا گیا۔

عام عربی پڑھنے والے طلبہ کے علاوہ فارغ التحصیل بھی تفسیر پڑھنے کی غرض سے آئے گئے۔ ان کی آمد پر حضرت نے اعلان کیا کہ ایسے طلبہ کو تین ماہ میں مکمل قرآن مجید پڑھا کر سند دی جائے گی جس پر مولانا حسین احمد مدنی، مولانا انور شاہ اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے دستخط ہوں گے۔

مدرسہ کی عمارت کرایہ کے مکان میں طلبہ کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

جان کھود اگلی
 زندہ میں پہلے اچھی
 کچھ بچاؤ نہ کرنے
 جو میں مرنے
 تیری ایک تصویر کی



جان کھود اگلی کا دیکھو
 میں صحت کو تو نہیں
 بلکہ وہی تو تھا میرے
 سولہویں کی آخری سانس
 کہتا رہا تیرے تیرے خون
 (ڈاکٹر عثمان غنی)

اس لیے انھیں نے اپنی عمارت بنانے کے لیے لائن شہانِ خدان میں ایک قطعہ زمین خریدا۔
جس پر بعد سر کی عمارت تعمیر کی گئی۔ یہ عمارت ہا کرواں پر مشتمل ہے۔ اہل ان کے علاوہ کچھ
تعمیر عمارت کے بعد لانا بنیاد اور مضافی جگہوں پر کے افتتاح کی دعوت دی گئی۔
پانچ روزہ مراسمات نے ۱۳۵۳ھ بمطابق سنہ ۱۹۳۴ء میں دم افتتاح اور افزائی جوتھا دوا بنیاد
کے لیے آتے ان کا انتظام اس مدرسہ میں کیا جاتا۔ دوسرے کے ساتھ مطبخ بھی ہے جہاں لہذا
کاکھا کچنا ہے۔ اہل نام عمارت کی دفتر دار انھیں تمام اللہ کی ہوتی ہے

۱۔ درس قرآن مجید (عمومی)

مدرسہ کے شعبہ جات

۱۹۱۱ء سے درس قرآن مجید عمومی اجاڑا ہے۔ یہ
درس نماز فجر کے ایک گھنٹہ بعد ہوتا ہے۔ حضرت کی زندگی میں اگر آپ وہ ہر قیام فرما جتے
تو آپ کے کوئی نائب یا فرزند یہ خدمت سرانجام دیتے تھے لیکن تاؤ کسی سال میں نہیں ہوتا
تھا۔ مستورات کے لیے پردہ کا ناٹا ہوا انتظام ہے۔

درس کا پہلا دور آٹھ سال میں مکمل ہوتا۔

درس کا دوسرا دور ۵ سال میں مکمل ہوتا۔

تیسرا دور ۱۳۵۳ء سے حضرت کے احوال تک جاری رہا اور اب چوتھا دور حضرت

کے ہانشین مولانا عبداللہ نور صاحب نے اسی طرز پر شروع کر رکھا ہے۔

(ب) درس قرآن مجید (خصوصی)

ہر سال رمضان المبارک میں ایک سر بھی درس تفسیر ہوتا ہے۔ اس میں پاکستان
کے صرف دینی مدرس کے مخلص تحصیل علماء حضرات ہی شریک ہوتے ہیں۔ قیام پاکستان
سے پہلے باعلوم دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سارنہر، دارالعلوم ڈابھیل اور دیوبند شامی

مراٹھا اور دکن میں دہلی کے منہ پانے طلبہ شریک ہوتے تھے۔ اب بھی جی ہندوستانی طلبہ کو پھینٹ اور ویزا مل جائے اور شریک ہوتے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں اسلامیات، اسلامیات، اسلامیات اور بالخصوص دارالعلوم حنائیہ کھڑا ہو گیا۔ کفار، خلیفہ، شریک ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ لایا، انڈونیشیا، ایران، افغانستان، روس، پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے طلبہ بھی اس دس میں شرکت اپنے لیے باعث سعادت خیال کرتے اور بڑے فائق و مشرق سے اس میں شامل ہوتے تھے۔

(ج) حفظ و ناظرہ۔

درس میں بچوں کے لیے قرآن مجید حفظ و ناظرہ کی تدوین کا انتظام بھی ہے۔ ۱۳۵۲ء سے یہ شہ جاری ہے اور اس وقت تک سیکڑوں طلبہ حفظ و ناظرہ قرآن مجید ختم کر چکے ہیں۔

(د) کتب خانہ۔

درس تمام علوم کا ایک اعلیٰ درجے کا کتب خانہ بھی ہے۔ اس میں ہر علم و فن کی کتابیں موجود ہیں۔ ————— کی یہ تفسیر، حدیث، اصول، حدیث، فقہ، اصول فقہ، فلسفہ، شریعت، تاریخ و سوانح اور ادب کے حوالہ قابل مذاہب اور مناظرہ کی کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(ه) فنی تعلیم۔

ابتداء میں فنی تعلیم کا انتظام بھی تھا۔ طلبہ کو مشاغل اور کتابت کا کام سکھایا جاتا تھا۔ مگر یہ تعلیم بعض وجوہ کی بنا پر ویران ہو گئی۔

(د) تبلیغی سرگرمیاں

درس کے فارغ التحصیل طلباء نے صرف ان دنوں ملک نبی خدمات انجام دیں بلکہ وہ بیرون ملک بھی تبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہے اور اُسے پسے ہیں۔ افریقہ کے مسلمانوں نے ڈاکٹر اقبال مرحوم کے استاد عالمی کو تبلیغ اسلام کے لیے کسی بہترین تبلیغی گروہ میں حضرت قائد نے اس انتخاب کے لیے حضرت آدمؑ کی خدمت میں درخواست کی جس کی بنا پر حضرت نے ماسٹر عزیز صاحبؒ کی اسے کو جزیرہ ٹریڈنڈا میں تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا۔ ٹریڈنڈا کی انہیں اہل سنت و الجماعت کے خرافاتی ایک بارہاؤنڈیشن نے اور انہوں نے بتایا کہ ماسٹر صاحب بہت اچھا کام کر رہے ہیں، ہمارے دو اسکول ہیں۔ ماسٹر صاحب تین دن ایک سکول میں رہتے ہیں دوسرے سکول میں دس دیتے ہیں اور وہاں کے لوگ ان کی کارگزاری سے بہت خوش ہیں۔ الحمد للہ شہر الحمد للہ ۵۰۰ ہزار الیس مثالی سے فضل اللہ حیناۃ

اب کچھ روزہا کہ ماسٹر صاحب صرف تبلیغی تہذیب میں مصروف ہیں اس انتقال فرم گئے

(۱) شہداء الیہ راجعون۔

(۲) میزانیہ اور جانیدا اور۔

دوسرے کا کوئی سفیر ہے اور اس کے لیے چندہ کی اپیل کی باقی ہے حضرت کے صفات اوقات کے غیر حضرات ان دنوں امانت کو تے ہی حضرت خرمائیں سے کوئی گزارش ماسٹر عزیز وصول نہیں کرتے تھے۔ دوسرے کل پچاس ہزار روپے خرچ ہوا۔

ریاست بنادیم کے ایک تھری صاحب سیمینار نے اپنی تقریر کو ٹی وی پر منسلک انجمن کو وقت کر دی جس کی قیمت ایک لاکھ میں ہزار روپے ہے۔ اس کی صرف ٹی وی منسلک لاکھ دوسروں پر انداز ہے اس سے ملاقات کے دوسرے مستقل خرچ ہوا ہوتا ہے۔ کل

غیر حقرو بائید اور دھوکہ پچاس ہزار روپیہ سے لانا ہے

طریقہ البیات ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۹۰۳ء میں انجمن خدامہ اندلی نے طاعات کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا یہ مدرسہ بھی شیراز اور دہلی میں ہے۔ مدرسہ کے ۱۰ کمرے ہیں۔ اس کے دو طرف کادریوش کا باغ ہے۔ ایک طرف مسجد لائن جہاں خاں ہے اور دوسری طرف شکر۔

مدرسہ میں دینی تقسیم کا بہت سالہ خطاب رائج ہے جس میں اسلامی محتاد مکان کا نام جمع ترجمہ اور ہر حدیث، سیرۃ النبیؐ و خلفائے راشدین شامل ہیں مزید برآں تقسیم خانہ داری کے علاوہ کشیدہ کاری بھی خطاب میں شامل ہے۔
اس مدرسہ کے دو شعبہ جات ہیں:-

۱۔ ایک شعبہ ان وقتی طاعات کے لیے ہے جو کسی اور مدرسہ میں تقسیم نہیں ملتی
ب۔ دوسرے شعبہ ان جزوقتی طاعات کے لیے ہے جو سرکاری مدارس میں زیر تقسیم ہیں اور دوسرے کے بعد صرف تک اس مدرسہ میں دینی تقسیم حاصل کرتی ہیں۔ مدرسہ میں طاعات سے کوئی نہیں نہیں لی جاتی۔

دوسرے البیات میں قریباً پانچ سو طاعات زیر تقسیم ہیں اور قریباً تیرہ اُستائیاں کام کر رہی ہیں۔ جن میں چند حضرت کی شاگرد ہیں اور باقی آپ کی شاگرد حضرت کی شاگرد ہیں۔ یہ اُستائیاں دس روپیہ ماہانہ سے لے کر بیس روپیہ ماہانہ تک کے سمرلی شاہراہ پر رضا کاوانہ طور سے دینی خدمات سر انجام دے رہی ہیں صرف خیالی کی انتہا سترہ لاکھ شاہراہ چار روپیہ ماہانہ ہے۔ جزا ہن اللہ فیہ الخیر

مدرسہ البیات پر کل شتر ہزار روپیہ خرچ آتا تھا اور اس سلسلے میں کبھی کوئی چیز

انصاف و انانیت
 میں حضرت شیخ انصاریؒ
 مکان میں حضرت شیخ
 تعلق لایہ شریعت ہو۔



مکتبہ اہیات
 جمعیۃ پیرانہ
 امیر خانہ دہلی
 پرنٹنگ پریس
 جی۔ سی۔ ایم
 ہائی۔ پریس
 کراچی ۱۹۹۹ء
 میں لکھی۔



۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳

۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹



نہیں نکلتا۔۔۔ وہ سلاطینِ اربعہ کی غیر متوقع ہمارا کے کرارہ وغیر سے پورا ہو جاتا ہے
الحمد للہ۔

۱۳۴۵ھ میں انہی خدامِ اربعہ کے زیرِ اہتمام ایک شعبۂ اشاعت
شعبۂ اشاعت قائم کیا گیا اس نے اردو میں چونتیس مختلف موضوعات پر پمٹ
شائع کیے جن کی اشاعت اس وقت تک گیارہ لاکھ پچیس ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے
 علاوہ انگریزی زبان میں گیارہ مختلف موضوعات پر پمٹ شائع کیے گئے ان کی مجموعی
 اشاعت آج کل چھپاس میں ہزار ہے۔ یہ رسائل مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ صرف چند ایک
 کا قیمت بتائے گا ہے۔۔۔

رسائل کی فہرست حسبِ ذیل ہے۔۔۔

- | | |
|----------------------------------|-------------------------------------|
| (۱) سوانحِ ابراہیمؑ اسلام | (۲) اسلام میں نکاح و بھان |
| (۳) ضرورتِ انقراں | (۴) خلقِ محمدی |
| (۵) خلافتِ اسلام | (۶) توحیدِ مقبول |
| (۷) پیغامِ رسول | (۸) فلسفۂ حیدِ قرآنی |
| (۹) اسلام میں خطرہ ہیں | (۱۰) فلسفۂ رفقہ |
| (۱۱) اسلام کا فوجی نظام | (۱۲) خدا کی نیک بندیاں |
| (۱۳) پیروں کے فرائض | (۱۴) فلسفۂ زکوٰۃ |
| (۱۵) علماء اسلام اور نظامِ مشرقی | (۱۶) خدا کی مرضی |
| (۱۷) اسلام پاکستان | (۱۸) شہادتۃ الخاتم علیٰ سورۃ البقرہ |
| (۱۹) احکامِ مشہدات | (۲۰) اصلِ حقیقت |

- (۲۱) وظیفہ (۲۲) مالی میراث میں حکم شریعت
 (۲۳) قزو کا حشری فیصلہ (۲۴) تختہ میلاد النبیؐ
 (۲۵) معراج النبیؐ (۲۶) شرح مسند الشیخ الحسنی
 (۲۷) فلسفہ نماز (۲۸) بیشتی اور روزنی
 (۲۹) مسلمان محرمات کے فرائض (۳۰) گلہ سستہ صدا عادیث
 (۳۱) اسلام اور ہستیار (۳۲) مقصد قرآن
 (۳۳) مہاجت داری کا پروگرام (۳۴) مرزائیت کے نفرت کے اسباب
 من رسائل کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب بھی شائع ہو چکی ہیں :-
 (۱) خلافت مشکوٰۃ شریف از مولانا محمد علیؒ (۲) خطبات جامعہ (۸ جلدیں)
 (۳) مجلسِ ذکر کے سوانح ۸ جلدیں (۴) بحرِ تہذیب
 (۵) ترجمہ قرآن از مولانا محمد علیؒ (۶) قرآن مجید با حاشیہ
 انگریزی و سنائی :-

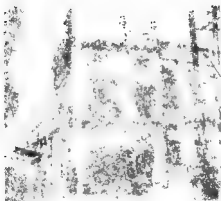
- | | |
|---|--|
| (1) Islam and Ahmadism. | (7) Reform of Muslim Society. |
| (2) Wisdom of the Quran. | (8) Spirit of Islamic Culture. |
| (3) ———Do ——— | (9) The Quranic Origin of the Islamic Policy |
| (4) Quran and Science | (10) The secret of inviolable of the five Prayers. |
| (5) Quranic conceptions of National solidarity and International Peace. | (11) Islam's solution of the Basic Economic problems |
| (6) Preaching of Islam | |



انجمن خدام الدین کا دفتر جس کی بنیاد ۱۹۶۱ء میں رکھی گئی تھی



سید کی پہلی قبر حضرت فاطمہ زہراؑ کی قبر ہے یہاں انجمن خدام الدین کا دفتر ہے



Handwritten text, possibly a signature or date, in cursive script.

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ مجھے اسلام کی سچی محنت عطا فرمائے اور
نبی کریم کے خزانے کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔

دُنیا میں نگر کوئی سچا مذہب ہے تو وہ اسلام ہے۔ نگر کوئی نبیؐ
عجب کا غیر مسلم انسان سکون کی زندگی چاہتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے نقش قدم پر دین و دنیا کی زندگی میں آرام سے گزاریے۔

قرآن مجید

از انگلستان

عام فکلیح میں ہیں صفات کا یہ مختصر ماحضہ شریعت اور طہریت کا بحر بیکری
ہے۔ جس کے قریب میں حقیقت و معرفت کے خزانے گھٹتے نظر آتے ہیں۔ اور یہ کے علاوہ
چند مستقل مخرجات ہیں۔ جن میں خطبہ مجید، مجلس ذکر و حکایات، الصالحین اور بچوں کا
صفحہ عام طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ ادارہ میں شیوہ جو افراد، حتیٰ کوئی اور بے ہاکی کے تحت سیاست
حاضرہ کا جائزہ لیتے سمجھتے ان تمام سطحوں کو سامنے لایا جاتا ہے جن کا جائزہ
ماتر السلیب کے لیے لازم ضروری ہے۔

ب۔ خطبہ جمعة کے ذریعہ مخرجات حضرت کے وہ ضروریات اربع ہوتے ہیں
جو آپ پر محمد کو قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کے طور پر اس فاضلہ و تفسیر میں
پیش کرتے تھے کہ پڑھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے ہر ایک مفاد دل میں
گھر کر رہا ہے۔

ج۔ مجلس ذکر کے تحت ہر کمال کی چھان، ہر خبیثہ تربیت، ہر بڑے نفس اور

جاہا کی دور و دور تیں پیش کی جاتی ہیں کہ پڑھنے والا محسوس کرتا ہے کہ ہاتھ کی تمام
نہایتیں داخل رہی ہیں۔

۵۔ حکایات الصالحین کے تحت روحانی مسکن کے غیر العنصری کائنات
اس انداز میں پیش کیے جاتے ہیں کہ پڑھنے والوں کے دلوں میں آرزو پیدا ہوتی
ہے کہ انھیں بھی اپنے نیک مسکن اور جہان دیں کے فتوحی قدم پر چلنے کی
توفیق عنایت ہو۔

اس کے علاوہ سادہ کو مشاہیر اہل قلم و اہل فکر کا تعلق حاصل ہے۔ جو
علم و عرفان کی گہرہ افشانی اس انداز سے کرتے ہیں کہ روحانیت کی گہرائی پہنچتی
سر سبز و شاداب ہو جاتی ہیں۔

آخری صفو بصورت مشہور انجمن خدام الہیہ کا ایک آئینہ ہے جس میں انجمن
کے دستور العمل پر وگرام اور روشداد کا ایک اجمالی مگر جامع عکس نظر آتا ہے۔

حضرت کی روحانی تربیت

قرآن حکیم نے کاہنیت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرمایا ہے:

علوم باطنیہ یٰۤاَکْثَرُ عِلْمٍ نَّاسِیَہِ وَیَرْتَدِّیْہُمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ اَسْرَۃً لِّمَنْ یَّشَآءُ

جو چاہتا ہے اس پر اس کی آیتیں سونپا کر دیتا ہے، لیکن کوئی کھاتا ہے کہ اسے حکمت (قرآن)، علوم آیات یعنی تلاوت آیات قرآن اور قرآن و سنت کے علوم حاصل کرنا بھی دینی امتحان کا ایک منزل ہے۔ لیکن ترکیب باطن نجات و علاج کے لیے شرط ہے جب تک یہ حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک کتاب و سنت کے روزگار اس کی غریباں انسان کی نظر میں نہیں آسکتیں۔ آیات قرآن میں عسفیاض اور حقائق بھینس کر لینے سے نجات نہیں بلکہ نجات اس وقت ہے جبکہ علوم کا ہرے کے ساتھ علوم باطنیہ بھی حاصل کیے جائیں اور انھیں عمل زندگی میں جاری و ساری کیا جائے۔

جی ہاں کہ ہم نے علوم کا ہرے کے ساتھ علوم باطنیہ بھی حاصل کیے نہ اطلاع علم اول اور اسمانی ولایت پر کتاب نصرت الہیہ ہر جگہ اور جو صرف علوم ظاہر پر پر قانع ہے سنت ان سے وہ فائدہ نہ اٹھا سکی جس کی ضرورت تھی۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ علی ہجویریؒ، اضرعت وانا گنج بخشؒ، خواجہ حسین الدینی سنی جمیریؒ، حضرت امام ربانیؒ، مجدد العثمانیؒ، خواجہ غریب علی شکرؒ، امراء ولی اللہؒ، ابراہیمؒ، ابو بکر قطب الارشاد ملکوٹیؒ، حضرت قاسم العلوم و انوارات نالوتویؒ، حضرت شیخ احمد رضاؒ، اعظم حضرت نذر شاہؒ، ایمان حضرت حسینؒ، حکیم الامت

حضرت قاضی سید مرتضیٰ اعظم شیخ الاسلام صوفی مدظلہ العالی نے ہمیں علوم ظاہریہ بخشنے کے لئے ذکر الہی سے مشغول رہنا بتایا کہ باقی بھی تھے۔ ان کے لئے عالی ثمرات نے ٹھکانا مسلمانوں کو تعمیر مکانات سے نکال کر شاہراہ ہدایت پر لگایا۔ علوم ظاہریہ میں تمام زندگی گزارنے پر بھی وہ کیفیت حاصل نہیں ہو سکتی جو حق آگاہ کی ایک نظر سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو! تعالیٰ حضرت امام الادبیارامہمدی قدس سرہ العزیز نے علوم باطنیہ میں اس بندہ پر تمام پر جوہر افزا کرتے ہیں کی نظیر اس دور میں کم ملتی ہے۔ اس کا احترام ان علماء کرام کو بھی ہے جو علوم اسلامیہ میں فاضل بنے جاتے ہیں اور دوسرے اہل دل نردگان کو بھی ہے۔

(۱) الحاج مولانا محمد اسحق صاحب خطیب ایٹ آباد فرشتے میں کشتہ میں حضرت ایٹ آباد تشریف لائے۔ تو اباباں ایٹ آباد نے ناز عبد عبد گاہ میں ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں قریباً بارہ تیرہ ہزار کالج کتابیں نے حضرت سے درخواست کی کہ آج خطبہ بھی آپ فرمائیں اور نماز بھی آپ ہی پڑھائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں دونوں کام نہیں کر سکتا۔ آپ خطبہ بھی فرمائیں اور نماز بھی پڑھائیں۔ البتہ میں آپ پر توجہ کر دوں گا۔

خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ میں تقریباً چار سال سے خطابت کر رہا ہوں مگر اس دن جتنا اثر خطبہ میں نے پڑھا، اتنا پہلے کبھی نہیں پڑھا تھا۔ اس کا احترام اس ناز عبد میں شریک نہ گئے والے نازیوں نے بھی کیا۔

(۲) شیخ محمد شریف صاحب نے ذکر کیا کہ ایک نوجوان کی حیدر السارہ ہوئی مانتی تھا اور اس نے اس کی کہ حضرت سیدنا کو بہت ہی چاہتا ہے طبیعت قطعاً شیعہ کی تھی۔ حضرت نے چند سنت غامضی اختیار کی اور توجہ فرمائی۔ پھر پوچھا تو وہ مسئلہ نے فوراً

موضع کی کہ حضرت اب دل میں نفرت پیدا ہو چکی ہے۔

(۳) مولوی عبدالمجید صاحب مرحوم سرحدوی کا بیان ہے کہ قادیانی ایچی میٹل کے سلسلے میں دوسرے عمار کی طرح میں اور حضرت بھی متان جیل میں الگ الگ کمروں میں تنہا تھے۔ مگر روزِ ظالم دن صبح کے قذرا اعلیٰ مقرر کئے تو انھوں نے حضرت کو گھوڑہ بدل کر دیا۔ بعد ازاں انھوں نے جیل نے مجھ سے پوچھا کہ میں کمرے میں کون بزرگ پہنتے تھے۔ میں نے بتایا تو انھوں نے کہا کہ میں جیل میں ہر عام کو طرح طرح سے تنگ کیا کرتا تھا مگر جب ان کے کمرے میں آتا تو دروازہ میں داخل ہوتے ہی میرے آنسو جاری ہو جاتے۔ ایک دو دفعہ میں نے اسے اتفاق سمجھا لیکن مقرر ایسا کہنے سے میں ان کی رومانیٹ کا قائل ہو گیا اور اس کے بعد آپ کو پریشان کرنے کا خیال تک دل میں نہ آیا۔

(۴) حاجی ظلمت علی صاحب حیدر آباد سندھ کا کہنا ہے کہ:

اغتیا سترہ ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔ میں لاہور میں تھا۔ میں نے حضرت کو اپنے بیٹے کی رسم نکاح پر بلوایا اور حضرت سے سب سوال کھانے کا پوچھا۔ عام طور پر حضرت انکار کر دیا کرتے تھے۔ مگر اس بار کمال مرثانی سے دعوت منظور فرمائی۔ چنانچہ کھانا پیش کیا گیا۔ قریب ہی ایک تھولی زوجان عزیز مای کٹر افتاد حضرت نے اُسے فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ زوجان ہلاک، حضرت میں اس قابل کہاں؟ حضرت نے فرمایا: کوئی سراج نہیں۔ تم بھی مسلمان ہو اور میں بھی بدلتا ہوں کھا لیتے ہیں۔ وہ زوجان کھانے میں شریک ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس زوجان کی بیوی کے علاوہ ایک داشتہ بھی تھی جب وہ گھر گیا تو داشتہ سے کہنے

کھا کر یا تو ابھی میرے گھر سے چلی جاؤ یا میرے ساتھ نکلیں کرو۔ دھشتہ نے نکاح
کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت کی توبہ کا اثر تھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر مناظر حسین نظر کی دعوت پر ایک مرتبہ ضلع خیرپور تشریف
لئے۔ وہاں آپ نے رات کو زندہ قادیان پرانے بدگلی + ڈنگلی جے بدگلی شرینگ کی کے
مناظرین پر تقریر فرمائی۔ وہاں تقریر آپ نے لوگوں سے عودیا کہ وہ اپنے خدا کا ذکر کیے
اداکری گئے۔ نتیجتاً جیسٹر لوگ نماز تو ناگہانہ تک کے پابند ہو گئے۔ اور اکثر کا یہ حال تھا کہ
اگر ایک دن تہجد پڑھا ہوا تھا تو یہ محسوس کرتے کہ جیسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ دھشتہ یا دھشتہ
ہیں اور وہ خدا انھیں عود پر مستعد کر رہے تھے۔

آؤ اسے باز رہا ہر چھپاؤنی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ تشریف لائے۔ سلام ہوتا
تھا۔ دُنیا استقبال کے لیے ٹوٹ پڑی ہے۔ کافی لوگوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال
کیا۔ ڈاکٹر مناظر حسین نظر کے مکان پر سلام کے ایک گروہ کثیر نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے
بیت کی۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مرتبہ تشریف آوری سے عود پر پیر اثر ہوا کہ
مسجدوں میں نمازوں کے لیے جگہ تنگ ہو گئی جیسٹر لوگ یا دھشتہ میں شافل ہو گئے اکثر
لوگ جو سنیا کے بے حد شافی تھے سنبھل کے نام تک سے متغیر ہو گئے اور بڑائیوں سے پہلے
یہ دن ثابت ہو گئے۔ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک گماہ توبہ کا اثر تھا۔

اسی طرح بیشتر مقامات ایسے ہیں کہ جہاں حضرت رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک مرتبہ تشریف
لئے تھے لیکن ہزاروں اشخاص ان کے عہدِ سنتِ لہم کی برکت سے یا دھشتہ اور عود
میں ہر تہی مشغول ہو گئے۔ اس سلسلے میں لالاک، ڈوب، اسخیل خاں، وزیرستان، لودھی علاقوں
کے بہت سے واقعات بہرِ طوالت تحریر میں نہیں لائے گئے۔

اس سے ظاہر تھا کہ علوم کی ہر برکت کے ساتھ علوم باطنیہ کا ہر باطنی ضابطہ ضروری ہے۔
حضرت قدس سرہ العزیز نے علوم ظاہریہ کے ساتھ ساتھ ترکیب باطنی اور علوم روحانی حاصل
کرنے پر بھی پوری توجہ رکھی۔ آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی کہ حضرت دین پوریؒ نے باکمال شفقت
آپ کو حلقہ تلاوت میں لے لیا۔ حضرت فرماتے ہیں:-

”میری عمر تقریباً نو سال کی تھی، جب میں نے حضرت دین پوریؒ کے ہاتھ
پر بیعت کی۔ آپ میری بیعت کے بعد چار میں سال تک زندہ رہے اور
۱۰ سال کی عمر میں وصال پایا۔ حضرت سرودئیؒ بھی میری تربیت فرماتے
ہے۔ ”انہی نے مجھے اللہ کا نام بتلایا اور دوسروں کو اللہ کا نام بتلانے
کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مگر جب تک یہ حضرت زندہ رہے تو ہمیں میرے
پاس بیعت کے لیے آنا، اگر میں میں استطاعت ہوتی تو میں اس کو ان کے
پاس بھیج دیتا۔“

آخر حضرت کو ۱۹ برس حضرت مولانا ماج کوہ سرودئیؒ نے حکم فرمایا:-
”اسو علی بن ابی طالبؑ خلق خدا کو بیعت کے لیے اور دلا کا سفر طے کرنے کی
تخصیص فرما دو۔ آئندہ خود اسو علیؑ میں بیعت کر لیا کرو۔
پچانچ حضرت نے اس کے بعد بیعت لینا شروع کر دیا۔

حضرت اپنے مریدوں سے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیعت لیتے تھے اور
طریقہ بیعت آپ نے اپنے ختم ہزار کو بھی یہی بیعت فرمائی تھی:-

”تو بہ کیا میں نے شرک سے کفر سے، تیر کی نافرمانی سے۔ اے اللہ! اس
تیر سے درود لے کر آیا ہوں تو مجھے اپنا شوق نصیب فرما، اپنا نام نصیب فرما۔“

مجھ سے دو کام کرا جس میں تو رضی ہو۔

میں آپ سے بہت کتابوں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کا نور صلی اللہ
علی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم آپ بتائیں گے اس پر صدق دل سے عمل کروں گا
اور اس بات پر میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں :

اس کے بعد آپ بہت کثرت سے درودوں کا اٹھانے لگے اور ان
لطايف روحانی
افصول میں سے لیتے اور لطیفہ قلبی پر اللہ کے نام کی تلقین
فرماتے پھر مندرجہ ذیل بارود روحانی سلسلہ راشدیہ قادریہ کی تکمیل کرواتے۔ ان لطائف کی
ترتیب یوں ہے :-

- (۱) ذکر قلبی (۲) ذکر رُوحی (۳) ذکر ستری (۴) ذکر نفسی
- (۵) ذکر غنی (۶) ذکر اخفی (۷) پاسِ نقاس (۸) ذکر ارہ
- (۹) ذکر سبع منکات (۱۰) سلطانِ صفا ذکر (۱۱) فنی اثبات (۱۲) مراقبہ منکات سبع
- (۱۳) مراقبہ اسم ذات نورانی

آپ اپنے غلطیوں سے باز رکھ کر اسی بات کی دہائی کرتے کہ پہلے ذکر قلبی کی تلقین
کی جائے جب لطیفہ قلبی بیدار ہو جائے تو آگے بہت دیا جائے۔ بیداری کی علامت یہ ہے کہ جب
ساک کے قلب کی طرف توجہ کی جائے تو اس کا قلب ذکرِ الہی سے متوجہ نظر آئے۔ اس طرح
جب لطیفہ قلبی بیدار ہو جائے تو بہت کثرت سے کو لطیفہ رُوحی کی تلقین کی جائے جب یہ بھی توجہ
کرنے سے بیدار نظر آئے تو اسے ستری کی تلقین کی جائے جو چاہے کے درمیان ہے جب
یہ تینوں لطیفے توجہ سے متحرک نظر آئیں تو چوتھے لطیفہ نفسی کی تلقین کی جائے۔

کچھ وقت کے بعد جب چاروں لطیفے توجہ کرنے سے متحرک نظر آئیں تو پانچویں لطیفہ

”نئی سی تھیں کی جٹے جب ہم دم کرنے سے متحرک ہو کر آئے تو چلتے لطیفہ اسٹی کی تھیں کی جٹے
 اس کے بعد جب چ کے پچھو کر ہو جائیں تو۔ پاس انکس کی تھیں کی جٹے۔ اس کی تھیں
 تمام اشالی اس اندر میں تھیں کیجے جائیں۔ جٹی کر اکر اس طبیعت تا یہ ہی جٹے اور اسکا
 تکمیل کر پینچے

تکمیل کے بعد آج دینا۔ کشت قبور کشت قلوب اور قس قس کی دوسری چیزیں تاکر
 جے ہل تھوڑے فرائے اُسے ہا ز قرار دے دیتے جھوٹ کی خواہش یہ ہوتی کہ کسی عام باطل کو
 ہی خلاف دی جائے۔ لیکن کہ روگ اس لیے سے سٹشٹی بھی ہیں۔

حضرت شریع شریع میں غریبی قرار دے بھی دیا کرتے تھے جس ناموں پر جے۔
 اقرار نامہ

”مکملہ اولہ پیشہ

کا ہوں۔ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے جس شخص کے لیے حضرت مرزا اسوعل صاحب زلفہ العالی
 کے دست حق پرست پر بیت کی ہے۔ اس کو گواہ کرنے کے لیے سر علی کوشش کروں گا۔
 ”میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں جس شخص کی حیات میں کسب حاش کے لیے جنگ دو
 کرتا ہوں وہاں اپنے قول و فعل اور ماحول سے بہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ میری
 زندگی تمام شخصیت کے مطابق ہو اور دوسروں کے لیے فوہ بن سکے خطا و سہاں سے بچنے
 کے لیے میں اس اقرار نامہ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھوں گا۔ وما توفیق الا باللہ
 العلی العظیم۔“

ناظر ذہن حضرات اس کو پڑھا کر ذہنی غلطی کریں۔ دستخط یا نشان لگوٹھا

عورتوں کی بیعت
 انسانی آبادی میں تقریباً آدھا حصہ عورتوں کا ہے۔ قرآن حکیم
 ان کی صلاح کا بھی پروگرام رکھتا ہے۔ مستقل عزرائل سے
 اُن کے لیے احکام موجود ہیں۔ سداۃ نیاہ علی اللہ حیدر وسلم نے عورتوں کی درخاستہ برائی
 کے لیے جہر بھیل و خطا بھی منع فرمائی ہے۔ قرآن حکیم میں عورتوں کی بہت تک کا ذکر
 موجود ہے۔ سورۃ الممتحنہ آیت ۱۱

”اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعُنَّكَ“

یہ بیعت مسلمان عورتوں سے بیعت طریقت تھی جس پر کہ خطا المومنات دھات
 کرنا ہے۔ وہ عورتیں دولت ایمان سے پہلے یا شرف تھیں حضرتؐ کے ارشاد میں عزیمت
 خواتین کی بیعت کر لیا کرتے تھے میرا حضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔

”میرے داماد کے پاس کچھ عورتیں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں۔ اُن میں
 ایک لڑکی بھی تھی جو بوجہ جنس ریختی حضرتؐ کا دایہ پیرنے فرمایا۔ بیٹ
 اتنا خسو قبشار بھی سکڑا۔ آپؐ کا یہ فرمانا تھا کہ اُس کی حالت بدل گئی
 اور اس نے رونا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ چہرہ ساری ٹھنڈی رہی؟
 عورتوں کی بیعت کرتے وقت اُٹھتے ہیں اُٹھ نہ دیا جائے بلکہ صرف زبانی بیعت کی
 جائے۔ احادیث میں تینہ انبیاء کے اسی طریق کار کا ذکر ہے۔

عن عائشۃؓ قالت ما من رسول الله صلى الله عليه وسلم ببيعت
 امرأة قط الا ان يأخذن عيها لحاذاخذن عيها قال اذھبی فقد بايبتک۔
 رواہ الترمذی و ابوداؤد۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی

عیت کے ساتھ کرکھی نہیں چھوڑا۔ البتہ صرف زبانی عیت لے جیتے تھے جب انی عدد بچے
پر وہ عدد لے دیتی تو فرشتے کرباؤں میں نے تم کو عیت کر لیا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم
ابوداؤد نے۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو عیت
فرمایا لیکن ان کا ساتھ اپنے ساتھ میں بھی نہیں لیا۔ اس سے عینہً عجیب رہے۔

(۱) "حضرت امیر بنت رقیہ فرماتی ہیں کہ میں عیت کے لیے حاضر خدمت ہوئی۔ مگر تیسرا دوئم
مقلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں مردوں کے ساتھ مصافحہ کرنے والوں میں سے نہیں
ہوں؟"

(۲) حضرت بیہی عنی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے داماد ابوبکر کے ساتھ حاضر خدمت ہوئی
تا کہ عیت کر دی۔ آپ نے مردوں اور عورتوں دونوں کو عیت فرمایا مگر عورتوں کے
مصافحہ نہیں کیا۔ (البراہین المنہجہ جلد اول ص ۳۱۶)

بعض نادانانہ اور بے احتیاطی طرح مردوں کے دست دست عیت لیتے ہیں۔ یہ عمل
بہکل ناجائز ہے۔ اپنی محنت کے بدلے کہ ساتھ لگانا گناہ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے خود اختیار فرمائی تو کسی پر کہ باپ یا فرشتہ کچھ کر ایسی غیر شرعی رسم کی اجازت کیونکر
دی جاسکتی ہے۔

حقیقت عیت کی ضمنی مادہ ہے۔ مرد زبانی کافی ہے۔ بشائخ تا ظہری نے تقویت
اتصال اللہ تسکینی قلب کے لیے کپڑے کا ایک گوشہ خود پکڑنا اور دوسرا گوشہ مرد پر رکھنا رسول
کریم ہے۔ اس کا ساتھ نہیں لیں۔ بلکہ چونکہ اللہ میں اللہ دینا عیت کی ایک سنون عیت ہے
اور وہ کہ جس میں کئی امر مانع نہیں ہند ماضی اور ماضی کا جمع کر لینا اہل ہے لیکن مردوں

کو بیت کرتے وقت ہار و ہرجا پاتے۔

حضرت کے کئی ہی مرتبے بیت ہوتے اور زندگی بھر تاج شکت میں سرگرم عمل رہے۔ ان کی قبریں بھی کھد و قتالی آباد اور خوش حال ہیں حضرت نے خود فرمایا کہ مجھے بیت چاہئے والی عمر تک کی قبر پر خشت کا خزانہ ہے۔

حضرت کی عملی تربیت اور مجلس ذکر مستند لوگوں سے بیعت لینے کے بعد حضرت نے مددِ قاسم مصروفِ کاری میں جتنے میں مجلس ذکر شروع کر دی اور یہ عمل کی عملی طور پر تربیت فرماتے گئے۔ آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ ہر مرد مفتہ و مرد پروٹ کلمہ کر لایا کرے کہ اس نے اس جیسے کس قدر طاعت خداوندی کی ہے۔ پھر اس راہ پر حضرت اپنی رائے بت فرماتے تھے۔ ذیل میں حضرت کی رائے کا نمونہ درج ہے۔ آپ نے الحاج مثنیٰ نور احمد صاحب مہاجر کابل کی کاپی پر تحریر فرمائی تھی یہ کاپی انھوں نے ۱۹۳۶ء جنوری ۱۳۵۵ھ کو حضرت کی خدمت میں پیش کی تھی۔ مثنیٰ صاحب نے لکھا تھا کہ:

”سب نمازیں باجماعت ادا ہوتی ہیں۔ استاد اللہ آپ کی صحبت کی وجہ سے جب تک نماز باجماعت ادا نہ کروں مطلق نہیں آتا۔ اگر بعض اوقات اس مسجد میں جس میں ہم نماز پڑھتے ہیں جاعت ہر جاتی ہے تو دوسری مسجد میں جا کر نماز ادا کی جاتی ہے۔ یہیں نکل رہا ہے۔

گھر میں جہاں تک ہو سکتا ہے غورو کھلاں کو نماز کی تاکید کی جاتی ہے۔ اگر کوئی بالغ بچہ نماز ادا کرے تو اسے سزا دیا جیتے سے منع نہیں کیا جاتا۔ ویسے کوئی بچہ ایسا نہیں جو نماز پڑھنا ہو مایہ نے بھی سبنازیں

اداکر ہیں۔ وظیفہ بھی کیا ہوتا ہے؟

حضرت کا اس پر پلٹ پر لڑنا۔

”اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو نیکو چاہوں کے لیے زیادہ ترخ ہو، اور اس سے شفاعت بھی نظر آئے، اس کا التزام کیا جائے۔ بنیاداً تو نسا خواہ کام کا کچھ عرج بھی ہو میرے دل میں مسیح و شام آئیں اور حق کے لیے ذکرِ اربعہ میں شامل ہو کر کریں اور جب تشریف لائیں تو میرے ساتھ ذکرِ تلبیس میں شامل ہو کر کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل ہوگی۔“

حضرت تربیتِ روحانی کے سطر پہننے کی حیثیت میں بھی متاثر نہ ہوئے تھے۔ حضرت اکثر فرمایا کرتے۔

”میں نے فضیل ایزدی سندھ بڑی سختیں حاصل کی ہیں۔ ان میں سے ایک دل کی ہیبت ہے۔ یزاد دوسے ہے کہ چار سال کا عرقِ بیکری بھی کر کے کریرے پاس آجاؤ، سبھوش دالی میں نیم کے پیر کے نیچے ٹھونڈا گا۔ اور صوف اور چڑی کھانے کو دوں گا۔ جو حلال ہوں گی۔ حرام کھانے سے یہ نور حاصل نہیں ہوتا میں نے خود چار سال صوم کے لیے یہی کیا تم کو چار سال میں یہ سکھا سکتا ہوں۔“

حضرت ابھور شیخ طریقت
سلوک الی سناہ الہیہ کے شیوخ کا اصل قصد
اسلامی عالم بنانا ہے۔ اگر وہ کسی درس گاہ میں
بیٹھ کر قال یا شد قال لا رسول کا درس دیں تو ان کا مقصد حقیقی طریقات کا اصلاح اور ان کا

تعلق اپنے خالق سے ہوتا ہے بلکہ وہ کسی ممبر پر مشتمل نہ ہو بلکہ نصیحت خواہی تب بھی اس کا نشانہ رکھ کر خدا کی نافرمانی سے نکال کر امانت کی طرف فائدہ ہوتا ہے اور اگر میلان کا رد میں بیخ بخت ہوں تو وہاں بھی ہی تصدیق ہوتا ہے۔ یہی پاک زندگی پہلے دس گاہ یا ستر کے خاتمہ میں چڑھتی کریں تو پھر بھی اس کا مقصد ہی ہوتا ہے کہ ۔

”مخلوق خالق سے باطنی ذہن پر عکاسیت سے نکل کر نور کے جلو میں آجائے“

اس ہے اہل اللہ کے مراع کے تمام ابواب اسی مرکز کے گرد گھومتے ہیں ۔

جیسے کہ حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا ہے ۔

”جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک توحید میں کے متعلق خدمتِ اولیاء

وہایت و اصلاحِ اقرب و ذریعہ نفس و تسلیم طرق، اقرب قبولِ حُسنِ حق ہے۔ اور یہ حضرت اہل ارشاد کو کہتے ہیں۔ اور ان میں سے اپنے صبر میں جو اکل و افضل ہو اور اس کا فیض اتم و اتم ہر اس کو قلبِ الارشاد کہتے ہیں اور یہ نائبِ حقیقی کہتے ہیں۔

دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمتِ اصلاحِ سبب و انتظام اور دنیوی و

دفعِ قبیات ہے کہ اپنی تہمت باطنی سے باطنی لٹی ان امور کی مدد کرتے ہیں اور پھر ان

اہلِ کبریا کو کہتے ہیں ان میں سے جو اعلیٰ و اتوازی اور دوسروں پر حاکم ہوتا ہے اس کو

قلبِ اکبرین کہتے ہیں: (المکلف ص ۹۷)

قلبُ الارشاد و اکبرین
حضرت کے ملامت جاننے والوں سے ملتی نہیں کہ
حضرت نے ہر دو میں اصلاحِ قلب کی طرف توجہ فرمائی

آپ جس حیثیت میں بھی ہے بقصدِ ہی را کہ اگر ان کو اللہ تعالیٰ سے ملائیں۔ آپ کے دست

حق پرست پر تھے اگر ان سے بیت کی جس قسم کی صحیح اور سچی توبہ کی اور سببِ ارتقاء

اور حیدر اوجب سے مشرف ہوئے اس کی نظیر حضرت کے زمانہ میں نہیں ملتی، اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ حضرت قلب الارشاد و انکسار تھے تو یہ بات محض خوش عقیدگی نہیں بلکہ سنی برحقیت ہے۔

حضرت نے اپنے ہر وہ مناسخ حضرت جی پوری اور حضرت اردنیؒ کے سالانہ کے بعد شیخ طریقت کی حثیت سے خلق اللہ کی خدمت کی، آپ قادر ہر طریق میں ملازمت میں ایک شجرہٴ شمس سے واضح ہے اور اسی طریق پر بیت یا کوٹے تھے۔ حضرت نے اپنے شیخ کی خدمت میں بھی کسی کچھ پیش نہ کیا۔ یہ تعلق محض اوجہ اللہ تھا، اسی طرح حضرت کے محبت میں بھی شہیت اور خلوص تھا، دنیا داری یا دنیاوی محبت کا کوئی تعلق نہ تھا۔ حضرت کے مقرر بن جانے میں کہ در دولت پر جو پہلے آیا، اُسے ہی پہلے سرف بہشت کیا، اور جی آیا، اپنی باری پر حاضر ہو سکا۔ کوئی وہ تعلق کر لے اس مرد حق آگاہ کے ہاں اس کا کوئی ٹٹا نہ تھا۔ یہ تعلق اس ملک اوجہ اللہ تھا کہ کسی ٹریڈ کا پتہ تک نہ پوچھا کرتے تھے اور نہ کھانا کرتے تھے۔

ایک بار گجرات کا ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، حوازاں جہاں اس نے بیت کی درخواست کی جس کا حضرت نے منکور فرمایا، اور اسے بیت کر یا اس شخص نے درخواست کی کہ حضرت یہ اچے کلمہ مجھے حضرت نے جواب میں فرمایا: میرے ہاں کسی کا پتہ نہیں کھانا جانا۔

یہ وہ ہے کہ حضرت کے دروں کی صحیح تعداد کا پتہ نہیں ہو سکتا آپ نے بطور شیخ طریقت جو تقسیم دی اُس پر عمل کرنے سے ذمہ داری انسانوں کی انفاق اصلاح ہوتی ہے بلکہ دنیا میں پائدار اور ابدی اس بھی قائم ہو سکتا ہے۔

شجرہ خاندان عالیہ قادریہ

[illegible]

ابن حجر است باب العلوم من كتب القاب على ابن أبي حاتم
 ابن حجر است حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت خواجہ حبیب علی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت شیخ تہری سقنی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت عبداللہ تہمی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت ابوالفرج طبرسی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت شیخ ابوالحسن ہمدانی قرنی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت شیخ ابوسعید مبارک عزامی رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت ثناء علی القزینی عبدالحق دہلوی اولیٰ رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت شیخ سیف الدین عبد الوہاب عسکری رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت سید سخی القزینی صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ
 ابن حجر است حضرت تہذیب العباس احمد رحمۃ اللہ علیہ

عطب شریف	الہی بکرم حضرت سید محمود رحمۃ اللہ علیہ
عطب شریف	الہی بکرم حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
عطب شریف	الہی بکرم حضرت سید شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ
عطب شریف	الہی بکرم حضرت سید شمس الدین جلالی بغدادی علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ
آج شریف	الہی بکرم حضرت سید محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
آج شریف	الہی بکرم حضرت سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ
آج شریف	الہی بکرم حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
آج شریف	الہی بکرم حضرت سید حامد گنج بخش کلاں رحمۃ اللہ علیہ
آج شریف	الہی بکرم حضرت سید عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ
آج شریف	الہی بکرم حضرت سید عبدالقادر رابع رحمۃ اللہ علیہ
آج شریف	الہی بکرم حضرت سید حامد گنج بخش ثانی رحمۃ اللہ علیہ
آج شریف	الہی بکرم حضرت سید شمس الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ
آج شریف	الہی بکرم حضرت سید محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ
پیر کوٹ مدخانہ	الہی بکرم حضرت سید عبدالقادر جیلانی عاشق رحمۃ اللہ علیہ
پیر گڑھ پجارا	الہی بکرم حضرت سید محمد بقار رحمۃ اللہ علیہ
پیر گڑھ پجارا	الہی بکرم حضرت سید محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ
سوی شریف	الہی بکرم حضرت شاہ حسن رحمۃ اللہ علیہ
بہر چندی شریف	الہی بکرم حضرت شیخ حافظ  رحمۃ اللہ علیہ
مردان پور شریف	الہی بکرم حضرت  رحمۃ اللہ علیہ
ضلع بہاولپور	الہی بکرم حضرت  رحمۃ اللہ علیہ
لاہور شہر	الہی بکرم حضرت ارشد انولانا  قدس سرہ

حضرتؑ کے خلفاء

حضرتؑ نے اپنے نائب رسالت میں ہی اپنے خلفاء مقرر فرما دیے تھے اور ان کو تاکید فرمادیا تھا کہ اس سلسلہ کو اور بلند قائم رکھا جائے۔ اس خدمت میں میں عظمت اور غلوس کہ ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے۔ ذیل میں حضرتؑ کے خلفاء کے اساتذہ گرامی صحیحہ کیے جاتے ہیں۔

- (۱) مولانا اصحاب مافتا محمد صیب اللہ صاحب خلیفہ اکبر دینہ سنوہ
- (۲) مولانا اصحاب عبداللہ الہادی جانشین سلطان امدادین حضرت دینی پوری غا پور
- (۳) مولانا اصحاب ابو الحسن علی خدی متعمد الاسلام ندوۃ العلماء
- (۴) مولانا اصحاب عبدالعزیز صاحب مسجد نور بخشگری
- (۵) مولانا اصحاب بشیر احمد صاحب جامع مسجد پورہ سیالکوٹ
- (۶) جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا جمیل اللہ اللہ صاحب لاہور
- (۷) مولانا اصحاب میرزا محمد صاحب لاہور
- (۸) حضرت مولانا شریف صاحب بریل علی شیرپور
- (۹) مولانا قاضی احمد عینی صاحب جامعہ نیکبیلو
- (۱۰) مولانا عرض محمد صاحب کوٹہ
- (۱۱) مولانا تیلو شاہ بخاری چکیز سرگودھا
- (۱۲) مولوی محمد ادریس صاحب قریباں بستھر
- (۱۳) مولانا گل محمد صاحب بیران
- (۱۴) مولانا محمد حسن صاحب غازیوال
- (۱۵) مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جلسم
- (۱۶) مولانا غلام اکبر صاحب بریل سہیل خان
- (۱۷) مولانا میر محمد صاحب کستانی ملال کراچی
- (۱۸) مولوی محمد صاحب کٹہر کوٹہ سرگودھا
- (۱۹) مولوی عبدالحی صاحب رحیم یار خان
- (۲۰) مولوی احمد شاہ صاحب برانی بندہ
- (۲۱) حاجی میر محمد صاحب چنگل
- (۲۲) حضرت اصحاب رفیق الحق صاحب شیرپور
- (۲۳) مولانا غلام قادر صاحب دھان
- (۲۴) مولوی محمد حسن صاحب رندھ

حضرت کی عمومی تعلیمات

آپ کی ابتدائی اور عمومی تعلیمات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

- (۱) آپ ہر بیت ہونے والے سے تین باتوں کا اقرار لیتے تھے۔
- (۲) روزِ لا کم از کم ایک ہزار بار ذکر اسم ذات اقدس جل جلالہ کر لیا گیا۔
- (۳) نماز پنجگانہ کی پابندی کر لی گئی۔
- (۴) کسی کو دکھ نہ ہوا۔

یہ تعلیمات بظاہر سادہ اور عمومی نظر آتی ہیں مگر حقیقت میں ان کی تعریف کا پتھر ڈالنا اور اصلاح انسانیت کا مکمل نسخہ ہیں۔ حضرت ذکر کی تلقین کرتے وقت یہ ارشاد فرماتے کہ ذکر کے وقت یہ خیال رہے کہ زمین میری ہے نہ آسمان، میری ہے نہ انسان، مقصد یہ تھا کہ تصفوت اور سلوک کے اعلیٰ مقام احسان کا پتھر ڈالو۔ احساسِ اہمیت پیدا ہو۔

پہلی تعلیم۔ ذکرِ اسم ذات

انبیاءِ عظیم اسمِ اکرام یہ ہے کہ وہ جملہ ذاتِ خداوندی سے بندوں کو مشربِ کرامت اس عبادت کی پہلی کڑی ذکرِ اللہ ہے۔ قرآن کریم نے متعدد مقامات پر مختلف تعبیرات کے ساتھ اس کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المحمد: ۱۰۱)

اور یاد کرو اللہ کو بہت تاکثر کرنا تاکہ تم نفع پاؤ۔ (تیسیل القرآن)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (الاحزاب: ۴۱)

اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کو یاد کرنا بہت (تیسیل القرآن)

افسوس ہے سخت دل داروں پر ذکر الہی کی طرف سے۔

حضرت نے تعلیماتِ قرآنی کی روشنی میں ذکر الہی کے لیے یہ آسانی فرمادی کہ سالک جو میں غصوں میں یہ تہوار پوری کر لے۔ خواہ دُشمنوں میں یا وہاں پر بازو میں جو یا کینت میں اور پھر یہی آسانی فرمادی کہ باوجود یہاں بے وضو، ذکر الہی ذات کر سکتا ہے۔ چہرے ستائے گھٹنے بند کے نکال دینے کے بعد سالک ہر منٹ میں اپنے خالق کا نام اگر ایک نہ بھی لے کر۔ اس تہوار کو آسانی سے پورا کر سکتا ہے اور یہی آسانی ہے کہ گناہ گار بھی پیش نکال کر یہ تہوار پوری کر لے۔

دوسری تعلیم۔ نماز پنجگانہ

در اصل نماز کا جو سب سے بڑا فائدہ قرآن کریم نے بتایا ہے وہ بھی ذکر اللہ کا وہم ہے۔ ارشاد فرمایا۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (طہ ۱۴۱)

حکام کرنا دوسرے ذکر کے لیے

قرآنی تعلیم کی روشنی میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ نماز بندے کو جس شریعت سے سب سے جتن سے ملاتی ہے۔ دوسری عبادت میں یہ کیفیت نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ ذکر الہی جس کثرت سے نماز میں کیا جاتا ہے۔ اتنی کثرت سے دوسری عبادت میں نہیں ہوتا۔ اگر نماز میں تلاوتِ تہیات اور رکوع و سجود کے بغیر صرف اللہ اکبر پڑھی تو کیا جائے تو صرف ایک کثرت میں چوتھا اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نماز میں طرح طہاتِ ظاہری سے مشرف کرتے ہیں، اسی طرح طہاتِ باطنی سے بھی

مشہور کرتی ہے۔ ایک نازی کا چہرہ پاک و صاف نظر آئے۔ اُس کا دل بھی کسی دُکھی سر پہ چسپاں
جا کر پاک و صاف اور گناہوں سے مستغفر ہو جاتا ہے۔ یہ سب ذکر کی برکات ہیں۔ ارشاد باری
تعالیٰ ہے :-

إِنَّ الشُّفْعَةَ لَنُفَعْلِي عَنِ الْمَحْشَاةِ وَالْمَكْشُورِ (المکھوت ۴۵)
اے ملک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بُرے کام سے (تسلیٰ المکرر)

اور یہ انہیں اس لیے پیدا ہوا کہ :-

وَلَا يَنْفَعُكُمْ أَكْثَرُ

یقینی بات ہے کہ اللہ کا ذکر سب بڑی عبادت ہے

تعلیمات حضرت قدس سرہ العزیز میں ذکر اللہ اصل الامر کی حیثیت رکھتا ہے
اس کی تربیت اور اس پر ولایت کے لیے نماز کا پابند نامہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ذکر سے
برنما خیر شب ہوں گے اس میں سب بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ نازی ایک ذلیک وقت ضرور چمکے
کام سے نکلی جائے گا۔

تیسری تعلیم - اصلاح نفس

تیسری تعلیم پہلی منزل کے قیام سے دس مہینے اصلاح نفس کے لیے حضرت کے ارشاد فرمایا

کہ کسی کو تکذیب نہ دینا

بظاہر یہ سادہ و سادہ ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اصلاح عالم اور ممالک کے ظفر
کے لیے اس سے بہتر اور کوئی دس نہیں ہو سکتا۔ پہلی منزل کا تیسرا درجہ ہے جو اصل اکابر دُعا
سے ہے۔ انسان جب اسے ذکر الہی کرتے کرتے زبان کا پتہ نہ ہو نماز میں اسی ذکر کا اعادہ ہوتا

جس سے غور و فکر کی راہیں کھلیں اور نازی بار بار علت و کبریا کی یاد دلا دے تاکہ کسی ذلت پر کمر نہ لگے گا تو ذکر کرنے لگا جو نہ صرف اس نازی کا مفہود ہے بلکہ تمام کائنات کا یہ ہے۔

غار کی ابتداء دَتِ الْغُلَیْمِتی سے ہوئی اور نازی جب رکوع میں پہنچا تو اس نے علی طور پر اپنی ذلت اور خدائے قدوس کی عظمت کا احترام کیا اور زبان سے تقدیس و تسبیح کا اقرار کرتے ہوئے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کہا۔ اب اس جذبہ عبودیت نے اس کو اس قدر سرشار کیا کہ وہ فوراً اپنی ذلت کے آخری سرے پر پہنچ کر سرسجود ہو گیا۔ اُس نے زبان سے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کا احترام کیا اور مٹو بادشاہ پیشانی زمین پر رکھ دی۔

ناز میں نازی کی قرآنی اور عملی حالت اس بات کی نظر ہوتی ہے کہ نازی دَتِ الْغُلَیْمِتی کا پرستار اور اسی کا بندہ ہے۔ اب اس کی زندگی میں جو نمایاں اور متاثر کن پیدا ہوا ہے وہی ہے وہ یہ ہے کہ مخلوق الہی کو نہ صرف دکھائی دے بچے بلکہ اُن کے لیے وہ کام کرے جس سے اُن کو نفاق، ہوس و سیاحت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو نازی عظمت خداوند قدوس کے سامنے اور تسبیح کے لیے ناز پڑھتے ہیں وہ بیکار ہیں۔ اے شاعر اسلام مَلِكُ الشَّعْرِیہ و سَلَمُ نے اَدْبَارُكَ الْأَضْعَفُ قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

أَوَلَمْ يَكُنْ لَكَ يَوْمَ يُكَذَّبُ بِآيَاتِنَا ۚ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُوا الْغَيْبُورَ
وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ خَيْرِ الْإِنْسَانِ ۚ فَتَوَلَّىٰ ظَهْرُهُ لِيُفْصِلَهُ ۚ إِنَّ يَوْمَ
الْفَصْلِ كَانَ لَلْفَاسِقِ ۚ إِنَّ يَوْمَ يَسْفِكُ سُوءَ ظُهُورِ الْإِنْسَانِ ۚ إِنَّ يَوْمَ
الْفَصْلِ كَانَ لَلْفَاسِقِ ۚ (الاعراف: ۲۰)

ترجمہ: کیا آپ نے دیکھا اس کو جو جھوٹا ہے برا کہہ رہا ہے وہ پھانسی ہے جو پھانسی ہے
تیم کر، افسوس نہ رہے دیکھا دکھانے کی سکیں کہ ہیں چکن ہے

اپنی نمازوں کے لیے جو اپنی نماندے غافل میں سوکھا دے کرتے ہیں
اور دیکھتے ہیں بہتے والی چیز تک

(تسلی القرآن)

سورۃ المؤمنین میں نمازی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز کا پابند ہونے
پر نمازی کے دل میں حقیقتِ توحید اس قدر اسخ ہوجاتی ہے کہ وہ فی صَلَوتٍ یَّهْوٰ
تَحِیثُ عُنُوْیْہِ لِمَا یَدْعُوْا اِلَیْہِ مِنْ خَلْقِ خَدَّوْہِ یَّسَّ حَسْبُ سُلُوْکِہِیْ صِفَتِ
بیدا ہوجاتی ہے۔ وہ خلقِ خدا کو دیکھ کر عینے سے بچتا ہے۔ کالی گلوں، غیبت، خدو بخل
کو گناہ اور قتل کو جرمِ عظیم سمجھتا ہے۔

تعلیمات اسلامی کا پختہ حضرت کی ساری تعلیمات کا خلاصہ و اصل اسلامی
تعلیمات کا پختہ ہے اس لیے کہ دین اسلام وہ
چیزوں سے عبارت ہے جن کو اللہ اور حقوق العباد، حقوق اللہ کی تعلیم میں ذکر اللہ اور نماز
کی تعلیم شامل ہے اور حقوق العباد میں کسی انسان کو دھوکہ نہ دینا۔

بظاہر یہ آسانی الفاظ میں مگر حقیقت ساری تعلیمات اسلامیہ کا خلاصہ میں حضرت
پیلا ہی منزل میں ان کی نشاندہی فرمادیا کرتے تھے۔

رزقِ حلال اور ذکر اللہ اسلام میں اعمالی ماحول کی بہت تاکید کی گئی ہے۔
بجو اعمال ہی کو نجات کا باعث قرار دیا گیا ہے قرآن
عظیم میں ایمان کے ساتھ اعمال ماحول کا ذکر ہر جگہ ہر جگہ ہے مگر اعمال صالح اس وقت تک نہیں
ہو سکتے جب تک کہ انسان کا رزق حلال ذہر لڑائی حکیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔
يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنْ ثَمَرِ مَا أُتِيَ الْكَفَّيْتِ وَأَعْمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔

اپنی حیات کا حکم انبیاء صلیعہ السلام جیسے مقدس گروہ کو بھی دیا گیا۔ تاکہ امت پر ان کی
اجتہاد و حرمت وضع ہو جائے مسلمانوں کو رزق حاصل کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

دوسرے الفاظ میں بکر خداوندی اور اطاعتِ ربِّ کریم اس وقت تک نہ ہر گز
جب تک کہ رزق قسب اور حاصل نہ ہو گا۔ ایک حدیث میں سید الانبیاء کا ارشاد ہے۔

”بعض لوگ اللہ بچے کو رکھنے والے سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہ بہت
کم کر پکارتے ہیں۔ مگر ان کا اصل مال یہ ہے کہ کھانا حرام کا، لباس حرام
کا۔ تو ان کی دعا کیسے قبول ہو؟“

اسی لیے وہ بہت جی سناج الغیبت کے ہر واقعہ نے جویشہ رزق کے مسئلے میں پوری
احتیاط کو ملحوظ رکھا۔ رزق حاصل نہ ہونے پر غم نہ کھنی کر لی مگر حرام اور حلیہ رزق کا اللہ تعالیٰ
حضرت اپنے زمانہ میں اس سک پر سخت سے پابند ہے۔ اوائل عمری سے رزق حاصل کھاتے پھرتے
مستحب رزق سے کنارہ کش رہتے تھے۔ حضرت نے ساری نعمتوں کا پورا پورا ان الفاظ میں فرمایا۔

”حاصل یہ نکلا کہ اللہ کے پاک نام میں جیسا دعا میں ہیں۔ ان میں سے
ایک یہ ہے کہ انسان اسوۃ اللہ سے کٹ کر اللہ سے جڑ جاتا ہے اس
کے لیے علاج ہے کہ ذکر و عزت کیا جائے اور پرہیز ہے کہ مشربہ
حرام سے بچا جائے۔“

حرام کی شریعت کرتے ہوئے فرمایا۔

”حرام کی دو قسمیں ہیں۔ ٹھنڈا حرام مثلاً سڑا کتا۔ حقیقتہً حرام شکاری

کا مرثیہ، بظاہر طلال ہے۔ مگر چوری کی ہوگی (حقیقتاً حرام ہوگا)۔
 اور اس امر کی پابندی حضرت کو اپنے ہر دردِ شائع سے ورثہ میں ملی تھی۔ اور شاد لڑا یا۔
 ”حضرت دین پوریؒ اللہ اللہ کرنے والی جامعہ کو کچھ کیا جات دیتے
 تھے جس میں دہلک اور بیٹھا ہوتا تھا۔ اس میں طلال کے پیادل اور
 پانی ہی ہوتا تھا۔ یہ اس لیے کہتے تھے کہ اللہ اللہ کرنے والی جامعہ
 کے پیٹ میں حرام کا لفظ نہ مانے پائے جسوت دین پوریؒ خود دیتا تھے
 ان کی وجہ سے ساری جامعہ حرام سے بچ جاتی تھی؟

ورنہ طلال کی پابندی اور ذکر کی برکت سے یہ کیفیت حاصل ہو جاتی ہے کہ
 ہمیشہ حرام کو قبول ہی نہیں کرتا۔ بلکہ کھانے کے بعد فراتے ہو جاتی ہے۔

دیوبندیوں میں ایک بزرگ تھے۔ جب کبھی حرام ان کے پیٹ میں چلا جاتا
 تو فراتے ہو جاتی۔ ایک دن ایک شخص نے ان کی دعوت کی اور ہر ممکن
 احتیاط کی کہ کوئی حرام یا شبہ چیز نہ پکھنے پائے۔ اس شخص نے دعوت
 میں کبیر بھی پکائی کتے ہیں کہ جب اس بزرگ نے کبیر کھائی تو فراتے
 ہو گئی۔ تحقیق صل کی گئی تو معلوم ہوا کہ جس مجلس کا وہ کبیر میں استعمال
 ہوا تھا جب اس کا وہ دھوا رہا ہے تھے تو اس نے پاس والی مجلس
 کے چارہ میں سے غنہ لاسا کھا لیا تھا؟

حضرت کی ملکی اور ملی خدمات

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک ایک ثانیہ بن اسلام کی خدمت اور مسلمانوں کی روحانی تربیت میں بسر ہوا۔ جس وقت بھی دیکھتے حضرت کی مجلس میں قال اللہ وقال الرسول لانا کرہ رہنا تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ آپ نے اس خدمت میں کو تمام زندگی مشغول رہا کا اذیت نہیں بنایا اور نہ غریب و زوال کے ہی تمنی ہوئے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے اس خدمت کا جو بارگاہ الہی میں ہے اور حقیقت بھی ہے کہ اس سے بڑھ کر اجر کیا ہو گا۔

لیکن خدمت دین کے ساتھ ساتھ حضرت نے اپنے زمانہ حیات میں جو ملکی اور قومی خدمات انجام دی ہیں وہ یقیناً آپ زور سے لکھنے کے قابل ہیں۔

غیر ملکی حکومت کو ترجمان سے نکالنے اور عوام میں مذہب عربیت و آزادی پیدا کرنے کے لیے آپ نے بڑے ہی مجاہد و اعزام و استقلال سے کام لیا ہے۔ جرم آزادی میں حضرت کو قید بند کی صعوبتیں بھی اٹھانی پڑیں مگر یہاں ہرگز ان کے بعد ذوق جہاد بڑھنا نہیں سکتا۔ قبل اس کے کہ حضرت کی ملکی و قومی خدمت جلیلہ کا اجماع تذکرہ کیا جائے ضروری ہے کہ حضرت کا وہ شجرہ ملی اور نسب نامہ جو حریت اگلے صفحوں پر درج کر دیا جائے اس سے بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ ان کی گراں بہا قومی خدمات کے پس منظر میں کی نفوس قدسیہ کے نقوش و خشاں میں جن کو حضرت نے شہل راہ بنا کر حریت کا فروغ دیا اور ہر صحت اور تکلیف کو بخند و میثاقی جیک کہا۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

شاہ عبد العزیزؒ شاہ عبد القادرؒ شاہ ولی اللہ دہلویؒ شاہ عبد العزیزؒ

شاہ اسماعیل شہیدؒ
(فرزند)

سید احمد بریلویؒ
شاگرد

شاہ موصیؒ
(داس)

شیخ ابوالکلام شاہ مہراٹھن
داس

شاہ اسماعیل شہیدؒ
مرید

شاہ عبد العزیز مہرٹھ دہلویؒ

امام ربانی مہرٹھا
دشید احمد مہرٹھا

خواجہ الاسلام مہرٹھا
مہرٹھا نام مہرٹھا

قلب ربانی شیخ الہند
حضرت مولانا محمد امجد علیؒ

جنگ آزادی
انور

تحریک رتنی بدلی کے دو امام مراکز

قلب انقلاب امجد علی شاہ شہید ساجد محمد امجد علی	شیخ اسحاق سلطان العزیز خلیفہ نظام محمد دینی پوری
--	---

امام انقلاب مولانا عبد العزیز دہلویؒ

قلب انقلاب امام الاولیاء
حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ

غالب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ حق کے حقوق ارشاد فرمایا ہے۔

عَلَمَاءُ أَشَقِّیِّ تَحَاثُّبُنَا سُبُّیِّ الْإِسْرَائِیلِ

میری اُمت کے علماء بھی اسرائیل کے یہودیوں کی مثل ہیں۔

یہی جس طرح نبی سرِ امیل کے جیادِ علمِ اہم نے اپنی قوم کو فرعون اور اس کی جماعت سے کثرتِ دُعا کرنے کی کوشش کی اور ان کو احکامِ خداوندی پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی اسی طرح میری اُمت کے علماء حق بھی قوم کی بددعا و دس کی طرح دنیا کے نیچے سرِ دُعا مل رہے ہیں۔ تاہم علماء حق اس بات کی شہادہ ہے کہ علماء کرام اور ادیانِ نظام سے ہر دور میں کثرت کی ذہنی اصلاح اور تربیت کے ساتھ ساتھ ایسی ایسی خدمات بھی سرانجام دیں جو ان کی حریتِ فکر کے لیے مفید تھیں۔ امام احمد بن حنبل اور امام ابو حنیفہ سے لے کر سید احمد ربوڑی اور سید اسماعیل دہلویؒ قُدس اللہ سرانجام کی خدمات ہماری سامنے ہیں حضرت امام الادبیاء نے بھی تقی خدمات کے سلسلے میں ماہِ انصاریہ و انصاری کی بنیاد کو استوار رکھتے ہوئے ہر اس فتنے کا مقابلہ کیا جو سنتِ نبویؐ کے خلاف اٹھا حضرت نے اشاعتِ اُمت، تحفظِ ختمِ نبوت، اعتقادِ علی السلف، تحفظِ حدیثِ نبویؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں قائدِ خدماتِ انجام دی۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی یہی خدمات بھی آپِ مذہب سے لکھے جانے کے قابل ہیں آپ تقسیم سے قبل بیٹھ کر ہی مجتہدِ علماء ہند کی مجلسِ علماء کے رکن رہے قسیم کے بعد مجتہدِ علماء اسلام کے امیر منتخب ہوئے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ انجمن کے عاملِ امین
انجمنِ حمایتِ اسلام کی سرپرستی میں جیسے سے شامل تھے کی شہادت

بہشت عالم دین انجمن کی جنرل کونسل کے رکن مقرر تھے۔ اس کے بعد انجمن کے معاملات میں گہری دلچسپی لینے کی بنا پر ۱۹۱۷ء کو انجمن کے وائس پریزیڈنٹ چنے گئے۔ اس عہدے پر آپ تازیت فائز رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن حمایت اسلام کی ترقی کے سلسلے میں جو خدمات سرانجام دیں ان پر مختصر سا جبر سیکریٹری انجمن علین اسلام کی بنیاد قلم سے سماعت فرمائیے :-

”مرحوم مرحوم و مغفور ضعیف العمری اور ناتوانی کے باوجود انجمن کے اجراء میں شرکت فرما کر اپنے قیمتی مشورہوں سے انجمن کو مستفید فرماتے تھے۔
 بالخصوص ان مشاوریوں میں جو وہ عیسائیت کے سلسلے میں مستعد تھے۔
 مرحوم نہایت ہی انسانک کے ساتھ دیگر علما کے کام کے ساتھ صلاح مشورہ میں حصہ لیتے۔ آپ انجمن کے ساتھ جنسوں میں بھی تشریف لاتے اور اپنے راجحہ حسنہ سے ماسین کو فیض یاب کرتے تھے۔

مرحوم کی وفات سے انجمن کو کئی پسوؤں سے نقصان پہنچا ہے۔
 حضرت کے وصال کے دن انجمن کے تمام ادارے بند رہے اور مجلس علماء کے خصوصی اجلاس میں امام الاودیہ کی ذات گرامی کو خراج حقیقت پیش کیا گیا۔

۱۹۳۱ء کے ادائ میں پچھلی انجمنیہ ٹرنگ لے کے وقایہ رسالت کا تحفظ
 انگریز پریسل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدنامی سے کام لے کر مسلم طبائے کے جذبات کو مجروح کیا۔ طبائے نے احتجاج کیا لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ مجبوراً انھیں ہڑتال کرنی پڑی۔ ہندو اور سکھ اپنی تلک نظر اور کٹافمی کی بنا پر انگریز پریسل کی حمایت پر کمر آئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ قلبہ کا احتجاج

نصف بے اثر ہو گا بلکہ ان کا مستقبل بھی تاریک ہو جائے گا۔

حضرت مخدوم علیہ کو خیر ہوئی تو فرمایا ان کی حمایت پر کمر بستہ ہو گئے اور ہر
 خطرے سے بے نیاز ہو کر ان کی امداد کی حضرت علامہ اقبالؒ بھی اس تحریک سے
 متاثر ہوئے اور میدانِ عمل میں آ گئے۔ علیہ کی حمایت اور اعانت کے لیے ایک امدادی
 کمیٹی تشکیل کی گئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں سرگرم حصہ لیا۔ آپ کی فائزہ
 صاحبزادہ نے بے پناہ توجہ و عمل سے اس وفد کو جسے حکومتِ درخشاں نے کھینچا ہوا تھا
 ایک تحریک کی صورت میں بدل دیا۔ آپ نے جون جرنلؒ اور اگست میں متحدہ ہند
 تقاریر فرمائیں جس سے مسلمانانِ پنجاب میں جوش و خروش پھیل گیا۔ حکومت نے مولانا کو
 گرفتار کر لیا لیکن عوام کا بے پناہ میل و تمیز نہ سکا۔ بالآخر حکومت کو ہچکناچا ہوا اور ۱۹۳۱ء
 میں ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی گئی۔ علیہ کو باعزت واپس بھیجا گیا اور
 حضرت مولانا احمد علیؒ اور دیگر امیرانِ قید و رنگ سے راکھ پیسے گئے۔

جماعت اسلامی کے متعلق یہ جماعت اسلامی کے مخصوص نظریات و جملہ
 احکام و مسائل سے متعلق کا برعکاس ہے۔ ان قابلِ اعتراف
 حضرت کا اصلاحی عمل ہیں جس پر علامتِ وقت نے اپنے واعظ،

ادق و ضایف میں کافی روشنی ڈالی ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں مفصل
 بھروسہ کی اور علامہ اللہ اس تحریک کے فائز پر ایک ایک کر کے کتاب و نکتہ کی
 روشنی میں تنقید فرمائی۔ اس سلسلے میں آپ کے مضامین اور پبلٹ شدہ تالیفات
 انھیں تمام الدین شیرازہ اور دارالحدیث سے دستِ باب ہو سکتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
 کی نظر میں مولوی صاحبؒ نے فائدہ اور ان کی بعض تحریریں نہ صرف یہ کہ گمراہ کن ہیں بلکہ

کتاب و سنت سے انسان کو دھمے جانے والی اور بت بڑے خطرے کی پٹی
میں۔

جس طرح سیدہ عالمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناز مبارک کو
فقہ انکارِ حدیث خسرو پرویز شاہ ایران نے چھاڑ کر اپنے جنسی ہمنے کا
ثبوت دیا تھا اسی طرح آج اسی کا ہم نام پرویز انکارِ کلام و سنت کر کے سیدہ عالمہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم و اقوال کو اوجھاری جیسی عظیم المرتبت اور بین الاقوامی
قبولیت یافتہ کتاب کی شکل میں ہے، اگر نفرت کے ساتھ تبصیر کے کئی ہزار ائمہ
سیدہ عالمہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑے پڑے کر رہے ہیں۔ علماء کرام نے انفرادی طور
پر تو اس کی تردید کی مگر اجتماعی طور پر ایک ہی فیصلہ کرنے کے لیے خداوند قدوس نے
حضرت جی سے کام لیا۔ چنانچہ آپ نے ۲۹ جنوری ۱۹۹۲ء کو اوصال سے صرف
۲۵ دن پہلے دیوالی سنگمہ کالج لاہور کے ایک عظیم الشان جلسے کی صدارت کی اور
صدارتی خطبے میں ارشاد فرمایا۔

”یہاں بہت سی تقریریں ہوئی ہیں لیکن کسی نے نہ تو بات نہیں کی
جو میں کہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ حکمِ حدیث منکرِ قرآن ہے بلکہ قرآن
خارج از اسلام یعنی جہ ایمان ہے۔“

یہ دو پہلی ضرب تھی جو پرویزیت کے قطعِ زور پر لگی۔ اس کے بعد تمام علمی و دینی
حلقوں نے اس فیصلے پر مبارک تہنیتیں پڑھنے پر پرویزیت کی مخالفت کی۔

اس تاریخی اجلاس کے متعلق کوہستان ۲۹ جنوری ۱۹۹۲ء میں احسان پانی پے
اپنے تاثرات یوں پیش فرماتے ہیں:-

اور نیکل کالج لاہور کے دروازہ پر مجھے ایک بہت بڑا معمول زدہ رنگ کا پوسٹر نظر پڑا اور میں ٹھٹھک گیا۔ پوسٹر میں اعلان کیا گیا تھا کہ انجمن ثقافت اسلامیہ خیال سنگھ کالج لاہور کے زیرِ اہتمام اسماعیل امیر انجمن خدام الدین کی حاضرت میں طاہر دست رسول شاہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے موضوع پر ملک کے اہل علم و علم سے خطاب فرمائیں گے۔ اس پوسٹر میں نہ تو دراصل کفر ناشدہ محمد کی کمانی خدا کی زبان میں جھبا کر کوئی ڈرامائی فقرہ تھا اور نہ ہی اس کے ذریعہ ان کو فریب نظر جاننے کے لیے مختلف اقتصاد دانوں سے غلطی پوسٹروں کی سی سچ و سچ بحثیں گئی تھی۔ معمول زدہ کاغذ پر پساٹ اعلان چھاپ کر دیویدوں اور دروازوں پر چسپاں کر دیا گیا تھا۔

کسٹی حاضرت پر سونا اسماعیل رونق افروز نہ تھے۔ گرمی رنگ کا روٹی کا ابا کرٹ زیب تن تھا۔ سر پر خضید لکھی فلائین کی پی ٹی گری کی طرح بندھی ہوئی تھی۔ لمبی سفید ٹی شیرٹ پہننے کو ڈھانچے جھٹے تھے۔ اٹھ میں حصہ اور اٹھوں میں نام نہاد کی چمک خفی۔ شیخ کے دائیں بائیں علماء کرام تشریف فرما تھے۔ طلباء اور مختلف خیال اور مختلف عادات کے اس کثیر الخبرہ میں سے ڈھائی تین گھنٹے کسی کو سرگرمی سے سنا سنانے کی جرات نہیں ہوئی کوئی جھس میں سے اٹھ کر باہر نہیں گیا۔ سب پوری توجہ اور اضمحناک کے ساتھ علماء کے ارشادات سنتے رہے۔

غارِ حصر کے لیے عرصہ لمبی کر دیا گیا۔ کالج کے کمان میں دہی بھجوا کر نماز کا انتظام کیا گیا۔ اذان دی گئی۔ کالج کے دوسرے کمروں میں بھی نمازیوں کا بہت بڑا جھوم مچ رہا تھا۔ طلباء اور کلیں شیوڈ ذوالحق و درحق تھے خصوصاً دخترِ شرع کے ساتھ نماز میں شامل بحثیں کوئی نہیں کر سکتا تھا کہ اس تو میں نے اپنے شانہ کو ترک کر دیا ہے۔

یہ نظر میں منظر کی بہت بڑی وضاحت جو کوشش سلی اس ال میں پیش آیا۔ اس جیسے کے وقت ملک کی ذہنی مہم تھی رہی۔ اکثر لوگ نماز پڑھنے کے لیے چلے گئے تھے اور گھر کی کمائی خدا کی زبان سے بیان کرنے والا اپنی خطابت کے جوہر کا نذرانہ تھا۔ آج خطابت پیٹ دی گئی۔ تقریریں بند کر دی گئیں۔ تاکہ دونوں کان نہ پھیر دیں۔ چھوٹے اور بڑے عالم اور جلیل و اشرافیوں کے لیے اور فوجی خند سے منبہ لی کر اُس میدان میں صفیں بنائیں جہاں تنظیم، ترتیب اور عمل کا پہلا سبق دیا جاتا ہے۔

ختم نبوت مسلمانوں کا اجتماعی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ کوئی تحریک ختم نبوت شخص اس وقت تک ہوسکتا ہے کہ وہ
 حضور علی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلین کا اقرار نہ کرے مینا مدینی اکبر نے لے کر اب تک ہاکھوں فرزندان اسلام نے اپنی ماؤں پر کھیل کر اس عقیدے کی حاکم کی ہے مسلمان کے غیر میں یہ بات داخل ہے کہ وہ صاحب کا سامنا کر سکتا ہے جان کی بازی ہار سکتا ہے، خاک خون کے دریا میں نہا سکتا ہے لیکن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخی اور حضور کی ختم المرسلین پر حرف اُٹھے یا کسی صورت گوارا نہیں کر سکتا۔ اسی لیے شہداء میں مرزا غلام احمد دیانی نے جب بھم برحق اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو حملے حق سے اس کی جنگ من گھڑی۔ لیکن مرزا صاحب کو چونکہ حکومت برطانیہ کی سرپرستی حاصل تھی اور وہ قابو نہایت کو اگر بڑی حکومت کا خود کاشٹ پر واقف رہتے تھے۔ یہ پروا اگر بڑی حدیٰ اقدار میں علماء کی مخالفت کے باوجود کسی نہ کسی حد تک پروا ہی پڑھتا رہا۔

خوبی کڑائی کے بعد جب ملک کا ٹولہ اٹھا تو قابو ہائیں نے پاکستان کو

اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ ان کی سرگرمیوں سے فرزندِ نبی اسلام کو تشویش لاحق ہوتا
 وہ بھی اترتھا۔ چنانچہ انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ یہ ملک جو اسلام کے نام پر
 حاصل کیا گیا ہے اس میں رسول اللہ کے باغیوں کو پھینک دینے کی اجازت نہ دی جائے۔
 حکومت نے اس پیش کیا تو دفعہ دفعہ یہی مطالبہ تحریک کی ضرورت اختیار کر گیا۔ آخر
 ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں نے علما نے اسلام کے شیعہ فیصلہ کے پیش نظر مردانوں کی سازشوں
 کو نام نہانے کی طرح سے منظم تحریک شروع کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت
 امیر شریعت دہلانا علامہ اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ اور دیگر کئی علما نے کام تحریک کے
 رُوح رواں تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت بے باکی کے ساتھ تقابیر فرمائیں اور مسلمانوں
 کے جذباتِ فتنہ کو بیدار کیا۔ ان کے جذبہ غیرت و حمیت کو سمیٹ لگائی اور نہ صرف
 عام مسلمانوں کو تحریک میں شریعت کی دعوت دی بلکہ خود بھی فیدہ بند کی آزمائشوں کو
 ہنس خوشی قبول کیا۔ لاہور کے لاکھ کپڑے اور مغربی پاکستان کی فضا اب بھی گواہ
 ہے کہ جب اس مردِ ویش نے دیوانہ وار عسّی رسول میں ڈوبے تھے جذبے کے
 ساتھ اپنی گرفتاری پیش کی تو تحریک میں زندگی کی رُوح دوڑ گئی۔ مسلمانوں میں ایک
 دھجیان پیدا ہو گیا۔ تحریک کا رنگ بدل گیا۔ عاشقانِ ختمِ رسالت اپنی جانیں تحویل
 پر رکھ کر میدانِ عمل میں آ گئے اور وہاں حضور کی ختمِ المصطفیٰ پر پروانہ دار شد ہوئے۔
 مسلمانوں نے فتنہ دار گرفتاریاں پیش کیں اور مغربی پاکستان کی حبیبین مسلمانوں سے بھر
 گئیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو باجوہ ریفرنڈم سال کے قبل میں طرح طرح کی تکلیف دی گئیں

آپ کو دیکھی دیا گیا مگر جسے اللہ کے اُسے کوں چلتے۔ آپ کے چلے استقامت میں رائی نجر لغزش نہ آئی۔ بالآخر حکومت ٹھیک گئی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو رہا کر دیا گیا۔

قلبِ عالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری فرماتے تھے کہ امام احمدیہ حضرت لاہوری کا تحریک میں شامل ہونا اگر فلاحی پیش کرنا ہی دراصل تحریک کی کامیابی تھی۔

تقسیم ملک کے بعد جمیہ علماء ہند نے ضلیمہ جمعیتہ المسلمانہ کا قیام کر جمیہ کے بورڈ کان پکستان میں رہتے ہیں وہ اپنی الگ جماعت بنائیں۔ ان کا اب جمیہ علماء ہند سے کوئی تعلق نہیں اس پر حضرت مدنیؒ کی خدمت میں ایک عرض لکھا کہ جن حضرات کے اس کے وابستہ ہو کر ہیں قیامت کے دن نجات کا بھروسہ تھا، انھوں نے ہی نہیں الگ کر دیا۔ یہ عرضیہ مکتوبات شیخ الاسلام میں چھپ چکا ہے اور سندرجہ ذیل حضرت کا جواب بھی چھپ چکا ہے۔

شیخنا الحرم زید عظیم۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ سندرجہ مضامین سے سخت متاثر ہوا۔ عزم کیا آپ کے علاوہ کسی شخص کے دوا و دواہم اور اس کی لمبری پر توقف ہے جس پر آپ متاثر ہوتے ہیں۔

تلاذ اللہ ہم اور آپ حضرت شیخ ابنہ قدس سرہ العزیز کے مدد کے وہیذ گزارہ اس بار خواہ نامش میں۔ یہ روحانی تعلق کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا۔ اگر اسی بابا بانی جی ہر جانیں ترک کیا ہے۔ ہماری ارواح ایک ہی مدبار و مبارک ماضیہ میں۔ آمین

حکم کے رکول اور عاجز اردوں اور دیگر احباب پر سانحہ حمل سے سلام منقول فرما
کر دیں۔ دولتِ عالم سے فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام

نگاہِ اسلاف حسینؑ سے دعا ہے کہ

از دارالعلوم دیوبند سربراہِ جمعیۃ اُستانیہ ۱۳۶۰ھ

نوٹ :- یہ خلا حضرت نے فرم میں لکھا کرتے نظر نہ آئے پاس رکھا ہوا تھا۔

جمعیۃ العلماء اسلام پاکستانی علماء کی تنظیم کو نے کے لیے ۵-۶ اکتوبر ۱۹۵۶ء

کوئٹہ، سرحد، بلوچستان، کراچی، پنجاب، بہاولپور، راولپنڈی،

کابل، پشاور، اسلام آباد، کابل سے، اہلِ عقیدہ علماء کی مجلسِ شاورت مستقر ہوئی

جس میں اتفاق پانے کے بعد حضرت ہی مرکزی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے صدر

منتخب ہوئے اور آخر تک اس عہدے پر فائز رہے۔ مجددِ تہذیبی حضرت کی راہنمائی

میں صرف ایک سال کے قلیل عرصہ میں مغربی پاکستان میں تقریبات میں سرشار نہیں جمعیۃ

علماء اسلام کی قائم ہو گئیں اور علماء اسلام نے جون ۱۹۵۷ء سے اپنا ترجمان ترجمانِ کلمہ

شائع کرنا شروع کیا جو آج تک جاری ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام نے حضرت کی سرپرستی میں جو منشور درتب کیا تھا اس کی افادیت

سے ماہِ رمضان کو روشناس کرانے کے لیے اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

انتخابی منشور

پاکستان میں عداولتہ دی پاکستان میں اسلامی عادلانہ نظام کو قائم کرنا

اسلامی نظام کا قیام جس سے باشندگانِ پاکستان ایک طرف

انسانیت کش سرایہ دہری اور دوسری طرف الہادافرمین، اشتراکیت کے مضمرات سے
محفوظ رہ کر فطری معاشرتی نظام کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

(ب) صوبائی اور قومی اسمبلیوں کو خاص اسلامی اسمبلیاں بنانے کی جلد وجہ کرنا۔

موجودہ منظور شدہ ملکی دستور کو صحیح معنوں میں اسلامی دستور بنانا اور

دستور پاکستان اس سے مخالف مسلم اصول و قواعد کو خارج کر کے قرآنی

اسلام کے مطابق کرنا مثلاً اس دستور میں غیر مسلم و مرتد کو تمام عہدیدگی و اسمبلی جاتی کہ

وزارت عدلیٰ تک کے لیے فائز نہ ہونے کا حق دیا گیا ہے محکمہ یہ میں مسجد کے

بے کر چیف جج تک کے اہم اہل تہ و اولہ عدلیہ پر غیر مسلم اور مرتد کے فائز ہونے کا

حق تسلیم کر لیا گیا ہے اور ہر پاکستانی کو کافر و مرتد بننے اور بتائے کی اہلیت دی گئی ہے۔

صدور جہود و یہ کے مرزائی نہ ہونے کی تصریح نہیں کی گئی۔ اس طرح تمام

غلط ادھر اسلامی و فہات کو چل کر دستور کو قرآن و سنت کے مطابق بنانا۔

(۱) پاکستان کی خارجہ پالیسی کو قتل طور پر آزاد

پاکستان کی خارجہ پالیسی رکھنا۔

(ب) مسلم ملک کے ساتھ اسلامی و متادہ تسکات کو مستحکم بنانا۔

(ج) غیر مسلم ملک کے ساتھ سیاسی و اقتصادی اور دیگر تسکات کو اس حد تک

قائم کرنا جس سے پاکستان کی آزاد خارجہ پالیسی قطعاً متاثر نہ ہو۔

(د) دنیا کے دستاویز جاکوں کی جنگ سے پاکستان کو امید رکھنا اور ملکی دفاع

اتحاد اور سالمیت کے لیے نیا دوسرے زیادہ تک کو تیار کرنا

امور و اشک۔ عدالت ان ملک میں اسلام کا مادہ نظام قائم کرنا۔

(ب) عدلیہ کو منتظر یہ ہے الگ لے کھنا۔

(ج) انصاف بلا معاوضہ کو مل میں ملانا اور کوٹ فیس کو ختم کرنا۔

(د) کم سے کم وقت میں مقدمات کا تصفیہ کرنا۔

(ه) انصاف کی دہائی تیار کرنا وٹوں، دسلا دسوت ستانی، سفارش وغیرہ کو دور کرنا۔

(و) تحفظ مشل غم غربت اور مخالفت سنت، نیز قدر مرزائیہ کے لیے قانون بنانا۔

(ز) تحفظ ناموس صحابہؓ کے لیے قانون وضع کرنا اور ضمیعی مشل حل کرنے کے لیے

مناسب اور نثر اقدامات۔

(ح) بزرگان دین اور مسٹر مذہبی جماعتوں اور فرقوں کے اکابر کی توہین کے مسئلہ کی کوشش کرنا۔

(و) ایسا نصاب تعلیم مرتب کرنا جو کہ ہماری دینی و دنیوی ضروریات کا کفیل ہو اور قوم میں غلامانہ ذہنیت کی بجائے خود دینی کا جوہر پیدا کرے۔

(ب) تعلیم مفت اور عام کرنا۔

(ج) طلباء کی صلاحیتوں کے مطابق با تخصیص ان کے لیے ترقی کے مواقع بنانا۔

(د) طلباء کی اخلاقی تربیت اور ان میں صحیح اسلامی مروج پیدا کرنے کا خاص اہتمام کرنا۔

(ه) ابتدائی ثانوی تعلیم پر علاقہ کے عوام کی پسندیدہ زبانوں میں اور باقی تعلیم تک

کی نشر کردہ زبان (اردو) میں دینا۔

(و) ادبی غلامی کی یادگار انگریزی زبان کی سرکاری حیثیت کو مدتوں اور مہینوں

وغیرہ سے ختم کرنا اور اس کی جگہ پاکستان کی قومی زبان کو نافذ کرنا۔

۱) علوم شرعی کی ترویج

(۱) ملک کے مختلف حصوں میں وسیع پیمانہ پر شاخاں لگانے کا کام کرنا اور ان میں
صحّت و دائروں کی فراہمی کا انتظام کرنا۔

(ب) ایسی پرانی طرحی علاج کی تہت و فزاد کرنا۔

(ج) علاج و دوا سازی میں ملک کو اپنی ضروریات میں خود کفیل بنانا۔

(د) قیام امن خطہ جہاں و اہل اور مخالفت نیک ناسوں کے لیے ایسی

قیام امن تدبیر عمل میں آتا جس سے ملک ہر اشدہ باطنیان زندگی بسر کر
سکے اور آئے دن کے حوادث و واقعات کا خاتمہ ہو سکے۔

(۲) ایسی تدبیر کو عمل میں آنا جس سے ہر پاکستانی اپنی ضروریات حیات کو

معاشیات کم از کم قیمت پر خرید سکے اور ہر شخص کے لیے بہت سبب رزق کے
مواقع فراہم کرنا۔

(ب) ملک میں جہاں کہیں کسان اور مزاحم پر خلاف انسانیت و ظالم حکمران ہیں،

ان کا مکمل متبدل کرنا۔ اور ملک مزاحم سرزور اور کارخانہ دار کے ذرائع کو شعلہ و شنی

میں ختم کرنا۔ نیز برطانوی عدلیہ کی باگیر داری کا خاتمہ کرنا۔

(ج) تمام بیجا سرکاری عمارت کو ختم کرنا اور آمدنی کا زیادہ سے زیادہ ہر شخص ملک کے

غریب و یتیم صرف کرنا۔

(د) ملک کے وسائل معاش و ذراعت و صنعت و حرفت و تجارت کو ترقی دینا۔

(۴) اپنی اندر ملائوں کی آبادی کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرنا۔

(۵) شرعی احکام کے مطابق ان لوگوں کی ضروریات زندگی کو سرکاری خزانے سے

منت فیکر مہر کتساب رزق پر قادر نہ ہوں۔

وزا منت پیشہ طبقہ کے حقوق کا تحفظ کرنا۔

(ج) ملازمت کی تنخواہوں میں ایسا بھیج تناسب قائم کرنا جس سے قیصرہ و جگہ ملازمین کی تنخواہوں کی ضروریات زندگی کی تکمیل ہو سکے۔

۱۱) ملک میں بیچائی، خریدائی، فحاشی، رقص و سرود اور فحش نشر و اشاعت، معاشرت شراب نوشی اور زنا کاری وغیرہ تمام مخرب اخلاق امور کو خلاف قانون قرار دینا اور ملک کے نوجوانوں میں مردانہ صفات، بہادرانہ جذبات اور اعلیٰ اسلامی عقائد پیدا کرنے کے لیے تمام تدابیر کو عمل میں لانا۔

۱۲) اسلحہ کے تمام اقسام کے استعمال کو ختم قرار دینا۔

(ج) خوار بازی اور سود کی تمام صورتوں کو حرام قرار دینا۔

۱۳) پاکستان کی مسلم دنیا کو شیعہ کرنا، کشمیر اور ہندوستانی کے مسائل حل کرنے کے لیے قوم کی مختلف سیاسی اور غیر سیاسی پارٹیوں کے شوئے سے پروگرام طے کرنا۔

۱۴) مواصلات، شہر، ریلوے، ہوائی، ڈاک، ٹیلیفون، تار میں تمام مواصلات اور تعلیمات اور تعلیمات کو عمل کرنا، دیہاتی اور قصبائی باشندوں

ملک کے لیے نقل و حرکت کی ہر طرح سہولت ہم پہنچانا۔

۱۵) سرکاری اور نسل تعصب کو ختم کرنا۔ علاقائی حقوق کا تحفظ

۱۶) ملک میں یک جہتی اور سماجی کی بھائی اور دوست کو بھائی اور بھائی کا احترام

۱۷) علاقائی حقوق اور ملک کی محنت و کٹھن کا احترام۔

۱۸) شہری آزادی۔ پاکستان میں ہر شہری کو تقریر و تحریر اور اجتماعات اور دیگر حقوق

شہریت کی شرعی حدود کے اندر ضمانت دینا۔

اقلیت پاکستان میں شرعی روشنی کے تحت غیر مسلم اقلیت کی جان و مال عزت و اکبر کی حفاظت اور ان کی مذہبی رسوم کی آزادی اور سادہ کا تحفظ۔ تاہم ان کی سرگرمیوں سے ملک اور مسلم حقوق کو خطرہ لاحق نہ ہو۔
 انسداد و ارتداد۔ فقہ مرتداد و مزناہیت و عیسائیت وغیرہ کا مکمل انسداد
 یہ جوہر مقامی انتظامی بنسٹہ جتنا حق اور اور کھلی مجلس عالمہ مرکزی جمعیتہ علمائے اسلام
 مغربی پاکستان منظور تھا۔

جہاد کشمیر میں حضرت کا حصہ کشمیر کی جنگ میں مجاہدین کی کمی نہ تھی بلکہ
 تو سامان حرب اور دیگر ضروریات کی جس کے لیے سربراہ کی ضرورت تھی حضرت، اس جہاد میں حصہ لینے کی خاطر نہروں پہلے
 کی و درمجم جو شیر افزا اور کڑی میں جمع ہوئی۔ خود سے کروانہ ہر گز اور اس وقت کی
 ذمہ دار شخصیت کے سپرد کر دیتے۔ اس کا واپسی پر باقاعدہ اعلان کر دیتے شب
 رخصتیت جہاد کا ذکر تھا۔ فرماتے۔ دل کی تنہا ہی ہے کہ دگر دن کے مقابلے میں
 فرمٹ پر پہنچ کر صاف اقل میں شریک ہو جاؤں۔ سینے میں گولی لگے اور شہادت
 نصیب ہو جائے۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو۔ مجاہدین کی ضروریات کا
 میکانیزم زیادہ ضروری تھا۔ اس کام میں حضرت نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

آزاد کشمیر میں سر و اعظم علامہ ایفٹ اور کمال علی ندید علی احمد شاہ کی کوششوں سے
 اتفاقاً کام جاری ہوا کہ ہر تحصیل میں مفتی اور ضلع میں مفتی اور اپر ضلع ہائی مفتی
 ہو، تاکہ موجودہ نظام کو اسلامی نظام کے قریب تر لایا جاسکے حضرت کو علاوہ مفتی

کی صلاح و مسود کے لیے نظرِ بادِ دولت دی گئی حضرت پنچپے تو وہاں آپ حکومت
آزاد کشمیر کے مہمان تھے لیکن اپنے دیرینہ عقیدت مند غازی خدا بخش صاحب کے
مید کو لڑ پر بھی تشریف لائے جو وہاں اس وقت آزیری کمیٹی میں بطور رسل
آفیسر کا کام کر رہے تھے۔

آزاد کشمیر میں افسروں کے تقرر کے طریق کار کو حکومت کشمیر نے آپ کی
صوابدید پر چھوڑا۔ آپ نے امیدواروں کا تحریری امتحان لیا اور ان کا انتخاب فرمایا۔
ان کو گزٹڈ آفیسر کی حیثیت دی۔ اس میں آپ کے ساتھ کرنل علی احمد شاہ بھی شریک تھے
مسک میں استقامت حضرت اُمید اسی سے عقیدہ دیوبندی اور مسک
کے اعتبار سے بھی دیوبندی تھے۔ علی اور مسک
معاہد میں جو طرز عمل اکابر علماء ہند اختیار کرتے وہی حضرت اختیار فرماتے اور یہ قدم
صرف مذہبی عقیدہ نہ ہوتا بلکہ علی و جبر البصیرت ہوتا

جب مولانا جمیل اللہ سندھی ^{۱۹۳۹}ء میں ہندوستان واپس تشریف لائے اور اپنے
ساتھ ایک خاص فقہانی پروگرام لائے اور اس کو علماء ہند کے سامنے پیش فرمایا تو علماء ہند
نے اس کو بعض امور سے غیر پسندیدہ قرار دیا۔ اس وقت باہمدیکہ حضرت کی بڑا ناگیا
سے اس قدر عقیدت تھی کہ حضرت سندھی کے بڑے اٹھایا کرتے تھے مگر اس کے
باوجود چونکہ جمیع علماء ہند نے حضرت سندھی کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیا تھا اس
لیے آپ نے بھی حضرت مولانا سندھی کے ساتھ ہمزائی نہ فرمائی بلکہ اسی مسک کو حق
کجا جو علماء ہند کا پسندیدہ تھا۔

عظیم الشان تجدیدی کارنامہ

خدمتِ قرآن حکیم حضرت کے تجدیدی کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ خدمتِ قرآن حکیم قرآن حکیم کی خدمت ہے جس کے تمام شعبہ پر حضرت نے پوری محنت کی۔ درسِ قرآن حکیم، ملاحظہ و حفظ کا اہتمام ۱۳۵۵ھ میں شروع کیا گیا تھا جو آج تک جاری ہے۔ اس میں تجویز کو حفظ اور ناطقہ قرآن حکیم پڑھایا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں تجویز اور ترکیب کی ابتدا حضرت ہی کی توجہ سے ہوئی غیر تقسیم ہندوستان میں دیوبند، سارسا، پیر، کھنڈ، پانی پت اور بعض دوسرے مقامات پر تجویز کا کام ہوتا تھا مگر سرحد، پنجاب، سندھ وغیرہ علاقوں میں ترکیب اور تجویز کا پانا مذہب صرف وہ تھا سب سے پہلے حضرت مولانا رحمہ اللہ نے اس مقدس اور ضروری کام کو شروع کیا جو آج پاکستان میں تجویزِ قرآن کی شکل میں ترقی پا رہا ہے۔

۱۹۱۵ء یا ۱۹۱۶ء میں جبکہ میں لاہور کے اسلامیہ ٹی سکول بالمقابل مسجد لائٹن سبھاں خاں میں پڑھ رہا تھا تو حضرت کے در سے کلاس ۱۰ طلبہ ہوا جس میں ایک بچہ مظہر نامی نے قرآن حکیم کی چند آیات با تجویز تلاوت فراموش جن کا مجھ پر اور میرے مرحوم والد شیخ حبیب اللہ رحمہ اللہ پر اتنا اثر ہوا کہ ہم نے قرآن حکیم کی عظیم خدمت کرنے کا سہم لاد کر لیا۔ انجمن حمایت اسلام کے اجلاس ۱۳۵۳ھ میں ہم نے اپنے مخرج سے دارالقرآن تعمیر کیا اور ملک قاری مقرر کیا جہاں آج مسجد محمد تعالیٰ درگاہ ہے

ہندوستان بھوکے درس عربیہ کے غارغ تحصیل طلباء، بے طاقتے میں، حکیم رضاک
یہ دس شروع ہوتا ہے۔ ان داخل ہونے والے حضرات کو تین دنوں میں سائنس قرآن حکیم کی
تفسیر پڑھا دی جاتی ہے۔

اس درس میں مندرجہ ذیل چیزیں خاص طور پر ملحوظ ہوتی ہیں۔ ہمارے خصوصی سے قائد
کلیے کا استنباط (واقعات جزویہ سے قرآن کلیہ کا استنباط)، ربط آیات، ہر کلمہ کا مطلق
معنی، ہر جملہ کا خلاصہ معنی، اقتصاد، معاشرتی، اخلاقی و سیاسی مسائل کا بیان
جو قرآن حکیم میں ہیں۔

یہ دس روزہ دو تین اور بعض اوقات چار یا پانچ گھنٹے تک ہوتا ہے۔ ہفت روزہ
سبق سے پہلے امتحان ہوتا ہے اور سبق کے بعد گیارہ سبق کا دوبارہ امتحان ہوتا ہے اور
جو کچھ طالب علم نسا ہوتا ہے اسے قلب بند کرنا بھی لازمی ہوتا ہے غرضیکہ ایک قابل
اور محنتی طالب علم راست اور دل میں سوائے سونے اور ناز و غیور کی ضروریات کے سارا
دن اسی کام میں مصروف ہوتا ہے تب کہیں اپنے محترمہ و فراموشی میں سے عذر ہر
ہر مکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّقُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ
بیشک اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا اجر نہایت نہیں فرماتا۔

تین ماہ کے بعد یہ طالب علم اس قابل ہ جاتے ہیں کہ وہ بالحد سلسلے قرآن حکیم
کے مضامین کو ایک گھنٹہ بصیرت کے ساتھ سنا سکتے ہیں۔ قیام پاکستان سے پہلے اس
جماعت میں تمام سربراہات ہند اور دیانتوں کے طلبہ شامل ہوتے تھے۔ ان کے
ساتھ بیرونی ہند کے طلبہ بھی جن کو پاس پورٹ مل جاتا تھا وہی میں شامل کر لیے
جاتے تھے۔

درس خاص الحاصل درس خاص سے فارغ ہونے کے بعد علیہ السلام تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے انھیں چار ماہ میں فلسفہ شریعت اور حکیم ثلاثت مجدد العصر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہری کی حجرۃ اللہ الباقیہ پر حاضری مانی تھی۔

۱۹۴۰ء میں بعض اصحاب کے اسرار پر حضرت نے تجلّی اللہ علیہ السلام کا درس شروع کیا۔ اس درس کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ بندہ کرسی میں ہوتا تھا اللہ ہی لوگ شریک ہو سکتے تھے جن کو اس کے لیے چن دیا جاتا تھا۔ یہ درس حضرت کی زندگی تک جاری رہا اور اس میں حسب ذیل حضرات شریک ہوتے رہے۔

۱۔ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب دست بکا تتم۔ فاضل دیوبند، مفتی اکبر حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ مولانا عبدالقدیر صاحب مدنی ایم۔ اے۔ مدرسہ اسلامیات پنجاب دیوبند

۳۔ چودھری عبدالرحمن خاں صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

۴۔ مولانا بشیر احمد صاحب بی۔ اے

۵۔ چودھری حماد اللہ خاں صاحب بی۔ اے

۶۔ حافظ فضل الہی صاحب ایم۔ اے

۷۔ مولانا قازی محمد بخش صاحب فاضل

۸۔ مولانا عبدالحق صاحب بروم ہنگ لکھنؤ ایکٹو

۹۔ ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ بی۔ ڈی۔ ایس

۱۰۔ مولانا سیف الدین صاحب بھلوی فاضل اردو

۱۱۔ محمد مقبول عالم صاحب بیٹے نشی فاضل
 اس درس میں عوام میں سے کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ ایک دن حضرت
 نازک کے بعد چھوٹی مسجد کے عقب میں جو آٹھ دہائے کا درس ہے، تھے کہ فاضل
 زادہ حسین صاحب حاضر خدمت تھے۔ عالم شال زیر بحث تھا۔ انھوں نے اس کی
 کی طرف دیکھا کہ دُور بیٹھ جائیں۔ درس سے فراغت کے بعد یہاں تھیں۔ ایک مولوی
 صاحب نے جو قاضی صاحب سے واقف تھے ان کا تعارف کرایا تو پھر پاس ہوا۔
 اور فرمایا: یہ عوام و معارف عوام کے لیے نہیں جہتے اس لیے یہاں نہیں
 آنے دیا جاتا۔

قرآن کریم سے بے پناہ عشق حضرت کو قرآن حکیم سے اس قدر عشق تھا
 کہ بڑے سے بڑا مصدر اور واقعہ بھی
 اس پر اند لڈ لڈ نہ ہو سکا خواجہ نذیر احمد صاحب، محمد نگر لاہور راوی ہیں کہ ایک روز
 حضرت سب ممول بھی درس قرآن مجید کا درس دے رہے تھے کہ مولوی حبیب اللہ صاحب
 تشریف لائے اور حضرت کے کان میں کہہ کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر تشریف
 لائے اور کان میں کہہ کر چلے گئے۔ اسی طرح تیسری بار تشریف لائے اور کان میں
 کہہ کر لے گئے۔ مگر درس بدستور جاری رہا۔

کہہ دونوں بعد میں نے مولوی حبیب اللہ صاحب سے دریافت کیا کہ اس روز کیا
 بات تھی اس سے پیشتر ایسا کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دو بار درس حضرت
 کو پیغام دینے آئے۔ انھوں نے فرمایا: حضرت کی ایک چھوٹی بچی بیمار تھی۔ پہلی بار
 اس کی نازک حالت کی اطلاع دینے آیا تھا۔ دوسری بار یہ کہنے آیا کہ صرف چند منٹ

باتی ہیں۔ دیکھ لیجئے اور قیسری بار چند لمحوں کے بعد اٹھ کھڑے دیکھئے آیا کہ کچھ فوت ہو گئی ہے؟ سبحان اللہ کیا سبر تو نبی تھا کہ کچھ فوت ہونے پر بھی درس قرآن مجید بدستور جاری رہا۔

(۲) ایک مہینہ بعد۔ دوسری جہاں سال صاحبزادی کا رات کو وصال ہوا مگر اس کی اطلاع اور نماز جنازہ کا اعلان اس وقت تک فرمایا جب تک اسے سب معمول صبح کے درس قرآن حکیم سے فراغت نہ پا چکے درس سے فراغت پر اجاب اور شائقین کو اس واقعہ کا علم نہ ہوا۔

(۳) ۱۹۳۶ء میں حضرت سچ کو شریف سے گئے سندھیا ٹیمپل کینی بیٹی کے جہاز میں۔ اس وقت انگلستان پر آپ بھری سفر کر رہے تھے۔ مگر اس سفر میں ہی آپ نے دیکھ کر آن جہاد کیا اور اس کے لیے اتنی مشقت برداشت فرمائی کہ علاج کراہ میں سے سندھی حضرات کی درخواست پر سندھی زبان میں اور فارسی زبان میں حضرات کی درخواست پر فارسی زبان میں بھی درس دیتے رہے۔ حضرت نے اس سفر میں سات دن تک ایک لغت تک تناول نہ فرمایا کہ جہان کے مطلع کے لازم سب کے سب بے فائدہ تھے حضرت کی متفقہ بار فرمائش پر بھی انھوں نے نماز نہ پڑھی اس لیے آپ نے کھانے سے پرہیز فرمایا۔

(۴) کشمیر و بچی ٹیشن کے دوران آپ نے قائمہ شرکت فرمائی۔ آپ کو اس پاداش میں عمان ڈسٹرکٹ ہسپتال میں نظر بند کر دیا گیا۔ حضرت وہاں بھی درس قرآن دینے کے لیے تپ تھے مگر کوئی مسلمان اس دلدل میں موجود نہ تھا۔ آخر ایک ہندو گر بکریٹ ہی کو آپ نے درس قرآن دینا شروع کیا۔ جس دن اس کے

ملنے یا تیلانہس کی تفسیر بیان فرمائی تو وہ دہر میں گیا اور صداقت قرآنی کا معترف بن گیا۔

⑤ بارہ ایسا بڑا کہ شدید معات کے باوجود دس قرآن حکیم کا نافرذ فرمایا ایک دفعہ سنہ ۱۹۶۰ء کے رمضان المبارک میں اس قدر شدید میل ہو گئے کہ رات بھر دہر میں تیاں فرمایا۔ اس سال بہتے رہے۔ سینہ اور کمر پر پائیاں باندھ رکھی تھیں لاکھوں لمبے بات تک کرنے سے منع کر دیا مگر جب سحری کا وقت آیا تو حضرت نے بڑی مشکل سے انتہا جسنت میں سحری کی نیت سے چائے کی آدھی پیالہ نوش فرمالی۔ صبح کی ناد کے لیے معتدین کو دکر لائے مگر نازکھڑے ہو کر ادا کی اور پھر دس عوی حسب معمول دے کر علمائے کرام کے دس خصوصی کو اسی طرح جاری رکھا گیا کہ حضرت میل ہی نہیں۔ دو ڈر تک فضل اللہ دتہ منیشاوا اور دس کے بعد پھر اسی طرح میل ہو گئے۔

چونکہ حضرت کو قرآنی تفسیر اور دس قرآن حکیم سے صلہ نہ دو الہام حقیقت اور عشق تھا جس کا یہ اثر تھا کہ ہر ایک دفعہ بھی حضرت کے دس میں شریک ہوتا۔ برکات سے خالی نہ گیا۔ اس دس نے کئی خوش نصیبوں کو معرفت سے آگاہ کیا اور کئی بدکردار اللہ کے محبوب بندے بن گئے۔

حضرت کو قرآن حکیم سے جو الہام تعلق
خواہن میں دس قرآن مجید تھا اس کی بنا پر حضرت نے خواتین کے لیے دس دینا شروع کیا جن کی ابتدا میاں غلام حسین صاحب مجدد ناظم انجمن خدام تہذیب کے مکان واقع محلہ گرجہ گاہ دہر میں ہوئی۔ یہ دس ان ہی کے مکان پر

دوسرے سے زیادہ عرصہ تک جاری رکھا۔ یہی درس بعد میں مدت البنان کی شکل میں ظاہر ہو گیا جس میں عقائد و تہذیب یافتہ خوش نصیب تہذیب میں مجھوں نے حضرت سے درس قرآن کا شرف حاصل کیا۔ دوسری بچیوں نے اپنے اپنے مکانات پر درس قرآن جاری کر دیے۔

حضرت قدس سرہ العزیز کو جلد بھی درس قرآن میں لحاظِ مخاطبین حاصل تھا کہ آپ مخاطب کے مکاتبات کے مطابق اس سے کلام فرماتے تھے۔ خصوصاً درس قرآن حکیم میں اس امر کا پورا لحاظ فرمایا کرتے تھے۔

جمع کا درس عمومی و غلطی شمل ہوتا تھا۔ اس میں زیادہ تر تفسیری ارشادات ہوتے۔ آپ نہایت آسان اور سادہ الفاظ میں درس فرماتے تھے۔ اُن سے وَلَقَدْ يَكُونُ الْقُرْآنُ فَهْلًا مِّنْ مُّثَلٍّ کی عملی تفسیر ظاہر ہوتی۔ اگرچہ اس درس میں بھی علمائے کرام اور غنی حضرات بیٹھتے مگر حضرت کا دُستے سخن عام تذکیر کا ہوا کرتا تھا۔

علماء کے درس میں آپ کا دُستے سخن انہی کی طرف ہوتا۔ یوں معلوم ہوتا کہ وہ سید علی اور امام راجب اسفہانی کی تعلیمات کا پختہ زبان بھرا ہے۔

مستم دار العلوم ندوۃ العلماء کا بیان ان حصوں کے بارہیں مستم دار العلوم ندوۃ العلماء کے بڑے مقرر عالم اسلام کی مکرّمہ عقائد اور احسن علمی ندوی کا بیان ملاحظہ ہو۔

”راقم السطور کو مولانا کی خدمت میں ۱۹۲۹ء سے نیاز حاصل تھی اور مجھے

آپ سے ملنے تک، اور باطنی تسلیم و فرائض کا شرف حاصل تھا۔ مولانا نے تقریباً نصف صدی قرآن مجید کی خدمت و اشاعت اور دینی و عورت و اصلاح کا کام کیا۔ اس باطنی میں ایسے انہماک، شغف و حریت، شہادت و استقامت کا ثبوت دیا جو بغیر اعلیٰ درجہ کی عزیمت، یقین و وثیقیت اور روحانی قوت کے مشکل ہے۔ جب انگریزی حکومت نے ان کو دہلی سے جلا وطن کر کے اجالا دہ رولانا بیدلہ دیا؛ سندھی کے جانشین کی حیثیت سے قرآن مجید کے مضامین کی اشاعت اور جہاد حریت کی تلقین کر رہے تھے، لاہور پہنچا یا تو آپ نے ایک درخت کے نیچے ٹھیکہ درس قرآن کا آغاز کیا۔ رفتہ رفتہ آپ شیرانوار دروازہ کی اس مسجد میں منتقل ہوئے جو لاشن ڈالی مسجد یا سچان خان کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد کا مسقف چھ نہایت مختصر تھا۔ رفتہ رفتہ آپ کے درس نے شہر میں عام مقبولیت حاصل کرنی شروع کی اور پھر وہ پنجاب کا سب سے بڑا درس قرآن بن گیا۔

جہاں تک ہم کو معلوم ہے، آپ ہی کی وجہ سے پنجاب میں درس قرآن کا ذوق عام ہوا اور جگہ جگہ اس کی بنیاد پڑی۔ یہاں تک کہ کسی بڑی مسجد اور پڑھے لکھے مسلمان محلے کے لیے درس قرآن ایسا ضروری کام ہو گیا جس کے بغیر مسجد آباد اور خطیب کامیاب اور مفید نہیں سمجھا جاتا۔

مولانا آپ کے درس کے دواوقات تھے۔ ایک فجر کی نماز کے بعد چوبیس بجے عام درس بن گیا تھا۔ اور ایک مغرب کے بعد یہ انگریزی دان طبقے اور کالجوں کے طلبہ کے لیے مخصوص تھا۔ اس درس میں صرف مسجد کے دل نہ پڑتا تھا بلکہ مولانا سفر میں بھی اس کے علاوہ خطبے یا نالہ کا کوئی دستور نہ تھا۔ بعض اوقات مگر

میں میت رکھی ہوئی ہے اور مولانا اپنے درس کا معمول پورا فرما رہے ہیں۔ درس کے بعد عاؤش کی اطلاع دیتے ہیں اور لوگ میت کے جنازہ میں شریک کرتے ہیں۔ آخر شعبان سے ایک نئے درس کا اضافہ ہوتا ہے یہ اللہ کرام کی کلاں کلائی تھی۔ یہ آخر شعبان سے شروع ہو کر غالباً آخر شوال میں ختم ہوتا تھا۔ یہ درس تین تین چار چار گھنٹے جاری رہتا تھا۔ مولانا کا معمول تھا کہ پہلے امتحان لیتے تھے سبق پڑھاتے۔ اس درس میں صرف مدرس عربیہ کے فاضلین اور آخری درجوں کے مستعد طالب علم لے جاتے تھے۔ ان کی تعداد معمولاً پچاس اور سو کے درمیان ہوتی تھی۔ آخر میں امتحان کا امتحان ہوتا تھا اور پھر کسی صاحب نسبت بزرگ کے ہاتھ سے سندیں دی جاتی تھیں۔ یہ سند طبع عربی تھی۔ اس کا ضمیمہ عربی میں حضرت مولانا احمد انور شاہ کا لکھا ہوا ہوتا تھا اس پر حضرت شاہ صاحب، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی، مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اور غالباً حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے دستخط ہوتے تھے۔

اکابر علماء دین کے اس مندرجہ دستخط ہونا اس بات کی دلیل تھی کہ حضرت کا دینی قرآن حکیم تمام علماء کرام کے ان تسلیم ہے آپ جو درس دیتے ہیں وہ سب کے ٹاں صحیح ہے۔ انقل سند سامنے سفر پر غلط نہ ہوا۔

ترجمہ قرآن حکیم حضرت کا ترجمہ وحشی قرآن حکیم پہلی بار سنہ ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ حضرت کو قرآنی الفاظ اور احادیث الہیہ کے ترجمہ میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ آپ قرآن حکیم کا ترجمہ تمام غیر متعلقہ اور غیر ضروری اٹوٹے خالی لفظ ہٹ کر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو خیالات کو زیر قلم لانے کا سلیقہ بھی

قرآن حکیم کو سندھی زبان میں شائع فرمایا جس کا اب پانچواں ایڈیشن شائع ہو رہا ہے اس میں ترجمہ کی اشاعت محض حضرت کے اصالہی ثواب کے لیے کی گئی تھی اس شائع سے ایک نمونہ صرف نہیں فرمایا

علمائے اُمت کی رائے حضرت کے ترجمہ تفسیر قرآن حکیم کے بابے میں چند علماء کرام کی آراء درج ذیل ہیں۔

استاذ العلماء و مفتی المدینہ الزہدۃ الصالحین اعلیٰ حضرت سید محمد انور شاہ صاحب جناب مستطاب مولانا اسماعیل صاحب مجددی دام ظلہ و رحمۃ اللہ سے حق تعالیٰ نے ایک بہت بڑی خدمت کی اور اب انشاء اللہ العزیز عوام و خواص دونوں طبقے اس تفسیر سے اپنی تشنگی کو کسب گئے اور ترجمہ پڑھانے والے حضرات بہت سی مشکلات سے رہا ہو جائیں گے۔

سید الاتقیاء اسوۃ الصالحین حضرت مولانا حسین احمد صاحب فی شیخ الحدیث و اُمر العلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا اسماعیل صاحب (وفاتہ اللہ لما تحبہ ویرضاه و احسنہ علی قتل المردوات المرضیہ و رتقاءہ امین) کو عنایت الازلیہ کی نگاہ انتخاب نے ازل ہی سے چنی کر ان عظیم انسان کو کسے بڑے سہولتی و معافی قرار دے یا تمنا ہے کہ جلد مجدد و مہاشائیں انضام تعالیٰ عرضہ و ان سے اس چمنستان میں بار آور ہو رہی ہیں وَ ذَٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنُ یَّشَآؤُ۔

میں نے مولانا کے عہد کی یہ تحریر دوبارہ ریوایٹ قرآنیہ و المباح سنیاتی فرقہ کی مختلف مقامات سے دیکھی مگر اللہ نہایت مفید اور کارآمد تحریر لائی۔ دیکھ بیچ

اور ضروری مضامین کا خلاصہ اس طرح اس میں بھروا گیا ہے کہ عوام و خواص دونوں کو بہت آسانی کے ساتھ دیکھ سکیں۔ ایہ اتھ آئیں گے۔ میری نظر سے کوئی ایسا مضمون نہیں گزرے گا جو کہ سب اہل سنت و اجماعت کے خلاف ہو یا اس پر کوئی گرفت ہو سکے۔ مجھ کو قوی امید ہے کہ اگر ہر اس عجیب و غریب تحریر کا خود بخود اس کے ساتھ مطالعہ فرمائیں گے تو کتاب اللہ کے کچھ کافروں کا کریں گے۔

آخر میں مولانا موصوف کی اس کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس میں اس کو شرف و اور کامیاب فرمائے اور اپنی رضا اور رضوان کے اعلیٰ درجات سے مالا مال کرے۔

امین واللہ ولی التوفیق وحلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد
وآلہ و صحبہ وسلم
مام احمد اء اسوة المحدثین حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب
صدر جمعیتہ العلماء ہند (رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت فاضل قلم مولانا احمد علی صاحب نے جی مروت سے کتاب اللہ کی خدمت کی ہے، یہ نشانہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے بہت مفید ہوگی اور ان کے قلوب میں قرآن مجید کی تلاوت کی رغبت اور مضامین قرآن پر غور کرنے اور کچھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کا کافی پیرا وسیلہ ثابت ہوگی میں نے اس کو جنبہ حجتہ معات سے طبع کیا اور اس طرز کو سفید و سبز اور اقرب الی الختم پایا۔ میری نظر میں کوئی بات سبک اہل سنت و اجماعت کے خلاف نہیں آئی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو خدائے غیر عطا فرمائے اور ان کی اس خیر خدمت کو قبول فرما کر مسلمانوں کو مستفیذ اور بہرہ مند کرے۔ آمین واللہ رب العالمین

بہت مختصر تھے اور پڑھنے قرآن پر بالزام نہیں رکھے گئے تھے۔ مروانا اصولی کتاب نے اس کی کوڑ لگایا ہے اور سارے قرآن پر التزام کے ساتھ ایسے حواشی لکھے ہیں جن میں ربط و تسلسل کے روز و سہ روز کا شفاف ہو جاتے ہیں اور مختصر الفاظ کی آیات کے وہ حقیقت پر درمطاب سامنے آ جاتے ہیں جن سے تفسیر کی بڑی بڑی کتابیں غالی ہیں۔ ان حواشی کی خصوصیات یہ ہیں کہ ان میں مسلمانوں کی موجودہ بیماریوں کے علاج کی طرف خاص طور سے اشارے کیے گئے ہیں اور ان کے قاتلے عمل کو بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے

حضرت نے مدبرہ دالہ شاد سندھ میں کتب خانہ ارشد تلامذہ کی فہرست نظامیہ کا درس دیا اگر ابتداء ہی سے حضرت کو درس قرآن حکیم کا شوق تھا اور اس میں آپ کو ایسا نکتہ حاصل تھا جو اس زمانہ میں شادی پھر سے علماء کو حاصل ہو۔ آپ کے اہل فضلہ اور علماء کے یہ درس قرآن خصوصی بڑا نکتہ تھا جس میں آپ حادف قرآنی اور حکمت ملی اٹھنے کے نکلت بیان فرماتے۔ یہ درس اصل تمام علوم کے حاصل کرنے کے بعد ایک قسم کا تکمیلی درس ہوتا تھا

حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مرقدہ دونا حدیث کے اختتام پر جب فارغ التحصیل علماء کو دستاویز فیضیت بندھواتے تو فرمایا کرتے تھے:-
 علم کی تحصیل آپ سے آٹھ سال دیوبند میں رہ کر کی لیکن کبیل آپ کی دوسری جگہ حضرت مروانا احمد علی کے دورہ تفسیر میں ہوگی؟

حضرت کی اس حدیث کا مسمے فارغ شدہ بالکمال علماء و فضلاء میں سے جن کی زندگی مسلمانوں کے لیے مثل راہنما بت ہوئی، مندرجہ ذیل نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں

حضرت کے فیض سے علماء کرام اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی بربریض یاب رہا
 رہا اس لیے تلافی کی فرست کر وہ مجلسوں میں پیش کیا جاتا ہے۔

الف، علماء کرام

- ۱۔ علامہ سید ابراہیم صاحب ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
- ۲۔ مولانا محمد طاہر صاحب مروج قاسمی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند (سابقہ)
- ۳۔ مولانا الحاج عبدالرحمان صاحب خلیفہ مہتمم دارالعلوم عثمانیہ دہلی
- ۴۔ حضرت مولانا کفیل احمد صاحب (مجموعی استاد مدرسہ انصار لکھنؤ)
- ۵۔ حضرت مولانا ابراہیم خان خٹا صاحب

ب۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات

- ۱۔ خواجہ عبدالوحید صاحب ایڈیٹر الاسلام (انگلش) کراچی
- ۲۔ علامہ طاہر الدین صاحب مدنی مدرسہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی
- ۳۔ ڈاکٹر سید عبداللہ شاہ صاحب پرنسپل اورینٹل کالج لاہور
- ۴۔ ڈاکٹر محمد فاروق صاحب ایمر مسلمہ پروفیسر ویلنگٹن کالج لاہور
- ۵۔ شیخ محمد عظیم الشان صاحب ایڈووکیٹ لاہور
- ۶۔ پروفیسر سادات علی خان ایمر مسلمہ پرنسپل (ریٹائرڈ)
- ۷۔ مولوی خیر احمد صاحب بی اے لودھیانری

حضرت مہتمم قرآن حکیم کے
 تلافی کو خدمت قرآن کی ہدایت اس قدر شیدائی تھی کہ وہ انیسویں
 کے سید یافتہ علماء کو دشا فرماتا یا دہائی کرتے رہتے کہ انھوں نے کس حد تک خدمت

قرآن حکیم کی ہے۔ ذیل کے خطوط سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

بسمہ تعالیٰ

محترمی بسلام سفول!

مددِ قائم العلوم و ہر سے تلمیذِ خاتمِ تحصیلِ مہنت کے بعد
آپ قرآن مجید کی تبلیغ کی قسم کی کر رہے ہیں۔ بلا اطلاع دیں یا سناؤنا
سونا، احمد علی صاحب کے ارشاد کے مطابق ہیں یہ آپ سے پوچھنا ہوتا
جب کبھی کوڑا آویں تو طوفا ت بھی کہ کے جائیں۔ فقط والسلام

ڈاکٹر عبد العلیف غفرلہ

۲۰-۲۱ ستمبر ۱۹۵۳ء کوڑا ہر اسبج سسٹم

محترم انعام مولانا زراحمہ صاحب۔ دستِ فتحِ حکم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ میرے طبع شدہ کلاڈ اور

سوال نمبر کے جواب میں آپ کا کلاڈ بلاجے انہوں ہے کہ آپ
قرآن مجید کی اشاعت نہیں کر رہے ہیں، ارشاد دیتے ہیں کہ آپ پہلی خدمت
میں اس کتاب کی قالی کرنے کی کوشش کریں۔ زیادہ نہیں تو ابتدا ہی
دیں پندرہ منٹ روزانہ اس کا ہرگز کے لیے ضرور صرف کریں۔ اگر آپ
چند آیات کا ترجمہ ہی سنا دیا کریں تو بھی ایک سو تک اشاعت قرآن مجید
کا حق ادا ہو جائے گا۔

العارض احمد انعام احمد علی علیہ

خطباتِ جمعہ

حضرت علامہ علیہ السلام کی زندگی شہرِ قرآنِ حکیم اور اعانتِ مسرت تھی اور اہل کامل نر نہ تھی۔ آپ کا کوئی بھی کام قرآنی تعلیمات کے دائرہ سے باہر نہ ہوا کرتا تھا۔ ان ضمن میں حضرت کی تعداد پر ملاحظہ فرمائیے خطباتِ جمعہ شاہد ہیں۔ وہ خطِ نصیحت کے لیے قرآنِ حکیم نے قرآن ہی کا بنیاد قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

فَلَا تُؤْخَذُ بِالْأَلْفَاظِ مِنْ عِلْمٍ وَفِعْلٍ آتَى

چنانچہ آپ نے جامع مسجد شیراز میں ۱۸ سال تک جو خطباتِ جمعہ ارشاد فرمائے وہ سب سب قرآنی آیات کی روشنی میں مرتب کیے گئے تھے۔ ان کی ترتیب میں حضرت اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ آپ نے جنت کے دو دن انگلی بڑھا کر صرف خطبہ جمعہ کے لیے مخصوص فرمائیے تھے۔ ان مخصوص آیات میں اپنے ایک سورتِ خاص کے ہاں تشریف دے جاتے اور قرآنی آیات پر غور و فکر کر کے خطبہ جمعہ مرتب فرماتے۔ آپ نے جو خطبے ارشاد فرمائے ان میں سے ہر خطبہ خطبات کے عنوان یہ ہیں:

۱۔ نبی کا آدابِ پیغام الہی پہنچانا، سردارانِ کرم کا ٹھکانا، اعلام کا اپنے سرداروں کا کمانڈرانا، غداً اللہ تعالیٰ آنا اور اس قوم کا احیاء ہو جانا۔

۲۔ آدمی دو قسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جن کا مقصد حیاتِ فطریہ ہے کہ دنیا کی زندگی کو کام سے گزریے دوسری قسم وہ ہے جن کا مقصد یہ ہے کہ آخرت کے حساب کتاب میں کوئی غلطی نہ رہی ہو کہ نہ کام پر لازم نہ لگنے پائے۔

۳۔ حضرت شیب علیہ السلام کی قوم دلاؤ خدا تعالیٰ مرض میری قوم میں بھی پایا جاتا ہے نہ آپ
وہ قول میں کہیں۔

۴۔ قرآن مجید بدرکت کتاب ہے اس کا اتباع کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو۔

۵۔ آج ظلم پر خطبہ پڑھنا جسک عزت کیوں پیش آتی ہے اس لیے کہ مسلمانوں میں بعض
گمراہ ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ شریفوں پر ظلم کرنا انھوں نے اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔

۶۔ تجھے مومن کہیں ہیں؟

۷۔ اشیاء مخلوقہ کے فرائض۔

۸۔ خطیب کا فرض۔

۹۔ تیسویں محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کی مخالفت۔

حضرت کے خطبات کس قدر جامع اور اثر ہیں، اس کے لیے صرف دو مثالیں

کا کافی ہیں۔ آپ کے عزیز رشتہ قطرہ ابراہیم علی ہندی فرماتے ہیں:-

”انا... و اصلاح کا ایک بڑا اثر ڈھیر اُن حضرت کے بعد کے خطبات تھے۔

جان کہ میری حرکت کا متعلق ہے، لاہور کی مسجد میں اتنا کثیر مجمع اتنے ذوق و شوق کے

ساتھ خطبہ کھٹنے نہیں آتا تھا۔ مولانا امجد علی کے خطبہ عقبہ سے پہلے پُر ایک گھنٹہ تقریر کرتے

تھے۔ تقریر مالات حاضر سے قوی اتنی کہتی تھی اس میں معاشرہ کی غرابیوں اور لوگوں کی

اخلاقی اور دینی بیماریوں کی نشان دہی ہوتی تھی اور عوام کے غلام بھانائے اور حکومت وقت

کی بے دینی پر اتنی صاف اور کھلی تنقید ہوتی تھی کہ جس کی تکثیر میں اس زمانہ میں مشکل ہے نہ

والے کا اظہار، اس کی بے غرضی، اعتماد علی اللہ، نتائج و جوابات بے نیازی اور حق

کے دل سوزی اور دلاؤ دہندی، لوگوں کو گھبراہٹ دیتی تھی۔ بہت سی شخصیں اسکی نظر آنی

تھیں اور بت سے ہر دانت سے جھکے ہوئے۔

انگریزوں کے حملہ اور قیام پاکستان کے بعد مولانا کی یہ حق گوئی اور بے باکی
کیساں طور پر قائم رہی۔ اس میں نہ حکومت کی تیز رفتاری اور نہ جمہور کی عادت المسلمین کی
اخلاقی رستی، ان کے قہقیش کی طرف رجحان اور اسلامی قانون کی مخالفت کو بڑی جیساکی
اور بے خوفی سے بیان فرماتے تھے۔ بد اخلاقی اور فسق و فجور کے مرکزوں کو شمار کر کے
بتاتے اور مسلمانوں کو غیبت دلاتے۔ اکثر درس میں فرماتے کہ ایسے اٹھارہ لاکھ گھریلو
میں تمہارے دو میان چھپا لیں برس سے رہتا ہوں اور قرآن سناتا ہوں لیکن مسلمان
کی ضرورت کو نہ سمجھتا ہوں۔ تم سب کچھ ہو لیکن انسان نہیں جو مولانا کی تقریریں سن کر
اکثر اقبال کا یہ شعر یاد آ جاتا۔ ۷

آئیں جو ان مردی حق گوئی و بے باکی

اٹھ کے شیروں کو آتی نہیں ڈوبھی

مولانا عبد المجید مرحوم سید علی حضرت مولانا عبدالننان ٹوٹ وزیر آبادی کہتے
ہیں۔ انھوں نے حضرت کے خطبات کو سب پہلے شائع کرانے کا شرف حاصل کیا۔ آپ
دقلم طرز ہیں۔

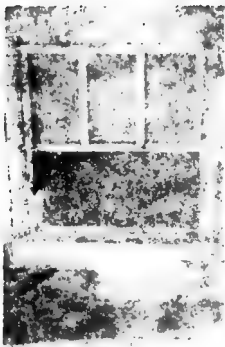
حضرت مولانا سید علی صاحب کسی تصوف کے محتاج نہیں۔ قرآن فی اللہ
قرآن دانی میں جو کھنکھتاتے تھے آپ کو وہیت کہہا ہے اس پر آپ کے اساتذہ اور والد اعظم
دیوبند کو بھی بجا طور پر ناخوش ہے کہ ان کی وساطت سے ایک ایسا مرد ہمارا پیدا ہوا جس کے
درس قرآن نے ان کے تئیں کو بھی زندہ کر دیا یہ ایک حقیقت ہے جس میں غلطی کی بات
نہیں کہ جبکہ صاحب مدرس نے ہندو میں اور مسلمانوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ لاہور

کی لایا بیٹ گئی ہے اور لوگوں کی ذہنیوں میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا ہے
 وہیں قرآن اور خطبات تو عام طور پر سمجھے جاتے ہیں، مگر جس انداز جس علوم
 جس ذوق و شوق اور جس کیف و دلچسپی سے حضرت مولانا صاحب نے خطبے دیتے ہیں بہت کم
 خطیب یا مفسر دیتے ہیں گے۔ شہادت ہے ان کی زبان میں خاص تاثیر و طاقت ہے
 اچھے اچھے ادیب اور صاحبِ علم بھی ان کی تقریر سے متاثر ہوتے بغیر نہیں رہتے۔
 اور دُعا دُعا سے کچھ بچے جاتے ہیں:

بھرا تھا فی حضرت کے خطبات بعد آٹھ جلدوں میں کئی دنہ طبع ہو چکے ہیں، اسی
 کی افادیت سے علماء اور خطباء کرام بیروزہ ہو رہے ہیں۔



جانبی کھینچ کر رکھنا اور بالکل صاف رکھنا ضروری ہے۔



اور اس سلسلے میں ذکر کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس لیے کہ اسی ذکر کا تعلق باللہ کا سب سے بڑا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ حضرتؑ نے ذکر کے لیے یہ التزام فرمایا تھا کہ ہر عورت کو مغرب کی نماز کے بعد ذکر کیا جائے اور یہ ذکر پھر ہر تاجروں کی سلسلہ قادریہ حضرت شیخ جواد جیل قدس سرہ العزیز کی طرف منسوب ہے۔ حضرت کا ارشاد ہے:

”ہم چھ عورتوں کا ذکر شروع کرنے سے پہلے کیا اور اللہ سنا انھیں پھر کہ اس کا ثواب ضرور حق اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے حضرت پیراں پر شیخ جواد رضویؑ کی آنکھوں کے نیچے پڑے ہیں۔ ذکر ہر کرایہ طریقہ انھیں کا بتایا ہوا ہے۔“

ذکر ہر کا جو طریقہ حضرت نے بکثرت فرمایا تھا وہ یہ ہے۔
 ذَکِرْ جِبْرَکَا طَرِيقَہِ اَسْتَوْذِ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اِنَّ جِبْرَاہِیْلَہُ
 الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے اولیٰ گیا اور مرتبہ سورۃ انھیں پڑھیں غلبہ پھر اچھے الفاظ کا
 حضرت شیخ جواد رضویؑ کی محبوبہ شہانہ رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کہ ثواب پہنایا جائے
 اس کے بعد مذکور ذیل تین باتیں کی ہائیں۔

(۱) اے اللہ تو مجھے اپنا شوق نصیب فرما

(۲) اے اللہ تو مجھے اپنا نام نصیب فرما۔

(۳) اے اللہ تجھ سے وہ کام کروا دو جس میں تیرا نام ہو۔

اس کے بعد ذکر شروع کیا جائے اور ساتھ ہی تسبیح کے ”نئے پیر“ شروع کر دیے جائیں۔
 اَحْسَنُ الذِّکْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
 مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کے بعد ہر نقطہ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی دس تیسویں پھیری ہائیں۔ اس کے بعد اَللّٰہ کی دس تیسویں پھیری ہائیں۔ بعد ازاں اَللّٰہ کا ذکر کیا جائے سنی میں مرتبہ جلّ شانہ کا نقطہ بھی پڑھا جائے۔ بعد میں نقطہ اللہ کافی ہے۔ اس کے بعد ھو کا ذکر کیا جائے۔ اس کی بھی دس تیسویں پھیری ہائیں۔ اس کے بعد اتر کر ۱ یا ۲ یا ۳ یا ۴ مرتبہ نقطہ اللہ کہہ کر بیٹھ کر ضرب لگائیں اور اس کے بعد دعا پڑھیں۔

اللهم ازل عقوقنا العنوقا عفا - وانا انا في الدنيا
حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار - اللهم انا
نحطك في غودهم ونعود بك من شرورهم - اللهم
استرق يستولك الجبيل - وادخلنا الجنة بغير حساب
يا مقلب القلوب ثبت قلوبنا على دينك - اللهم نعوذ
بك من عذاب القبر ومن عذاب النار ومن نقمة الحيا و
الممات ومن فتنة المسيح الدجال - اللهم هون علينا
سکرات الموت رب اذهب لنا من اوجاعنا ودينا قرا اعيان
واجعلنا للمتقين اماما اللهم وثق لنا حب وترضى اجل
اخرنا خيرا من الاولی۔

قرآن حکیم نے ذکر الہی کے ساتھ تفکر و تدبر کا حکم بھی فرمایا: اَلَّذِينَ يَذْكُرُونَ
اللّٰهَ يَٰۤاٰمَنًا وَتَعُوْذًا وَّعَلٰی جَنُوْا بِهِمْ وَيَتَذَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ الْكَوْنِ
وَاَلَا تُحِیْ - (ال فرق ۱۱۹) ترجمہ ہم یاد کرتے ہیں اللہ کو کفر سے اور چٹھے اور اپنے
پہلوں پر اللہ خود کرتے ہیں پیدائش سے مراد زمین کی پہچانی حضرت کا نام و تھا کر

کے بعد تفریر فرمایا کرتے تھے جو اسی وقت تہجد کی بات تھی۔ اس تفریر میں غصہ نہ مانی اور دینی ارشادات ہرگز نہ تھے۔ ذیل میں چند قصائد کے اقتباسات درج ہیں۔

سائنس کی قضا نہیں ہو سکتی چونکہ ماضی و ماضی ہے۔ ہر گھڑی اور ہر آن ہوتا ہے۔ نماز کی قضا تو ہو سکتی ہے یعنی جب بندہ چاہے اللہ کی بارگاہ میں ماضی نہ کر چکے گا، ماضی کا مسئلہ ہے مگر سائنس کی قضا نہیں ہو سکتی اس لیے کہ جو سائنس ایک دفعہ باج چکا ہے اس کا دوبارہ واپس لانا مشکل ہے جب آئے گا دوسری آئے گا۔ اسی لیے اہل اللہ فرمایا کرتے ہیں جو دم غافل مردم کا فر۔

اچھی اور بُری صحبت صحبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اچھی اور دوسری بُری۔ اچھی اور بُری صحبت اچھی صحبت ہے جو ناسخ پیدا کرتی ہے اس کے اخلاق سنو رہا ہے اور مستقبل درست ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اچھی صحبت عطا کرے۔ بُری صحبت میں عاقبت برباد ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے اچھی اور بُری صحبت کے نتائج کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: ”اچھی صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے طوفانی کی دکان پر جو شخص ایسی دکان میں جائے گا چاہے وہ طوفانی غریب سے کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور سونگھے گا اور بُری صحبت کو دکان کی جگہ سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسی دکان میں جانے والا اگر کچھ نہ بھی لے گا تو کپڑے غرق ہو جا کر آئے گا۔“

خواجہ مصطفیٰ الدین چشتی فرماتے ہیں: ”صحبت نیکیاں نیکی و صحبت ہواں ہواں باریکی اللہ تعالیٰ ہیں نیکیوں کی صحبت میں پہنچائے۔“

اولیاء کرام نبی اکرم صلعم کے منہ نشین ہوتے ہیں۔ ان کی دلیں ہیں۔

علمائے کلام اور مرفیائے عظام۔ علمائے کلام حضور اکرم صلیم کی تعلیم کتاب کا فرض ادا کرتے ہیں۔ وہ بھی حضرت نبی کریم صلیم کے سند نصیب میں مرفیائے عظام تزکیہ کا فرض ادا کرتے ہیں۔ وہ قرآن کا رنگ چڑھاتے ہیں اور یہ بھی نبی کریم صلیم کے سند نصیب میں۔
 اسخضر صلیم کا ارشاد ہے خیاد عباد اللہ اذا راد اللہ اذکر اللہ۔ خدا کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب انھیں دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے۔ اس قسم کے اللہ کے بندوں کا کس دوسروں پر پڑتا ہے، اُن کی صحبت میں جانے سے ال چاہتا ہے کہ اللہ اللہ کریں۔ دل دنیا سے برگشتہ ہو جاتا ہے اس چیز کو ساڑھے تیرہ سو سال پیچھے لے جائیے اور اللہ دیکھیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں کتنا اثر پڑتا ہو گا۔ آپ کی صحبت میں سب کچھ دنیاوی طور پر حاصل ہو جاتا تھا۔ سب کچھ کسب حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے نیک بندوں کی صحبت از ضروری ہے۔ نبیوں کی صحبت میں جا کر اور کچھ نہیں تو بڑی باتیں تو ضرور سننا پڑتی ہیں۔

امراض دُمانی کا علاج صحبتِ شیخ کے سوا کچھ
کامل کی صحبت کا اثر نہیں۔ کتابیں پڑھنے سے یہ دُور نہیں جھٹکتے۔ دینی مدارس میں کتابوں پر عبور حاصل ہو جاتا ہے مگر تکمیل نہیں ہوتی۔ اس لیے طلباء کی بھی کا سطح اصلاح نہیں ہوتی۔ بعض امراض دُمانی جسمانی امراض سے زیادہ مسک جھٹکتے ہیں۔ جسمانی بیماریاں قبر کے لیے ختم ہو جاتی ہیں۔ دُمانی بیماریاں ساتھ جاتی ہیں۔ زمینداروں، سرکاری ملازمین اور تاجروں کو تر جانے دیجئیے۔ اہل علم بھی ان سے نجات نہیں پاسکتے جب تک کہ غاص بہت کم نہ کریں۔

مدارس عربیہ میں طلبہ کو علم دانستنی کے درجے پر حاصل ہوتا ہے دانش

نہیں اٹھ اٹھ کیا کرتا تھا۔ اس کی برکت سے میرے دل میں ایک چراغ روشن تھا۔
ایک دن میں پانی واسے تالاب کی طرف سے آ رہا تھا، نہری سجد کے قریب
تقسیم سے قبل ایک ہندو لڑکی پر میری نظر کاڑھا تھا کہ چراغ بج گیا۔ پھر آج تک
روشن نہیں ہوا:

وہ تو ایسا نازک مزاج محبوب ہے کہ غیر پر نظر پڑ جائے تو ناراض ہو جاتا
ہے۔ بیواں طبع اپنے بس کی بات نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ انسان طبیعت
کو بڑائی سے روک لے۔ جیسے نہ زور گھوڑا بہر تو زور لگائے گا اگر سوار اس کو
روکے گا:

غریب کی آہ میں کہا کرتا ہوں کہ اسیر سے ت ڈریجے۔ اس کو اپنی دولت
پارٹی اور اثر و شوخ پر ناز ہو رہا ہے۔ وہ خیر کے دروازے پر جاتا
ہے۔ وہ پورے اور عدالت میں جلتے گا۔ اس کا آپ مقابلہ کر لیں گے۔ غریب سے
زیادہ ڈرنا چاہیے۔ اگر اس کو اپنے ستایا تو وہ خیر کے دروازے پر نہیں جائے گا۔ صاحب
بار کا ہاتھ میں فریاد کرے گا اور دوا نہ ہو با کہ خانہ نش ہو جائے گا۔

بہرے اڑاؤ منظور اس کو ہنگام دعا کر دین

اہمیت از حد حق بہر استقبال می آید

اس کے دو آنسو بادی کے لیے کافی ہیں۔ میرے پاس ایک دفتر ایک سانی پر میں
انپیکٹر آف بڑا تری سیکل چھوٹا تھا۔ سہل حسین ہر لمحہ شیش اور ڈاکٹر سر تھا۔ قبائل
کی تقریریں اس نے مجھے دکھائیں کہ یہ واقعی مراد کا تھی ہے۔ میں نے جب اس
سے کہا کہ اس وقت دفتر بھی بند ہے اور کوئی روجو بھی نہیں تو وہ مجھ سے کہنے

لگا کر دوا تھا قلعہ کے پتوں سے ہی پیسہ پیسہ جمع کر کے مجھے دے دیجئے۔
دیکھا آپ نے کسی غریب کی آہوں نے اُسے کہاں تک پہنچایا۔

ذکر جبر کے فائدے میں بار بار عرض کر چکا ہوں۔ اس کا
ذکر جبر کا فائدہ ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ذکر و سادوں و خطرات سے بچ
جاتا ہے۔ لیکن ذکر جبر زیادہ دھڑ سے نہیں کرنا چاہیئے بعض اصحاب مجھ سے
پوچھتے ہیں۔ ان کو علم نہیں ہوتا اس لیے وہ زیادہ جلد آواز سے ذکر کرتے
ہیں پُراٹھے اصحاب کو چاہیئے کہ ان کو کبھایا کریں۔

مصائب میں خدا پرستوں کا مسلک
دنیا میں کوئی شخص میں تکیا لڑو
آدم پانی نہیں مکتا ہے ۔

وہی دنیا کسے بے غم نہ باشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں :-

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (سورة البقرہ ۲)

ترجمہ ہم نے انسان کو نہایت اچھے سے پیدا کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام سب سے زیادہ پاک و سب سے زیادہ با افلاق اور مقبول اور ماکو
انہی جنت میں۔ وہ کسی کو نہیں ستاتے۔ ان کے متعلق آخرت مسلم کا ارشاد ہے :-

عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ الْكَاسِ
أَشَدُّ بَلَاءًا قَالَ الْأَنْبِيَاءُ تُنْفَرُ الْأَمْثَلُ قَالَ الْأَمْثَلُ

ترجمہ :- سعد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ ایک ایک کر کے

سنت نبیوں میں متکا ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام پھر وہ لوگ جو ان کے برابر
ہوں اور پھر وہ لوگ جو ان کے برابر ہوں۔ (الصحیفہ، رواہ الترمذی وابن ماجہ)
سب سے زیادہ مصائب انبیاء علیہم السلام پر آتے ہیں۔ اس کے بعد شخص
جتنا ان سے زیادہ قریب ہوگا۔ اتنا ہی وہ مصائب کا شکار ہوگا انبیاء علیہم السلام
مصمم ہوتے ہیں بلکہ مصائب ان پر بھی آتے ہیں۔

انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ خدا پرست اور نفس پرست۔ مصائب میں دونوں متکا
ہوتے ہیں۔ نفس پرستوں پر مصائب ان کی اپنی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں اللہ
تعالیٰ اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَمِمَّا كَسَبْتُمْ أَلَيْسَ لَكُمْ وَيَعْقُو عَنْ كَثِيرٍ
ترجمہ:- اور جو مصیبت تم پر آئی ہے سو وہ بدلہ ہے جو کیا یا تمہارے افعالوں نے
سو مصائب کو کا ہے اللہ بہت سے گناہ (سورۃ النور - ۲۵)

مصائب خدا پرستوں پر بھی آتے ہیں انبیاء علیہم السلام خدا پرستوں کے نام
ہوتے ہیں۔ وہ چونکہ مصمم ہوتے ہیں۔ اس لیے ان پر مصائب کا آنا ان کی شامت
کا نتیجہ نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ یہ مصائب قریب الی اللہ میں ان کی ترقی درجات کا باعث
ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروں کی تکالیف کے متعلق سورہ آل عمران
بار ۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَكُلَّ إِنْسَانٍ لِّمَن لَّيْئٌ مَّا كَلَّمَهُ مَعَ رَبِّهِ وَيُؤْتِيهِ مَا كَلَّمَهُ مَعَ رَبِّهِ
أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ
الْقَاضِينَ۔ وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَن نَّمَاؤُا رَبَّنَا أَخَذُوا لَنَا

ذُنُوبَنَا وَدَسَّاقَاتِنَا فِي آمِنِنَا وَتَكُنْ أَقْدَامُنَا وَأَنْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكَاذِبِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّهُ تَوَّابٌ الْكَافِرِينَ وَحَسَنَ تَوَّابٍ
الْآخِرَةِ ۝ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

ترجمہ: اور مست بخدا میں حج کے ساتھ ہر کرٹے میں بت خدا کے طالب اور اللہ
خدا سے ہیں کہ تمہیں پہنچے سے اللہ کی راہ میں اور دست ہونے ہیں اور مذہب
گئے ہیں اور اللہ تبت کرتا ہے ثبات قدم رہنے والوں سے اور کچھ نہیں ہے مگر
یہی کہ اسے رب ہا ہے! کبھی ہلے گناہ اور جرم سے زیادتی ہوئی ہمارے کاموں میں
اور ہم سے قدر کی کتابت کے اور اللہ سے ہم کہ کافروں کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بنا
دُنیا کا ثواب اور خوب ثواب آخرت کا۔ اور اللہ تبت دیکھا ہے نیک کام کو فائدہ والوں سے
حفظ کا ارشاد ہے کہ امثال عبرت کے لیے ہوتی ہیں۔ پہلے انبیاء
علیہم السلام اور ان کے صحابہ کرمؓ نے اللہ کی راہ میں جہاد کیے اور اللہ کی راہ میں
جہاد کرنے والوں سے ان کو جو تکالیف پہنچیں اس پر وہ ہمارے دست ہائے
اور نہ دیے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو پہلے سوچ کچھ کر اپنا صحیح مسک تقین کر لینے
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اے اے علیہ

اس کی شہادت میں پہلے
احکام شرعیہ کی تعمیل میں استعانت قرآن مجید پھر آخرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے پیش کر دیں گا۔

إِنَّ الدِّينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَعَاذُوا لَنَا عَلَيْهِم

الْمَلِكَةُ الْأَعْتَابُ وَلَا تَخْزَنُوا وَابْتَغُوا بِالْحَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ
تُوعَدُونَ (سورہ نحم اسوہ، ص ۱۲۱)

ترجمہ: بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم ہے اُن
پر فرشتے نہیں گئے کہ تم خوف و ڈر اور غم و ذکر اور جنت میں خوش ہو، جس کا تم نے ملا
کیا جاتا ہے۔

یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کو اپنا پروردگار مانا اور پھر اس
پر ایم لگئے۔ مگر دوسرے کج خواست، غرضیکہ ہر حالت میں اُنسی کا درود نہ کھٹکتا
رہے اور دوسرے کے درود انہیں پر نہیں لگئے۔ یہ صاحب استعانت اور توحید
ہیں۔ توحید اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ توحید
جانبین سے ہونی چاہیے، اگر توحید میں کہیں فرق آگیا تو یہ مخلوط باشرک ہو جائیگی۔
ہمارا بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے نہیں۔ چہ
رہے انعامین نے ہم کو اپنا یا تو دوسری جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔

میں نے اپنے نرئی حضرات کی خدمت میں کبھی ایک روایت ک مذکورہ
اعلاص کیا تھا۔ لیکن ان کو کچھ سے بے حد محبت تھی اور ہر وقت بیٹا بیٹا
فرماتے رہتے تھے۔ مجھے ان سے مشت تھا۔ ایک دفعہ میں حضرت امرونی رحمہ کی خدمت
میں حاضر ہوا جب آپس نے ملا تو میں نے عرض کی کہ حضرت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں
فرمانے لگے کہ بیٹا! میں اللہ ذات تعالیٰ سے ایسے ذمہ دار ہوں۔ میں غامض ہو گیا
اور اجازت لے کر واپس آگیا۔

فیض کیا ہے۔ کمال سے فیض حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عقیدت

ادب اور اطاعت میں خدہ برابر بھی فرق نہ آئے۔ میں اگر نیسے نہ ہوتا تھا لیکن اپنے حضرات سے ایسا ڈرتا تھا جتنا کراہتیر سے۔ جب کبھی اللہ تعالیٰ ہمیں پورے مٹھی میں مجھے دیتے تو لروٹ شریف چھ جاتا۔ ایک دن اور ایک رات رہتا تھا۔ اگر ان لمیں تماموں وحقیقت 'ادب' اطاعت، میں سے ایک بھی کٹ گیا تو طاعاب گیا۔

کامل علم دنیا کے تمام مرۃ و علوم میں سے سب سے زیادہ مکمل سب سے زیادہ اعلیٰ سب سے زیادہ دُرُودیں، ماضی، حال اور مستقبل پر روشنی ڈالنے والا، اللہ تعالیٰ سے دُرُودِ شمس کرنے والا، ہر مخلوق بنانے والا، صبح بخیر میں انسان بنانے والا، دنیا کی دُنوں سے بچانے والا اور آخرت میں خدایا الہی سے سلامت دلانے والا علم فقط کتاب و سنت کا علم ہے۔

ذکر اللہ حضرت دین پوریؒ نے ایک بار مجھ سے فرمایا کہ بیٹا! پاجان میں بھی جاؤ تو ذکر الہی سے غافل نہ رہو۔ اللہ کے نام میں اسی دہشت ہے کہ شیطان پاس نہیں ٹھہرتا؟ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تون اذان دیتا ہے تو شیطان اتنی دُور بھاگ جاتا ہے جہاں اذان کی آواز نہ سنائی نہیں دیتی۔

انسان کی اصلاح اراغی دُرُودِ مافیٰ کاظم علیہ کی صحبت میں جہتا ہے اور ان سے ثنا مٹو بیٹے کرام کی صحبت میں ہوتی ہے۔ میرے دوسرے ہیں حضرت دین پوریؒ اور حضرت امروٹیؒ جو دونوں سے میں نے کسی کتاب کا ایک سہی بھی نہیں پڑھا۔ دونوں کے دروازہ کی گدائی کی جو کچھ وہ دیا اللہ تعالیٰ نے لیکن ذریعہ ممانعت بنے۔

میرے سبب اجاب پانچ خصوصی قربت کے لیے آتے ہیں۔ ان کریں بازو

کاٹھی، گوشت اور گرجروں کا ذرا دھیرا دیا کرتا ہوں۔ اُن سے کہا کرتا ہوں کہ ہر وقت باوجود میں اور دینی خود کا کچا کرتا ہوں۔ آٹا میں ادا دل گا۔

فیض باطنی کے لیے سرفیضی ادب کی ضرورت ہے میں اساتذہ کا ادب اپنے چیلوں کو جب وہ دیہند میں پڑھتے تھے دکھا کرتا تھا کہ اپنے استادوں کا ادب کیا کرو۔ اُن کی ہرذرت اپنے لیے طر کجور اٹھتے وقت استادوں کے جوتے پیدھے کر دیا کرو۔ میرے برقی دھن مروا اسد جی پچیس سال ہندوستان سے باہر ہونے کے بعد جب اُس تشریف لائے تو میں اس وقت ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے دہلی گیا ہوا تھا۔ دہلی سے سیدھا کراچی پہنچا اور اصحاب اُن کے استقبال کے لیے کراچی گئے۔ ان میں میاں ظہیر الحق بھی تھے جو اس وقت حلقہ ذکر میں موجود ہیں۔ کراچی اُترنے کے بعد وہ ناظر العلوم میں ٹھہرے۔ آپ کتب خانہ کی چور کی منزل میں آرام فرمایا کرتے تھے جب نیچے آنے کی ضرورت محسوس ہوتی تو میں اُن کا ہوتا اٹھا لیا کرتا تھا۔ وہاں میاں ظہیر الحق اور دوسرے اصحاب کو خطاب کر کے کہا کہ تم لوگ میرا جوتا اٹھاتے ہو اور مروا کا جوتا اٹھا امیر فرما ہے۔ آدمی کتنا بھی بڑا ہو عاجزے فرماں کے لیے چھٹا ہوتا ہے۔

مرشد کی رضا جوئی وصال کے وقت حضرت دین پوری کی عمر ۱۱۰ سال کی تھی میری حیات کے پچاس سال بعد تک زندہ رہے۔ میں نے پچاس سال ان کی خدمت میں آرام و رفعت دیکھی اللہ کے فضل سے میرے گارڈ آف ہنر میں کچھ بڑے تاجی رہتا تھا۔ اگر حضرت ہزار سال تک زندہ رہتے تو میں بھی اتنی ہی مدت زندہ رہتا تو ہزار سال ان کے دروازہ پر حاضر ہوتا۔ اُن کی زندگی میں جب

کبھی میں منہ نہ ہاتا تو میری مجال نہ ملتی کہ ماضی دیکھے بغیر گز ماؤں۔ جلتے یا آتے
چوٹے ضرور حاضر ہوتا۔

جو رزق تقدیر ہے وہ مل کر رہے گا آپ مجھتے ہیں کہ ہلکی محنت
تو کل علی اللہ پر رزق ہے۔ یہ بات قطعاً ہے۔ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے
اللہ تبارک اور اس کا رسول تبارک ہے۔

ایک رزق میرے پاس آئی جس کے نانا کا میرے ساتھ بیت کا تعلق تھا۔
اُس نے کہا کہ میرا خاندان دہزار روپیہ امانتخواہ قیاس ہے مگر گزارہ نہیں ہوتا: میں نے
حسب معمول جواب دیا کہ جی! رزق میں برکت ڈالنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
میں اور میری اولاد دنیاوی طور پر کچھ نہیں کہتے۔ تمام دن فقط اللہ اور اس کے
رسول کا دین پڑھتے اور پڑھتے ہیں۔ حاکم کہہ رہا ہے بھی یہی ہے، اُس کے ہیں
بہوئیں ہیں، پرستے پرتیل ہیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ گزارہ اچھا چل رہا ہے
کوئی شکایت نہیں۔ آج تک کبھی کسی سے ایک پیسہ نہیں مانگا۔ اللہ کو شکر
ہو تو خداوند رزق بھی بہت ہی مہربان ہے۔ اگر برکت نہ ہو تو رزق کی بہتات ہوتے دیکھتے
بھی اُسے اُسے نہیں جانتی اور اطمینان حاصل نہیں ہوتا؟

حیات مبارکہ کی آخری مجلس ذکر میں حلقہ ذکر میں شامل ہونے والوں کو خوشخبری
میں تاجیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سب
یحکم فروری ۱۹۶۲ء کو بخش دیا ہے

حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے سڑکوں پر ڈاکر نے والوں کی تلاش میں

میرتے جتے ہیں۔ جب کسی قوم کو اللہ تعالیٰ لاڈل کر کہتے ہوئے پاتے ہیں تو وہ دوسرے فرشتوں کو بجاتے ہیں کہ آؤ۔ میں چیز کی ہم تلاش کر رہے تھے وہ یہاں ہو رہی ہے۔ وہ فرشتے ان پر گھیر اڑاں کر ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے ہوئے آسمان دنیا تک جا پہنچتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب والاشاۃ ہے لیکن فرشتوں کی گراہی لینے کے لیے پوچھتا ہے کہ میرے جیسے کیا کر رہے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! وہ تیری بزرگی اور تعریف کر رہے ہیں۔ تیرا ذکر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھ کو دیکھ پائیں تو ان کی کیا حالت ہو؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! اگر وہ آپ کو دیکھ پائیں تو اوشتت سے تیرا عبادت شروع کر دیں اور تیری تعریف بہت زیادہ بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کیا چیز مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! وہ جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھ پائیں تو پھر ان کی کیا حالت ہو؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یا اللہ! اگر وہ جنت کو دیکھ پائیں تو ان میں جنت کو حاصل کرنے کی اور زیادہ حرص پیدا ہو اور اس کو طلب کرنے کی اور زیادہ کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انھوں نے دوزخ کو دیکھا

ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ مدفع کو دیکھ پائیں تو ان کی کیا حالت ہو؟ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! اب تو یہ دیکھے تناٹھ تے میں لگ دیکھ پائیں تو اور زیادہ جھکا شرم کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتہ! تم گواہ رہو کہ میں نے ان کو بخش دیا۔

ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا اللہ! ایک آدمی کسی کام کی غرض سے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اگر کرنے کے لیے نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھے والے بھی غالی نہیں جاتے۔ (رواہ ابویہ)

اللہ تعالیٰ میرے احباب کو ہر جمعرات کو مرتے دم تک مجلس ذکر میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت ہی وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ذکر کو قبول فرمائے اور ہر جمعرات کو مغفرت کا تہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! رمضان شریف کے مستقل آج کچھ عرصہ میں کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور دعایا پڑھے۔ اگر خواب کی خاطر رکھے تو اس کے ساتھ گناہ عاف کو ٹیپ جاتے ہیں۔

دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

رمضان شریف کے مہینے میں ہر نیکی کا بدلہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک کر دیا جاتا ہے مگر روزہ صرف غامس میسے لے لے ہے اسی لیے اس کی جزا بہل میں بیٹھنے

جو کہ میں بہترین کاماں ختم شرطیوں میں جا کر نہیں کھاتا۔ اس لیے لوگ مجھے دہائی کہتے ہیں جو کوئی برساتا ہے تو بوجہ موت سے کہا جاتا ہے کہ آ پا بھی چند دہائے آٹھ بیچلہ کا طوطہ اپنا بچے روپے کے ٹکترے اور اڑھائی روپے کے پھول ٹانے بن لڑی آئیں گے ختم شریف ہو گا اور لڑی کھائیں گے۔

یاد رکھو کہ ختم کاماں کھانا حرام ہے اور یہ تیرا شریف داتا شریف بہادر ال شریف سب اسلام کے خلاف ہے۔ کل کو اگر تم رات کو زنا کرو اور کہو کہ رات رنڈی شریف آئی تھی۔ دن شریف کیا تھا تو کیا لوگ تھارے مز پر چوڑا نہ ماریں گے؟ کیا تھارے شریف لگانے سے وہ فعل ہاں نہ رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہدایت فرمائے۔

میں اپنی جماعت کے لیے غامس ڈھاکہ کرنا ہوں۔ میں نے کچھ سال دینہ مندر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روز مقدس پر بھی اپنی جماعت کے لیے غامس اُٹھا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری جماعت کے مردوں اور عورتوں کو استقامت عطا فرمائے۔ ان کے سب گناہ معاف فرما کر جنت میں پہنچائے اور دھن سے بکھپائے (آمین) طائر الطیلس

اخلاقِ عالیہ

نیکو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم بھٹتا رہا ہے۔ بہشت لا تمہم حکام الاخلاق۔ پس لئے ملاحق اور ملائکہ طہریت انھوں میں نیکو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہیں حضرت علیؓ علیہ السلام سے تحفہ تھے آپ کی ساری زندگی انھوں نے مایہ کاغز نہ تھی، جلم میرے حضور و اکرام انھیں صاف سناکتا اور ستاکتا وغیرہ محفلت آپ میں بھیجے تھے مگر وہ تھیں آپ کے ربی و معالی حضرت امروائی مظہر جلال تھے اور حضرت عیسیٰؑ کی مظہر جلال تھے۔ چنانچہ حضرتؑ اپنے دائرہ شریعت کے جمل اور جمل کا علم ہے۔ یہ سادات کم و کثر کو نصیب ہوتی ہے۔

جلم حضرت علیؓ کی طبیعت میں تھی جس وقتکہ نہ تھا ہر شخص آپ کے سامنے جہان کھل پائی ہوئی تھی آپ میں کر سکتا تھا اور آپ اس کا مناسب حال جواب دہت فرماتے تھے۔ بعد درس اور مجلس فکر میں ہزاروں لوگ آپ کے گرد جمع ہوتے تھے۔ آخری عمر میں پیرائے سال اور صفت کے باعث علماء انسان کے حجاز میں چڑچڑاہیں اور لگتی باقی ہے لیکن زندگی کے ان لمحات میں بھی ہرگز کے حجاز میں تھی لاکھوں دشمن تک نہ تھا اس سطح میں ایک واقعہ درج ذیل ہے:-

عمر بنی ہاشم اور اہل بیتؑ کی رداوی میں ایک مرتبہ صاحب حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر تھے اتفاق سے میں بھی اس مجلس میں شریک تھا کہ ایک شخص نے اڑنے لگا کہ اے امیر مومنین! اور عرض کیا "حضور اس بچے کے لیے تعویذ بنائی ہیں کہ یہ وہ بچہ ہے جو جہان کی دھواں دیتا ہے اور کسی خود کش کی شایہ نہ کرے گا۔"

حضرت نے فرمایا: اے عجمانی عرض ہے کسی حکم پر اڑ کر لو کہ کوئی ہے! اور اڑنے لگا۔

ہو کر فرمایا: "جیسا! ایسے نیکو مت دل سے نکال" اس پر وہ شخص بڑا ڈراؤں کرنے لگا: "ہم گیارہ بچے سے
مفقور تھے کہ آپ سے توفیق ملی گئی اور آپ نے پروا دل نہیں لی، حضرت! آجے ٹھٹھے میں دیکھ کر سڑک
دور کیا، اگر کسی کا میرے ہاتھ سے مچو ہر جانے تو ریکو یا تھکان ہے، اگر حقیقت یہ ہے کہ بچے کو جہاں
مرض ہے اور سڑک فقر و غریب نہیں ہیں، مگر وہ شخص اور زیادہ بڑا گیا، کچھ نہ تھا، میں آپ سے یہ
امید نہ تھی، ہم سب جہیز تھے کہ حضرت کس طرح بدبخت کر سکتے ہیں، آخر حضرت نے ہر مسئلے سے
فرمایا: "ہمارے پاس تو چھ روپیہ ہے، اگر بیٹے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صحت کاملہ
عطا فرمائے گا، اس کے بعد میں وہ شخص ٹھٹھے سے ہی بات کرتا رہا، مگر حضرت نے ایک بار بھی تلخ جواب
نہیں دیا، آپ اکثر فرمایا کرتے: "جو لوگ بچے گایاں بیٹے ہیں، ان کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ
تعالیٰ انہیں ہدایت فرمائے۔"

کمال بچے نفی مولانا ابوالخیر صاحب دینی سناؤ اہل حق پر سلام ساز و رحمتی شیخ الحدیث
تیسرے مقررین دارالافتاء مدینہ فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ ہم حضرت مولانا ابوالخیر صاحب مددس کا حلقہ میں سہ ماہی کے کھیلے
آئیے تھے، ہم نے ساتھ چند طلبہ، دورہ تفریح حضرت مرام سے پٹنہ کے لئے آئیے تھے، ایشیائی پر
حضرت مولانا ابوالخیر صاحب کے استقبال کے لیے تشریف لائے تھے، گریہ حضرت اس گاڑی سے
تشریف لائے، مولانا ابوالخیر صاحب نے دعا تھانے کی وجہ سے حضرت کو مٹا دیا، اس اور
شکل میں دیکھ کر بات نہ کی کہ آپ اس طالب علم کو مولانا صاحب کے پاس پہنچا دیں، حضرت
نے اہم دست اس کا سامان اٹھایا اور اسے مسجد میں پہنچا دیا، پھر مدرس قرآن میں حضرت کو اس
تقدیر میں پروردگار کی دعا کے ساتھ حاضر ہوا۔

حضرت میں یہ صفت بھی عدم مرقم و مرقم تھا کہ آپ اپنے خدام اور ملازمہ کی تعداد منزل میں

فرمان لایزال فرمایا کرتے تھے ذیل لایک انورہج کیا جاتا ہے۔ مافظہ عبد الرحمن صاحب ہندوی
حضرت سے ترجمہ تفسیر قرآن پڑھنے کے لیے ماضی نے گور حضرت نے من کی فن تجویز اور ضبط
قرآن میں مہارت کے پیش نظر سہ ماہی مقرر فرمایا جب کہ اس سے قبل آپ مسجد خیر الزادہ کی اندر نماز
کی مہارت خود فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ذات کو شریفہ نے اللہ اس عجز پر دیکھا ہی مانتھ
مظاہرہ سے ہنسا کہ ان ہے؛ گور حضرت نے نہ سنا اور پھر دروازہ پر دنگ دی، مافظہ صاحب نے
دو بار سے سخت لہجہ میں پچھان ہے؛ گور حضرت نے پھر ہی نہ سنا اور دنگ دی۔ تیسری دفعہ
دوبارہ سخت شست الفاظ میں مافظہ صاحب نے پچھان ہے؛ تو حضرت نے فرمایا ”اھل“
مافظہ صاحب نے دوبارہ مکمل دیا اور سخت مہارت کا اظہار کیا۔ گور حضرت نے مکمل شست
سے فرماتے ہوئے فرمایا ”آپ نے جو کچھ کیا، دھتک تھا؟“

جود و سخا حضرت اس قدر سخاوت و دنیا میں تھے کہ سرفروغ میں جو پاس بہت خیر فرمادیتے، ماضی
دین محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا۔ رات کو لاہور
سے سوار ہوتے وقت میں نے اس نیت سے کہ ان کا ایک کیفیت طاری نہ ہو جائے، لیکن لاہور پہنچے
کر ہی ہنگامہ اور پہنچنے کی آغوش نے نظری سے ہیر گوریں اور دیر شکر خیر سے اور حضرت
کے سامنے مکہ بیٹے حضرت نے شکر کھلایا کہ ان کی ماضی میں اور فرمایا کہ ان میں طوت سے شکر
ایک ایک جہت سے تو جب تمام مسافروں کو ایک ایک جہت میں لیتا رہا ہے کہ گوریں اور وہ چاہیں ہیں
اچھے وہ چاہیں اور پھر گوریں کے دیں اور وہ گوریں خود کہیں

انسانی ہمدردی ماضی صاحب ہندوستانی میں رہتے تھے ان کا کہ ہے میں تانگی میں
اپنے دوستوں کے ہزار ہا نکلان واقعہ تانگی گنگا لاہور، بارہا تانگی لاہور
انسانوں کے گناہوں کے لیے اس کے نیچے ایک تانگی میں ہیں سے ان کو نہیں لکھ سکتا۔ ہائے

پس تمام مسلمان خوار و تہنیں اٹھا میں لئے تو کچھ باقی نہ رہتا تھا۔ مسلمان ہاتھ سے قتل کیا گیا۔ اس میں
یہ سچ رہا تھا کہ ایک آدمی درہنہ ملنے آئے مسلمان نے جان میں نہ لیا کہ وہ کون سا ہے۔

یہ ایک سیری نگاہیں نہیں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ایک درہنہ کے ساتھ تشریف لائے
ہیں۔ آئے ہیں سلام میں بہت عزت ان پر فرمایا مسلمان نہ لائے کہ وہ آپ کی آمد و کرم ہے۔ اس لیے
لائے کہ مسلمان ہم اٹھائے لیتے ہیں۔

بدعا کی نفرت غور و فکر سے یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہاں کے ایک نہ ہندو نے (جو
حضرت کا رُخ نہ تھا، تباہی کے سلسلے میں بے ایک سوائے تو رہا۔ جب
میں اہل ہائے تبار حضرت نے مجھ اس کے ہم ایک تو دیا جس کا حضور پر تھا۔

عزیزم
یہ تمام باتیں ہیں کہ ان حضرات کی انیس تو ہر سیرے دورانے پر کبھی نہ آتا اور
اگر صحیحہ سے بدعات اور دیگران کے تو غرض پاؤ گے۔

میں یہ پیغام لے کر لوگوں کو پہنچا۔ زمیندار صاحب پڑھ کر سوچ میں پڑ گئے۔ ہر سیرے پہنچنے
پر بے کشتادی شریعت کے مطابق ہی ہو گئی۔

رہا ہر شخص کی شفقت انسانی عزت کا تقاضا ہے کہ غرض ہر انسانیت پر عزت
ہے۔ اور رہا ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ خود کو پسند کرتا ہے۔
ہے کہ حضرت کا یہ ہر کمال تھا کہ غرض تمام اور رہا، کہ ساتھ نہایت ہی شفقت کا مسلک عزت
اور اس سلسلے میں ان واقعات غرض ہیں کہ صرف دو واقعات دے کے جاتے ہیں۔

۱۔ ہائیں شیخ تغیر مولانا جلیل اللہ صاحب حرمین کے غرض ہر پادشہ فرمایا ہے۔ کہ
جب تک حضرت کو صرف بہرے تشریف نہ آتے حضرت انکسری کہنا نہ لگاتے اور تشریف ہی مل

چنانچہ اس کی پادش میں حضرت کے گھر پہنچے سے پہلے حضرت کے حادثہ گرفتاری پہنچ چکے تھے۔ وہ آپ کو نکال کر ترکیب کی ولایت کا لازم ہے کہ جیل میں ڈال لیا۔

سید حبیب الرحمن علی بن علی سلم کے سامنے میرا بھی
اتباعِ سنتِ زندگی کے سرِ شجرے میں کانا پیش کیا ہوا سنوڑا کھاتے آپ نے
 کہیں تک کی بھی یا نہ لیا تو اس کے گروہ ہر سردار کے لئے کی پروا نہیں فرمائی ہیں حالِ اتباعِ سنت
 میں حضرت کا تھا، حضرت کی ولایت تھی کہ کانا چاہے ہر ہند ہر ہند ہر کسی قصہ نہیں نکالتے تھے ایک
 بار حضرت کانا کے بیٹے نے ایک کی زیارت کی جو سے ماں کو راہ پر گیا تھا۔ آپ نے جنت کانا لکھ لیا
 ٹکرائی رہی سے تو کہ تک نہ لیا۔ وہ اصل آپ کی رہی تھے تک کی جو ڈال ہتھیا میں ڈال تھی وہاں نہیں
 نکالنی بلکہ یہ جب جہد میں ہوں نے ماں چکنا تو اس بات کا احساس ہوا

آپ کی غذا اوائلی عرصے کے کو آخری حالت تک سلاہ رہی کہیں انوار و اقسام کے کھانوں
 کا اہتمام نہ کیا گیا۔ بلکہ آخری قیام میں تو آپ نے کانا ترک کر دیا تھا۔ تاکہ فرقہ چاہے پی لیا کرتے
 تھے۔ حضرت عظیم میں صوفی اس کی جنت اور موت کا خیال فرماتے تھے اور یہی شراب سے
 زیادہ ضروری اور واجب اصل تھی۔

اکثر اکابر علماء و بزرگوار ہائے علمی سنت کی ترقی پیشروان کے ہاں معمول رہی شیخ
 الاسلام حضرت علی نقی سرورِ ائمہ و ائمہ اس معاملے میں اس حد تک پابند تھے کہ آپ اس سنت کی نفاذ
 جنانہ نہ چاہتے تھے میں لاکھنؤ میں کچھ عرصہ تک رہی مگر حضرت کی تھی۔

کمالِ سلاہ آپ صوفیوں میں نہایت ہی سلاہ اور بے تکلف زندگی بسر کرتے تھے ایک بار
 وہ بے سلاہ ہو کر دھرت پر بدل کر تشریف لے گئے تو سہا صاحب کی طرف
 سے استقبال کے لئے درجے کے شیش پھانسیاں لگوا دی گئیں اور سہا صاحب نے حضرت سہا

ہیٹ نام پر تشریف لے آئے تو آپ کے ہاتھ میں چوڑے کا ایک مٹل تھا جس کے ساتھ ایک عیب
 سا لگا ہوا تھا اس میں بعض غصوی خیال دکھائی دیتے تھے وزیر صاحب نے حضرت سے استفسار
 کیا کہ سامان اور نقد کس آجے میں ہیں حضرت نے فرمایا۔

”یہ سامان صرف وہی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے نام نہاد فیو کوئی ساتھ نہیں چنانچہ اس
 سادگی میں تشریف لے گئے۔“

آپ نے گریوں میں مبتلا ہو کر اے کر و نات تک کہہ کر لباسِ مستحل کیا آپ بیشک
 کی لمبائیں شرعی مناسپ کا پابانہ اس کے کی ٹوپی پر کس کی چوڑی استعمال کرتے تھے پاس
 میں شہنشاہ جوتی پہنتا تھی۔

سرووں میں گرم پڑنے کی لمبائیں گرم واسکت اور اس پر ردائی کا لیا کرت دھیا کر ہزار
 کے علاوہ مستحل کرتے ہیں، پہناتے تھے۔ پیروں میں گرم جرابیں پہنتی تھیں جن پر شدید سردی کے
 موسم میں چھڑاؤ نہ دیا کرتے تھے۔

جتنے کریں کہائی خداوند موصیٰ نہیں کہیں گا اجتر آپ سے پانچ منٹ لوں گا جن میں سارے اسلام کا خلاصہ بیان فرمائیے۔

ایسے واقعات میں سے چند مشہور واقعات درج ذیل ہیں۔

نواب مظفر خان مرحوم کی جی کی شادی تھی۔ انہوں نے صحبت سے درخواست کی کہ نکاح آپ پر میں۔ حضرت نے قبل فرمایا سرکندر حیات لڑکی کے ہاں تھے ملکوت کے بڑے بڑے عہدیدار اس تقریب میں شریک تھے جو مہینہ قبل میں آقاؤ کی آمد پر سب دل کھڑے ہو جانے حضرت جیسے بستے۔ اجتر ایک بدیش بزرگ نواب محمد حیات بخش کئے تو آپ کھڑے ہو گئے۔ نکاح کی رسم ادا ہوئی حضرت نے خطبہ پڑھا اور وہ مالک سرکندر حیات مرحوم نے ایک تہیہ پیش کی۔ لکھنے پر ایک سو ایک سو پیر لکھ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر حضرت نے انکار کر دیا۔ آپ کھانے میں بھی شریک نہیں ہوئے۔

اس کے علاوہ متعدد شرفانہ سادہ کی یہاں نکلے ہیں حضرت لایس طرز عمل سلجھ کر اور فرمائی پاکستان نواب کا بلاغ کے صاحبزادے کی تقریب نکاح کے بعد اسی محل کے مطابق واپس تشریف لائے۔

نواب مظفر خان مرحوم کی اہلیہ کو خوب میں جا تہی کر دیا آپ سے ملائی۔ اجرات کی اجازت میں حضرت نے نواب صاحب کی درخواست چرگان کی اہلیہ کو بیت فرمایا۔ ملائی راہنہ تہی دی۔ مگر اس تہیہ و صفائی تعلق راہنہ کے بے حد صدمہ کے باعث وہاں کے اہل بھی کھانا نہیں کھانا تھے کہ ایک مرتبہ انہیں حیات سلام کے ملائے اجلاس کی شرکت کے تھے نواب حبیب الرحمن شہوانی تشریف لائے تو نواب مظفر خان صاحب نے نواب حبیب الرحمن شہوانی سے سفارش کر دی حضرت نے منظور فرمایا مگر حبیب کمر تشریف لائے تو بلا آیا کہ اسی وقت کی دعوت میں حاضر

کے ایک بڑھتی ہوئی شکر و فراخ ہے۔ آپ نے حضرت کار قریب و یاد اور اس طرح اس وقت
طعام سے عظیم ہے۔

حضرت نے کسی لافرنس یا جلسے میں شرکت کے لئے کسی کوئی رقم قبول نہیں کی ساری
حیہ کے جلسوں میں شرکت کے لئے جب تشریف لے جاتے تو کرایہ اپنا دیا کرتے مگر کرایہ نہ ہوتا تو
شرکت ہی نہ فرماتے۔ جہتہنی جماعت کی استدعا پر کسی جلسے میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے
تو اس کے لئے میں ہی کی بدل برائی کرتے ہوتے جس اوقات صرف کرایہ ہی تھے باقی تمام رسوم
مستغنی کے لئے کر دیتے۔ جیسے ۱۹۱۹ء میں آپ سیٹ آباد تشریف لائے تو سب سے پہلے مکتبیں جلسہ
کرایہ میں آج بھی کوئی رقم نہیں کی اور فرمایا میں یہاں ملا نام کھانا تھا یا ہوں؟

ایک بار حضرت کو ایک اور حیات تشریف فرما کھانا پنے علقے میں تبلیغ کے لئے دعوت
دی آپ نے فرمایا اس شرط پر قبول کروں گا کہ میرے قیام اس علقہ کا آپ کو نہ کریں۔ تو اس صاحب
کے کما دہائش کے لئے آج بھی وہیں سہو ہے۔ مگر کرایہ گاؤں میں ہوئی کوئی نہیں جس سے آپ
کھانا کھا لیں مگر حضرت نے فرمایا اگر آپ اس سے بچ کر رہیں۔ آخر اسی صورت میں آپ نے ان
قیام فرمایا کہ ان سہو میں قیام فرماتے اور کھانے کے لئے جو خط ڈالیاں کرے لے گئے تھے وہ
تاکل فرماتے اور کرنٹیں کا پانی پی لیتے۔

ایک بار حضرت مسات کے علقے میں تبلیغ کرنے کے لئے گئے۔ اور وہاں کے لوگوں
سے شرط کی کہ تمہارے ان کچھ نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ اپنے دوستوں کے مطابق پیش پیش کیا اور
ساتھ لے گئے۔ مگر قضا خدا انہوں میں حد شروع ہو گیا اور حد ان نہ کھا سکے۔ اس لئے کھان
مک صوفہ دہیچے کے ٹاٹر سے کھاتے ہے۔

ایک بار حضرت بہار لہور کے دورے تبلیغ پر گئے۔ قصبہ قصبہ تبلیغی عملیں باہر و مرا کے

میں کھانا نہیں کھایا۔ بڑک نیا اور ساقی تو بیگ میں سے مجھے ہونے چنے حضرت سے ملے۔
کے ساتھ کھاتے اور پانی پی کر آگے گاؤں پہلے تھے۔ بعض بڑے لوگ وہاں کی قییدیں پیش کرتے
لیکن حضرت نے اپنے سے انکار کر دیتے۔

انہیں تمام الدین کی ساری اہمیت حضرت کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ لڑکپن سے ان کی
فروخت سے کہیں ایک پائی ایک ذل کس قدر تمام جہنم کے ایک تھے۔ آپ اچھا اور اچھے لڑکے
کے تھے جتنے اور تمام الدین کا پرچم بھی مفت نہیں تھیں۔ ان کے دیکھتے تھے۔

حضرت کے ایک نفس نے ایک مرتبہ ایک نئی کار حضرت کی خدمت میں پیش کرتے
ہوتے یہ عرض کیا کہ موٹر گاڑی تیز سورت۔ پٹرول وغیرہ کے تمام حصوں میں ادا کرتا رہوں گا مگر
حضرت نے اپنی شان و ستاد کو برقرار رکھتے ہوئے قبول کرنے سے انکار فرمادیا۔

کشف و کرامت

جب ذکر اللہ جاری ہو کر راقبتِ حلال کا ذرا نیت حاصل ہو جاتی ہے تو اس کا وہ دانا پھر بر سرِ سوہن چلتے ہی جہنم میں گر سکتے ہیں اس کا نام کشف ہے اور جب اس آفتِ کلام میں ہر ایک اور رنگ اکوڑوں کی صفائی باذن اللہ کی جاتی ہے تو اس کو عشق کہاجاتے ہیں۔

کشف کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں کشفِ محبوب اور کشفِ اقصیٰ و مشہور قسمیں ہیں حضرت ہر دو صفات کے تقاضے تھے آپ کے چند کشفِ برجہ ذیل ہیں۔

کشفِ قلوب ایک نذر حضرت نے کسی کے ہاں کما سکا عورت قبول نہ فرمائی۔ مزاج اقصیٰ کو غور نہ کر کے مجھے چیریں پرانی گائیں حضرت اعلیٰ ہرن پہلے پتہ چکاتے تھے۔

کمانے کے بعد پہل کے ساتھ پہنچنے کی گریاں ہیں رنگی گئیں اور حضرت نے ان سے نبی شوق فرمایا۔ صاحبِ بنانے مستعد کیا اور حضرت کی بات ہے دوسری چیزوں کی نسبت آپ کو پہنچنے بہت پسند آئے، آپ نے فرمایا: "ان میں تو نسبت زیادہ دکھائی دی یہ گریاں صاحبِ ناز کی جھوٹی ہیں غلغلہ اور گھٹنے کے بعد مگر میں مشغول ہرگز نکالی تھیں۔

صدا بیتِ عامہ سے روئے نائنگ بدوشہ صاحبِ اوی ہیں کریں نے پشاد کے ایک تعلیم پذیر زمانہ کو حضرت کے نام غلط کیا اس کو بیتِ فراموشی۔ دروہان حاضر بر آفرین

دن حضرت نے اس کو بیت کیا۔

کچھ عرصہ بعد رسولِ تبارک حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ پچھلے دن میں نے اس شخص کے قلب کی طرف توجہ کی تو اس کو نہ افاق پایا۔ اس لئے میں نے افکار کو دیا دوسرے دن وہ آیا تو میں نے پھر افکار دیا۔ تیسرے دن کیا تو میں نے اس کے قلب کو رافق پایا اور اس کو بیت کر لیا۔ ایک دفعہ حضرت ہمیں سفر پر بلائے تھے جب لاہور وائٹشپ کے پل پر سے گئے۔ آدھے چنڈوں کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ ایک جانب کوئی خستہ حال بھاری سوداگارا دوسری طرف ایک ٹولہ اہل بھکاری اٹھ رہا تھا حضرت نے صاحبین سے فرمایا کہ یہ حرکت بہت بُرے ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر آدمی بزرگ تو نہیں میں فنا ہے۔ پر کون ان کو بتاتا ہے۔

ایک دفعہ آپ صلیت اللہ علیہ وسلم سے کراچی پہنچے تو وہاں ایک سڑک بہت بڑے عرصے سے اس شخص کی طرف سے کھڑی تھی۔ اس شخص کو اس کی دعوت قبول نہیں فرمایا کرتے تھے۔ لیکن آپ نے ان کی دعوت قبول فرمائی۔

غیر کہ جب آپ اہل صاحب کے گھر تشریف لے گئے تو چائے کافی حضرت نے فرمایا میری چائے میں دودھ نہ ڈالنا صاحب بلا نے عرض کیا کہ حضرت یہ سب چیزیں میری کلاں کی ہیں اور دودھ بھی لکڑی میں سے ہے۔ انہوں نے بہت اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ میں تو تہدی ہے کہ چڑھیں تو لاواؤں میں، بس کلام ہے۔ دہدی میں کہہ دو اتنا ہے صاحب بلا نے چپ نہ گئے اور حضرت نے بیرون در کے چائے پی۔

ایک دن حضرت سید ہی بیکر سے کہیں باہر تشریف لے گئے آپ کی غیر رنج و دل میں آپ کا ایک منہ پر لٹکا ہے افسوس کہ ایک ڈاکو نے لے کر لے دیا ہے پر یہ کتا اور حضرت کا حق بیعت کیا جواب دہ کہ بہر گئے یہ نہیں، غور کاقت نہیں لگے اس شخص نے ڈاکو

میں رکھا دیا اور خود مسجد میں جا کر بیٹھ گیا۔

حضرت اشرف لائے آؤں پہاڑی ڈاکو کیا ہے؟ جواب دے ایک شخص دیا تھا جو مسجد گیا
 ہے حضرت سید سے کہہ کر خیریت لے گئے اس شخص نے اصرار کیا کہ آپ نے جواب دیا کہ
 یہ میرا میرے لیے لائے ہو اس کو دیکھ کر کھانٹے لانا نہیں تھا؟

وہ شخص پریشان ہو کر لایا حضرت جہم کھل نہیں میں اپنے باغ سے توڑ لایا ہوں؟
 حضرت نے فرمایا لائے تو اپنے باغ سے ہی ہو مگر تیس یا چھ کر ایک ٹھہرانی کی باری کس اور
 باغ والے کی حق ٹیکیں آپ نے دی چھ اپنے باغ کو پانی ٹھہلایا تھا کیا اس کے بعد میں یہاں حلال
 ہے؟ وہ شخص خاموش ہو گیا اور مرض کی حضرت آپ دست فرماتے ہیں۔

ایک فرد ایک شخص بیت کے لیے ایک تین دن تک ۱۴۰۰ روپے دیا کہ وہ حضرت
 انکافر لائے ہے انہوں نے ایک روز چلا کر لایا جو آٹھ گھنٹے بیت کر دیا جاتا ہے کہ مجھے غم لایا
 جاتا ہے کیا یہ طریقہ تیرے دھرم کی حق طریقہ کہلاتا؟ اس پر حضرت نے اسے غصے سے کہہ دیا
 سے پہلے چار کی بات کہ جس لیے بیت کرتے ہو اس شخص کی حضرت میں ایک آدمی کے شہر
 ہنگاموں میں لوگ سب کے سب حضرت کے فرزند ہیں ان کا سرواڑہ کر میں حضرت کا فرزند ہو
 ہر ماہ ان اس پر حضرت نے فرمایا۔

لوگوں نے بہادر تیرے ان کی توجہ کی مگر اس کا انکار کرتا ہوا پایا اور رہا پایا
 میں اگر اندھا ہوتا تو بیت کرتا۔

تقریب ختم نہوت کے اور میں ہوا اور مل صاحب اور دیگر اکابر ملاقات میں خیریت
 تھے جہاں حضرت ام لایا، جس خیریت تھے برحق احمد علی نے ایک ان اپنی پریشانی کا اظہار کرتے
 ہوتے فرمایا کہ میں آیا تو میرا لایا تھا یہ تقدیر میں ٹکس کی کوئی اطلاع نہیں کافی معلوم ہوتا

جہ نہ رحلت کر چکا ہے مگر میری پریشانیوں سے مناد ہو کر تے ہوئے ملکوں میں نے مجھے اطلاع نہیں دی۔ جب سب حضرات اپنے اپنے کراویں چلے گئے تو حضرت نے مولانا امجد علی صاحب کے کمرے میں جا کر فرمایا: صاحبزادہ حضور تھکتے ہوئے ہیں، چھوڑ کر آپ کے گھوڑے یا پرگٹے بھرتے ہیں، اس لیے اس ملک آپ کو اطلاع نہیں دی گئی۔ وہاں لوگوں نے آپ کو خط آہٹائے گا، چنانچہ چند دنوں کے بعد مولانا امجد علی صاحب اگر کمرے میں نہیں آؤں گا خط لکھ لیا۔

مولانا حبیب اللہ صاحب، اسی ہیں کہ ایک دفعہ سفرِ حجاز میں جب حضرت مدینہ شریف آئے اور وہیں میں ساتھ ساتھ آواہ پتے پتے حضرت نے تشریف دیا، ایک کراویا میں اس وقت ہوتا ہے کہ یہ نقش پاکسی یا بازار کے نہیں ہیں۔ بعد ازیں تفتیش پر معلوم ہوا کہ وہ واقعی ایک گروہ اور جتیبہ انسان تھا جو دوسرے ملک سے مدینہ منورہ کسی غرض کے لیے آیا تھا۔

ابنِ ہذا کے چھ بڑے بھائی بھائی برادری کے سربراہ ہیں۔ وہ حضرت کے اور آپ کے ملک کے سخت مخالف تھے۔ ایک دفعہ کراویا میں جب صاحبِ فکر کے ہمراہ جلسہ آرا تشریف لائے تو حاضر ہوئے، لیکن اگر حضرت نے غیر محل کے شرکاء شہادت دے کر بیٹھے تو میں تہہ کراں گا اور حضرت کی بیعت کر لوں گا۔ اس کے آتے ہی حضرت نے از خود ایسی باتیں فرمادیں کہ میں نے ان کلماتِ حق پر گئے اور وہ حضرت کے مرید ہو گئے کہ اس تعداد میں ہر گئے کہ ساری برادری کو ان کی جدت حضرت کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت کاشف اس قدیم ہوتا تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے اگر ایک سو فیاض فیاض فیاض کر لو تو ہر قوم اس کے جہن کا سلسلہ متصل رہے گا، ہر پادشاہ کو ملے گا کہ بتا سکتا ہیں کہ فیاض کرنے والا مقرب بادشاہ بنی ہے یا دافعہ و راہ خداوندی ہے۔

کشفِ قبرِ بکر بنی کثرت کے ایک ایسا لکھتے نے بتایا کہ حضرت نے کراوی میں کسی ایک کے

مردم کا ایک آبادی کے نیچے سے انہیں نکلتی ہیں اور انہیں ہاتھ دھو کر دیا۔ پھر فرمایا کہ یہ ایک لاش کی ہڈیاں ہیں۔

ایک بار حضرت ایک مکان میں تشریف لے گئے اس مکان میں حضرت کی ایک عمارت تھی جس پر اس وقت تختہ چڑھا تھا حضرت اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اس پر اندکی رقیق مائل ہو رہی ہیں لکھا کرتی ہے ”ابا بن آپ کے صف میں اشد قتل نے مجھے بخش دیا ہے“ ایک بار حضرت ذیل لاشوں میں کہیں جا رہے تھے ریلوے اسٹیشن سے دور ایک قبر پر آئے حضرت فرماتے تھے ”ہیں قبر کی کھدائی بڑے شوق سے ہوئی“ مالا مال وہ قبر بالکل خستہ تھی۔

ایک دفعہ آپ ایک قبرستان سے گئے، تھے تین قبریں برابر برابر تھیں، اولیٰ فرمایا ”میں نے ایک کھدائی میں لیکن درمیان دوائے کادھ بند ہے۔ اس کا قید توحید میں بہت پہنچتا ہے“ حضرت کی ایک علامت تھی اپنے متبعین کو تاکید کرتی کہ جب حضرت اس مکان میں تشریف لائیں تو آپ کو میری قبر پر عزت دانا حضرت اس تشریف لے گئے تو ایک شخص آپ کو قبرستان لے گیا ایک مجاہدین قبر میں تھیں اس شخص کا خیال تھا کہ وہیں میں حبیب قبر اس کی کہ ہے مگر حضرت نے فرمایا کہ ”ان قبروں میں سے کوئی قبر اس کی نہیں“ حضرت کو جلدی رہی وہیں جانا تھا آپ تشریف لے گئے ”دوسرے دن وہی شخص وہی مکان میں سے ایک آدمی کو کہے کہ قبرستان آیا تو اسی لاش کی قبر کو سری جڑا لے۔

حضرت تبلیغ کے موقع میں ”دوسرا چپ تحصیل نکر اور تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک مقبرہ نظر آیا حضرت کا نام مقبرہ کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا ”یہ کسی کی قبر ہے کہ اس میں میت نہیں داخل ہے“ دوسرا چپ پنچا کر آپ کے صحن میں نے زیارت کیا تو معلوم ہوا کہ وہی اس مقبرہ میں کوئی دفن نہیں۔ اس پر ایک چستی غیر لایا تم تھا۔ مائل پر

کے گھوٹاؤں میں جا کر فوت ہو گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس کے چہرے کی تصویر بھی بنائی گئی۔
 کھڑی لکڑی کے ساتھ ہر سال بڑی محرم و عاصم سے اس کا اس مناتے ہیں۔

مرزا نیکدل یا شہ صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ڈیرہ نیکل خان میں حضرت مرزا
 قاسم الحق صاحب افسانہ کے مرزا صاحب النکاح صاحب (درویشی) کی موجودگی میں حضرت کے پہلے
 وہ آپ حضرت نیکل شہید کے ساتھ ہر بڑی کے عزرات پر شریف سے گئے تھے صرف افسانہ خان صاحب
 فرماتے ہیں کہ وہاں حضرت کو گستاخیاں تھیں مہم ہوتی تھیں؟

حضرت نے فرمایا: ”وہاں میں نے صرف افسانہ نیکل شہید کے عزرات پر وقت کیا تو واقعی میں گزرا
 تھا لیکن جب تیرا صبر پوری کی تیر پر وقت کیا تو صاحب تیر نے بتایا کہ میں یہاں صبر پوری نہیں ہوں
 اور نیکل سے لے کر یہاں صاحب پوری تک تھیں اپنا نام تیرا قدس نے بتایا۔“

ایک دفعہ حضرت نے بتایا: ”مجھے شاہی تھک لاءہر کی فریادیں کے پاس ایک غلام قسم کی
 قربانی ہے۔ وہ اس ایک کی کہ دونوں پلٹا ہوں مجھے اُن کے سر کو پٹاؤں کا بھی کام ہے۔ میں
 باطن کی آنکھ سے دیکھ چکا ہوں مگر بتاؤ اس بچے نہیں کہ وہ کب سجدہ گا، بتائیں گے؟“

حضرت کی ایک شہادہ کے دو بیٹے فوت ہو چکے تھے۔ اُس نے حضرت کے درجوں
 کی قبروں کا اعلیٰ فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ ایک بیٹا جنتی ہے دوسرا زمین میں مبتلا ہے۔ اس پر
 اُس صحت نے کہا کہ اسی جنتی بیٹا شہادت کی مرت سے اچھے اس کے دوسرے نے خود کشی کی تھی۔
 انھوں نے میں تعلیم پانچواں ایک ہاتھ کی عالم کی ہر تہ حضرت نے اس کی اصلاح
 فرمائی کہ وہاں میں مبتلا ہے۔ اس وقت تو اس کہ وہاں ہی نظر ہوئی۔ مگر چند دنوں کے بعد یہاں
 سے اس کا جی کے پہلے کا تھیل خالی آیا تو اُس میں دس تھاک

”وہاں بتاؤ کہ وہاں آیا اس کی لاش کے پاس نہر کی خالی شیش پڑی تھی ہر کمال

اس نے خود کشی کی تھی۔

کرامات

اولیاءِ ربوبت قدرت از بلا - تیر حیرت را مجراند ز راه

کرامت اس فرقِ جلالت کا نام ہے جو بے انتہا کمالِ تقویٰ میں سے صادر ہے۔
اس کرامات بعد از موت بھی باقی رہتی ہیں جنھوں میں اللہ اللہ اللہ مرعوب فرماتے ہیں۔ تصنیف و
کرامت دیا اللہ بعد از موت بحال خود باقی ہے نہ جگہ و عین بعد از موت ترقی کے شوق سے بیٹھے کہ ہیں
مہلک نقل کر وہ شاد ہست۔

حضرت علی کرامت بہت ہے سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے کہ جب آپ لاہور تشریف
لائے تو یہاں اُنکی کچھ دکانیں تھیں اور حضرت کا کوئی واقعہ نہ تھا اور جب نصحت ہوتے تو قریباً
دکانداروں نے جن دکانوں میں شرکت کو سلوک کیا لاہور کی کئی دکانیں چم تک گئے یا خلیفہ عثمان
جنان مشکل ہی سے دیکھ رہا۔

علم سلوک کا سند ہے کہ کرامت یا اس کا مستعد ہونا نہیں بعض اولیاء اللہ بھی ہیں
کہ ان سے کوئی کرامت منقول نہیں ہو رہی ہے وہ اپنے زمانے کے ولی کامل گذرے ہیں۔ اس لیے یہ
مضدوی نہیں کہ ولی کو اپنی کرامت یا ولایت کا علم ہی ہر ایک شخص اپنے زمانے کا بہت بڑا ولی ہوتا
ہے۔ مگر یہ مکتا ہے کہ اس کا علم نہ ہو اس وجہ سے حضرت زکریا کے تھے کہ الاستقامت فرق
الکرامت حضرت نے اس موضوع پر کئی دفعہ خط بھی فرمایا جبکہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
ولا اظہیرہ الا حکایتہ، حضرت کی چند حسی کرامات کا تبرؤ ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا حسن حسن صاحب غلیب آج کی زندگی میں، میر تقی میر کی یاد میں لکھی
بھی ہے میں نے کیا تا کہ میر کی پیش کے دست نہیں ہو سکے گا میں نے حضرت سے قتالِ جلی
میں ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا تم میرا دم کو یاد میرا شاعرانہ و باطل شکیقہ تصور اب تک لکھو

۱۹۲۷ء لکھا ہے کہ امام کے ملازمین علی کے ایک شخص کی لڑکی تین ماہہ سال سے بتہ
حیات کی نگہداشت میں مبتلا تھی، مگر وہ انہیں نہیں مگرانی کارگزینوں کی ایک نیا پاک عات غیر برکتی
میں اس کی زندگی کی طرف سے اب اس پر گئے کسی شخص نے علی کے متعلقین سے کہا کہ اس شخص
سے رجوع کریں۔ امام کی حضرت اہل بیت سے آپ نے آتے ہی لڑکی کے چہرے پر نظر ڈال۔
وہ کلام انہی کی آیات پڑھ کر اس پر دم نہیں گھر کے کسی ذائقے آپ سے بیان کیا: حضور لڑکی
کو کیا مند ہے؟ آپ نے فرمایا: ”آپ ایک خدا سے لہنے ل پر توجہ کریں۔ وہ ضرور
پناہ ملے، امام فرماتے تھے۔“

سبحان اللہ ایسا ہی ہوا، اس اسامیہ الرحمین کی ہر آنی سے لڑکی چپ ہوئی انہی
میں صحت یاب ہو گئی۔

حضرت کے درمیان پروردگار میں تھکے ہیں ہے تھے۔ وہ ان حضرت کی خدمت
میں دعا کے لیے حاضر ہوئے۔

ایک زمین نے کہ حضرت اہل بیت کے فانیہ ہے دعا فرماتے۔ حضرت نے فرمایا تمہارا
اللہ دیکھ کر ہے۔“

کھڑے ہوئے ہم عرض کیا: حضرت میرا میں کی فیصلہ ہے۔ دعا کریں۔ حضرت نے فرمایا
”اے تبارک و تعالیٰ اس بات سے۔“

تو سرخون جب پہا شخص دولت میں پہنچا تو آئے آج بڑی کرو یا اور مدد کرے کہ
ایک سال کی نرس ہوئی۔

۱۹۲۸ء میں غم غربت کے لمحے میں درگیا میں کے ساتھ قلع کی منزل میل میں تھیں
تھے۔ اٹھاپیل کو آپ نے اپنے اچھے احباب سے دعا میں لکھ کر فرمایا۔

نیتِ خیر صحتِ نفس۔ کوئی خیر خواست یا دوست

ٹھیک پہنچا دے بعد ۱۰ اپریل کو حضرت علی شنگل کے مکان گئے اور آپ کو نظر میں لے کر حضرت جیل میں منتقل کر دیا گیا۔

اکتوبر ۱۹۷۱ء کو لاہور پہنچے۔ منظرِ موت کے ایک قیدی نے حضرت سے ملنے کی خواہش کی۔ حضرت نے قیدی کے لیے اس کی کوٹریں تک گئے۔ پھر ٹیڈنٹ جیل میں ساتھ تھا قیدی نے دعا کی انتہائی آپ نے اسی وقت دعا پڑھائی۔ اور دعا پڑھائی کسی کے دہم لگن میں ہیں یہ بات نہ ہو سکتی تھی کہ یہ قیدی موت کے چند عرصے تک گتا ہے۔ اس پر نصیب کی سب چیزیں قادی ہو چکی تھیں اور منظرِ موت کی تکلیف کا شکار تھا۔ مگر، داکٹر پر ۱۹۷۱ء کو گرفتار نے یومِ خطاب کی خوشی میں تمام پچاسی روپوں کی سزائیں صاف کر دیں۔

جنابِ اعلیٰ دین صاحب محلہ مٹھوہہ روڑے میں ۱۰ نومبر ۱۹۷۱ء میں نے ملک کو متعلقہ صاحبِ خد سے حج بدل کے تحفہ کے بعد حضرت کو ایک عزیزِ اجازت کے لیے لکھا۔ آپ نے بہانے بہت کچھ کی خوشخبری سے مسرور فرمایا۔

میں نے حج کے لیے درخواست دی مگر وفد کی سب سے اعلیٰ ہر سال حج بدل کی درخواستوں کو منظور کر لیا ہے۔ اگلے سال تو روانہ ہو چکی ہیں مگر اس نہ ہوا۔ کیونکہ حضرت کی پیش گوئی پر پڑھیں تھا۔

چنانچہ کچھ روز بعد پھر اعلان ہو گیا۔ بدل کی درخواست فیضیہ والوں میں جو بڑا روبرو اولیٰ کا فوج بداشت کر سکتے ہیں وہ اکثر وہاں عرضی کہیں ہیں نئے درخواست بھی دی اور کروڑ لاکھوں میں بیزار نام لکھا گیا۔

مردِ دین صاحب (روایتی) لکھنؤ ہے کہ وہ بھی لکھنؤ میں تھے یا کہ تھانہ بہانہ

کہنے کی بدولت چھوڑا تھا۔ لیکن انہیں اسے حضرت کی خدمت میں لے گیا۔ حضرت نے
 بچے کے سر پر ہاتھ پیرا اور فرمایا: اب گلیں نڈیا لگے، پھر فرمایا: اب اس کا دل پھر مال
 نہ لگے۔ بچے نے سرائیا دس کے بعد حضرت نے بچے کو غائب کر کے فرمایا۔ کہیں اس نے ہمارے
 ساتھ دھوکا لیا ہے؟ خدا کا خدا کا انہیں نہ لگا۔ چنانچہ وہ کئے فضل اور حضرت کی توجہ سے
 اُس بچے نے آج تک گال نہیں دی۔

حکیم کے حکم پر وہاں صاحب صاحب حضرت مولیٰ کی زیادت سے شرف پہنچے تھے ایک
 دفعہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اس نے ان کے بعد حضرت کے گھر گئے ہوئے یہ درخواست کیا کہ
 حضرت مجھے خواب میں سہا دیا، اللہ کی زیادت کا شرف حاصل ہوا ہے کہ انہیں کی زیادت سے
 کامل غور ہوں میں حکیم عرف اس لیے حاضر ہوا کہ آپ دعا فرادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ سہا
 دہی عطا فرما دے حضرت کو فرمایا: اللہ کی طرف دعا نہ ہوتے مگر کہ بڑا بڑا دعا نہ پہنچ کر اپنے
 غلام خاص مولیٰ کو صاحب کا ارشاد فرمایا کہ حکیم صاحب کو میرے حجرے میں میرے بستر پر سلا
 دو۔ چنانچہ صاحب نے تعمیل ارشاد کی کہ حکیم صاحب کھائے حضرت کی چاہ پانی پر سونے کے
 حضرت کی دعائی میں فرشتہ پر رہ گئے حکیم صاحب فرماتے ہیں میں نے لیکھا کہ مولیٰ حکیم صلی اللہ
 علیہ وسلم تشریف لائے حضرت کے ساتھ جنہیں اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چاہ پانی پر سہا
 اور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہفتی افزہ رہ گئے اس میں کے ساتھ جنہیں ہی تشریف فرما ہو گئے حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم صاحب سے فرمایا کہ یہ نام حسن ہی ہے اور یہ نام حسین ہیں رضی اللہ عنہم۔

اس خواب سے زیادہ ہر حکیم صاحب نے حضرت کی بیت کا شرف حاصل کر لیا۔

بڑا بڑا نے حضرت کا نام تو سنا تھا کہ میں جس بڑا بڑا میں شریک کی سعادت نصیب نہ
 ہوتی تھی تعجباً! خدا ہر اس کی بات ہے حبیب کے حکم پر کہ آپ مجھ کو اس ترکان حکیم میں بھیجے

ہیں، نزدیکان کے باعث دس میں شرکت کی فکر پیدا ہوئی۔

آخر یکدن پریم عبدلی کو ملے کہ دس میں گیا، دس شروع ہو چکا تھا میں چمکا آخر میں پہنچا تھا اس لیے سب سے آخر میں ہی مشانا سب جانا مجب میں بیٹھے گا تو حضرت نے ارشاد فرمایا ارگے آجہ، تعیل ارشاد کی گئی، اگلے دن میں پرتا خیر عہد پہاڑ جب آخری سفر میں بیٹھے گا تو آپ نے پرتا سہ سے پتھاس بلایا۔

دس ترکن مجید میں اس اتیزی عداوری سے طبیعت بہت کندہ ہوئی مجبوراً دس کے منتہا تک نہ بچ کر اٹھ گیا اصل میں وہ کیلے آئے وہیں بھی نہ آؤں گا۔

دس خرم تر تو حضرت نے ملے عام میں فرمایا کہ میں پہاڑ و منصب کے بیٹے بزرگی کو اپنے قریب نہیں بٹھاتا قصہ سونہ ہوتا ہے کہ کہار لوگ میرے قریب نہیں کہ ان کھل میں بات جلد اثر کرتی ہے اور وہ دوسروں تک میرے خیالات پہنچانے کا ذریعہ بھی ہوتے ہیں یہ جگہ تھے جہاں حضرت کائنات ہو گیا اور آپ کی حیات پابندی و نکات سے حاضر دس ہوتا رہا۔

ایک موقع پر میں جب حضرت کے دس میں شرکت کے لیے تیار ہو رہا تھا کہ میرے ٹکڑے میں بیٹھ گیا جس کی وجہ سے کائنات خون بدنگا دس میں جانے کے لیے زیر ہمدی تھی میں نے جلدی جلدی ذرا کمپرٹ سے حاف کیا جس سے کسی سنگ خون نکلا بند ہو گیا دس زخمی ہوا تو کوا بنی، لیکن کی جب میں ڈال کر حسب دستور حضرت کے قریب میں جا بیٹھا مگر سے چلتے وقت دل میں خیال آیا کہ مجھے حضرت پرٹ کا استعمال کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔

اُس وقت آپ تشریف لے آئے اور آتے ہی جہاں استعمال فرماتے، کہ آپ کو سلام پہنچا دیا کہ میں کی بند ہوا تھا ہے لیکن میں غی لائیں نہیں جتنا کہ آؤں ہے اس کے نرم تپیں ملنے لگتا ہوں کہ برکت حضرت استعمال ہو گئی۔

میں ہم طور پر نماز مغرب سب پڑھ کر اچانک اٹھ کر حضرت دعت اللہ علیہ السلام
 یہ خاص کرم تھا کہ میرے صنفِ اول میں اپنے ساتھ ہی کھڑے ہونے کا شرف فرماتے تھے۔

ایک سال جب حضرت اپنے عہد کے نماز مغرب کے لیے مسجد میں تشریف لائے تھے تو
 میں حضرت کا متفقہاً آپ نے اتنے ہی لمبے دیانت فرمایا کہ آپ اس وقت نماز بخیز پڑھ
 رہے تھے؟ میں نے تعجب سے یہ کیا سوچا بات میں جواب دیا۔

روحانہ الکرم جامعہ تمام مہر خیمہ اللہ اس فرماتے ہیں کہ حضرت اساتذہ ازلہ و ازلہ علیہم السلام
 نے بیان کیا کہ انہیں ہمدے ایک عزیز نے حضرت مدنا سے اپنی نسبت دیانت ظاہر کرتے ہوئے
 حضرت سے بیعت کی درخواست کی اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ بیعت مدنا دلانی
 ہے۔ اس کے بعد آپ نے دیانت فرمایا کہ حضرت نے جو عزیز متوجہ تھا وہ پڑھا کرتے ہیں۔ انہوں نے
 کہا پڑھا کرتے ہیں اس پر حضرت نے کچھ دیر کے لیے انہیں بند کر دیں اور فرمایا "محدث زادار
 تم نے عزیز بدی نہیں دیکھا تو ادا دل دیا ہوا ہے۔ بسوں غلہ

پیشہ مالی دل نگہ دار ہے دل

میں مرانا فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بیعت اسلام کی مجلسِ اول میں شرکت کے بعد میں نے
 واپس کا ادا کیا حضرت دعت اللہ نے اپنے غلہ ختم میں باطل علیہم السلام میں
 دروازہ بند کر کے دھونے کی گام رہا تھا، میرے فرماں پر بیعت میں کام کرنے کی اہمیت واضح
 فرمائی اس دوران میں دروازہ پھٹ گیا، حضرت نے فرمایا: دروازہ کھول دو۔ دیکھا کہ ایک
 سفید ریش مندا ہوا یا کہ حضرت زکریا میں عجیب الفت و کیفیت ہرقی ختم کر اب کچھ دت سے ٹک لگے
 میں نے کچھ بہت پریشان ہوں حضرت نے فوراً فرمایا: تم نے ارکان سے اس کا ختم کر دیا ہو
 ارض کیا میں اس پر فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کیفیت ہمیں آجاتی ہے۔

مکاتیب

کسی شخص کے رجفانات و بیانات اور افکار و فکرات کی خلاص اس کے اپنی خطوط کرتے ہیں جو وہ اپنی زندگی کے مختلف دور میں دوسروں کو لکھتا ہے اس تحریرت کے موضوع میں مکاتیب کا تمام بہت ہی اہم ہے۔ اکابر اور اہل اللہ میں سے اکثر زندگی کے مکاتیب کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے مکاتیب تالیفات معروف اور مشہور رہیں گے شیخ الاسلام مولانا تاج محمد علی قدس سرہ و سرہند کے مکاتیب میں چار جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں حضرت کاسمہ خدیجہ خاں اس تصدیق صحاح کماں میں علامہ طباطبائی نے سب جہم کے ایک مثال تھے حضرت نے ہر شخص کو اس کی حیثیت کے مطابق اپنے خطوط سے قرار دیا اللہ حضرت کے مکاتیب کا مجدد و مجددی کی صورت شائع کیا جائے گا۔ انی اللہ سوانح کے اس عنوان کو مکمل کرنے کے لئے چند خطوط جمع کیے ہیں۔

حضرت مولوی فیروز الدین بانی "فیروز سنز" کے نام

مخدوم مولیٰ حضرت مولانا فیروز الدین صاحب مکتبہ انوار

از محترم نام احمد علی حق مرزا سلام علیکم درود اللہ ایک صاحب مجھے قرآن مجید مرحوم اندوختہ تفسیر سبیل القرون "کا ایک نسخہ آپ کی طرف سے چھپنے لگے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی پیغام تھا کہ مولانا نے فرمایا ہے کہ اگر آپ! سے پسند کریں اور دوسرے متعین کو پسند بھی تو ہم اس نسخے کیجا دیں گے تاکہ آپ اہل علم حضرات میں یہ تقسیم کریں میں نے اس قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر خود کتابت سے خرید لیگی۔ بجز اللہ تعالیٰ مجھے بہت ہی خوشی پہن کر اللہ تعالیٰ

نے اپنی کتاب بتدیس کی بہت بڑی خدمت آپ سے لی ہے۔ فیضِ رب تعالیٰ۔ ترجیح بہت ہی اعلیٰ اور مطلب غیر معمولی ہے اور غیر معمولی بلکہ جو تفسیر کے مضامین قرآن پر بہترین روشنی ڈالتے والے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو آپ کے لئے ترجیحِ نجات اور نفعِ ابد کے حق میں ہر سب ہدایت بنائے۔ آمین یا ابراہیمین۔ حفظہ

دارِ رمضان الدہلی کی خدمت

مولوی محمد حسین (خانِ نوال) کے نام

حضرت مولوی محمد حسین صاحب

جو اہلِ علم و ادب کے لئے تھے، اُن پر احترام سے درودِ سلام کریں۔ اور جیسا کہ ممکن ہو اپنے اہلِ علم و ادب میں بھیج کر کریں۔

احقرِ حقان احمد علی خاں

(تلمیذِ درجِ نہیں)

مترجم القام حضرت درخان محمد حسین صاحب اہلِ علم

از احقرِ حقان احمد علی خاں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے طبعِ شہکارِ اداۃ سوالیہ کے جواب میں آپ کا لکھنا۔ واللہ تعالیٰ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کامِ پاک کی تبلیغ کی توفیق مرحمت فرمائی۔ وہاں کہ آپ کو انعامِ بے انتہا سے مستحق ہیں۔ اور اس کتاب کو قبولِ فرائد آپ کے لئے درجی اور خزانہ کا خزانہ نجاتِ مسلمان بنائے۔ آمین!

اب میری تمنا یہ ہے کہ آپ اپنے ملازمین اور مجھ پر بھی قرآن مجید کے درس جاری کرائیں۔ تاکہ اس کی آواز زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ سکے۔ مسلمانوں کی تمام دینی اور دنیاوی مشکلات کا حل قرآن مجید کی تعلیم میں ہے۔

امید ہے کہ آپ اس مسئلے میں ہر عملی کشش کے لیے بھی صلح فرمائیں گے والسلام
۱۰ رجب ۱۳۹۲ھ

نور احمد صاحب دہلی، کے نام

مترجم المقام زیدت صاحبکم

از حضرت امام احمد علی رضی اللہ عنہ۔ اسوہ حکم درعت اللہ میں نے بت فرمایا ہے کہ آپ
کے ہاں حاضر ہونے کے لیے کوئی روز میں نظام الامانات نہیں بن سکتا خیال یہ تھا کہ ۲۰ فروری
۱۹۹۹ء جمعہ کی شام نہوا کیپے میں میں روز بروز ۱۱ فروری ۱۹۹۹ء کی شام کو صبح کو ۲۲ منٹ پر
دوپہری پنچا کو آپ کے ہاں ہی کی طرف روانہ ہو چلا۔ ٹرین کو گزری اور گاڑی بھی نہیں جاتی سڑک
اس کے کوٹھم کو پہنچ کر ۱۰ منٹ پر گاڑی ٹھکی چودہ بجے رات کے بری پیچلی گیا اور ایک دن
اور ایک رات ساری بیٹھا گئی۔ اس کے بعد واپس کے لئے تیار کے چار بجے شام کی گاڑی میں
واپس آنا چاہتا ہوں اور وہ گاڑی رات کو تھکے دوپہری پنچے کی ۱۱ بجے پہنچے جے جے ہریمل
ٹھکی گیا ساری رات دوپہری پڑھ جاتا ہے۔ اس سے نیکو میں شہر نہیں سکتا اس پر وگرام کے
مطابق ۲۲ فروری بعد سو سو واپس لاہور پہنچوں گا۔ اس کے بعد نکل جہاں ہجرت پر سے خطبہ لکھنے
کے دن میں جو غلام اہری میں ملے برتا ہے۔ اتنا طویل سڑک کے قحط چند گھنٹے آپ کے ہاں
و نہا ایک بے گنی چیز ہے۔ ۱۱۰۰ اس کے تھوڑی باتیں میری سفر میں مل گئیں لیکن ان لمبویں کی بنا
پر دوسری سے مستعد کہہ کر لے صاف فرمایا جائے۔ اٹھتے آپ کے جہاز کو لاہور ہائے آمین
۹ رجب ۱۳۹۲ھ

فاضل زادہ امینی صاحب کے نام

مولا نا الحاج حافظہ علیا اس غلیب مہر پڑھیں اور دے خوب میں حضرت شیخ الاسلام

مافی ارضہ ترقی کر دیکھا کہ زہاد الہی کی شہیر میں تبدیل ہو گئے ہیں تاہم صاحب نے درخواب
حضرت کی خدمت میں پیش کیا آپ نے جواب میں فرمایا،
اور فرمایا: **شہداء**

نہدی دلی حضرت مرقدہ تاحضی زہاد الہی است بہا حکم
اور حضرت امام احمد علی علیہ السلام حکیم درویش، آپ کی شہیر میں حضرت درویش علیہ
السلام نے نظر کیا آپ کے حق میں نسبت ہی مبارک نکل ہے۔ اس سے مراد الیہا مکتی ہے کہ حضرت
درویش اللہ کے جذبات باخیر لاکھس اپنے حور میں آیا ہے۔ طالب اپنے شیخ لال سے یہ ثابت
طالب کی انتہائی غرض فیہیں پڑا ہے۔

وَذَلِكُمْ تَنْقُلُ اللَّهُ تَبْدِيلُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذِي الْقُوَّةِ الْعَظِيمِ ۔ نقطہ

مروری غیر الہی صاحب کے نام

بہر زہاد سادات اور مروری غیر الہی سلا

اور حضرت امام احمد علی علیہ السلام حکیم درویش اللہ بیاباں کچھنا صلا باقی لکنا ہوتا
ہوں۔ ان کو داتا گنج بخش خیال کریں۔ بیاباں طرح پر باخیر وہی چلا سکتا ہے جو انگریزی زبان میں ہوتا
تاکہ دیکھتا ہوں تاکہ انگریزی کے انجیل کے مطالعہ سے اس کے سادات سادات سادات کے متعلق
مجھے برس پھر ان کچھ پیش نظر لوگوں کے سامنے کر لیجئے اور پیش کر کے دیکھو کہ برتری و نیابت میں
میں سادات نامی تاکہ باخیر کے ذریعہ سے دین کی روح لوگوں کے دلوں میں پہنک سکے
(مرقدہ جدیدہ اندر سے حاصل کیا گیا)

مرقدہ زہاد خان صاحب دیگر اہل کے نام

مرقدہ زہاد خان صاحب دامت سلیم

اذا حضر انعام احمد علی غفرلہ عنہ السلام حکیم درخت اللہ دھندلہ نے سوز افزا یا میری ہائے
تو یہ ہے کہ نام الہدیریں ہندو اصناف میں حضرت مولانا فقہ الاسلامین احمد صاحب دہلی لکھے ہیں
ہی ہے آپ دہشت بھلی، تو دہریہ ہیں آپ کے حق میں بھری ہولی میرا تو ان کے تعلق یہ خیال
ہے کہ ان کی کسی جامع ہستی نہ ہی صلح نہیں پراہد کوئی نہیں ہے یہ عاجز تو ان کے جوتے کے تارے
کی خاک کے ایک قطرہ کے برابر ہی نہیں ہے۔ آپ ایک دھند پرست بنو کر ان کی خدمت میں
برائیں۔ اس کے بعد خط و کتابت سے بھی مواصلے پر نکلے ہیں۔ خدا

۱۰ رمضان ۱۲۸۵ھ

سرور غلیٰ عزیز جنگ خنزل کر پر ٹیپک جنگ جہد کے نام
کری در حق ایک لکھ

اذا حضر انعام احمد علی غفرلہ عنہ السلام حکیم درخت اللہ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تورات کے
آخری حصہ میں ہانگ خاص ہیئت اور بہت فضیلت رکھتا ہے۔ اسے لے کر ایک نوازل تھنے
طبیعت خوشی سے چڑھے پڑھا کریں اور دھند مستند کر کے آؤ بہتر ہے اس کے بعد اگر ذکر
قلم کرتے ہیں۔ تو اس میں شافی ہو کر چٹا کریں۔ اس ذکر کے وقت تمام ماسوی اللہ کے خیال بنار
ایک ذات ہدی تھانے میں مقصد رکھ کر لکھیں۔ خدا

۱۱ رجب ۱۲۸۵ھ

دشعبان ۱۲۸۵ھ

یارو لرحم و لکم دامن عظم

اذا حضر انعام احمد علی غفرلہ عنہ السلام حکیم درخت اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے گا اور اس
کی بھڑکیں سے لاکھ اور سوز افزا تھے ہندو ذیل پر لاکھ پڑھیں چرامی ترغیب ہے۔

دھندلے مولائے تھے

(۱) نماز پانچواں پابندی سے ہوگی۔

(۲) حکومت و ترکان عید و عزا نہ ہاتھ۔ قسمی ہر یا زیادہ اس سے بحث نہیں۔ قرآن مجید
صورت نوح البند و خدایہ و عیسیٰ جس پہ تاثیر و تاثیر احمد صاحب دیوبندی کا ہے جو نہ دم ذیل
پتہ پہلے لکھا ہے۔

روزانہ عید و عزا صاحب۔ ملک انجیل و سرخوردہ

(۳) جواز کار میں نہ عرض کئے تھے انہیں پابندی سے نہجاریں۔

(۴) دلائل علمی و عقلی کا کثیف مذہبی بلکہ ہر علم غیر خدایہ اپنا مقصد حیات بنائیں

(تاریخ و سچ نہیں)

مولوی عید و عزا صاحب کے نام

حجرت و مولوی عید و عزا

از حضرت امام احمد علی رضی اللہ عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہم جنہ و تان سوہم و تان مستی کی
شام کو کو مستی کی گئی تھی۔ تہدی و عید و عزا صاحب و ہر دو مہائی غیریت سے ہیں مانتا مولوی میر جت
سلاطین و عید و عزا صاحب و تہدی کی لکیر و غیرت کی پائیں گئے اور کنا ناکہ کرنا
عنا کے ہر دو مستی کی گئے طوائف کی کسی مسکراہ کو کے وقت میں خدایہ ہو گئے۔ و طوائف
سب صاحب لکیر و عید و عزا صاحب کے نام

المرسل احمد علی رضی اللہ عنہ و تان عید و عزا صاحب و تان عید و عزا صاحب و تان عید و عزا صاحب

لکیر و عید و عزا صاحب کے نام

میری شریف، احمد و عید و عزا صاحب کے نام و لکیر و عزا صاحب

از حضرت امام احمد علی رضی اللہ عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہم جنہ و تان سوہم و تان مستی کی
شام کو کو مستی کی گئی تھی۔ تہدی و عید و عزا صاحب و ہر دو مہائی غیریت سے ہیں مانتا مولوی میر جت

مسلم سون میں بنید کرتا ہوں مکمل سے میرے لیے دعا کرتا رہی۔ انشاء اللہ تعالیٰ
خیریت سے لائے گا۔ اور اگلے صیپ اللہ کے ہاتھ اپنے ملکات کی اطلاع پذیر ہو کر خود کھریج
۱۸ فروری ۱۹۵۲ء

برادر محترم دین صاحب کے نام

جینی دھنسی برادر محترم دین صاحب دیکھ کر کم

از مسٹر خدام احمد علی خاں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہماری روٹی مسلمان کے اللہ تعالیٰ ۲
نظر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا و آخرت میں غفرانے اور نجات دہرین کا ذریعہ (آپ کے اور آپ کے
اہل و عیال کے لیے) بنائے۔ آمین یا اے عالمین۔ یہ خیال کیا کیجئے کہ اے اللہ میں توجہ کس انسان
تیرا بندہ ہوں۔ یا سب کامیابی تیرا فضل اور کرم ہے۔ انھیں یہ وہ تعلیمات سنو نہ سروسن ہوں۔
آپ کے پیاروں کے لیے ہم یہ دعا کرتی درجہات تحفہ پر

۲۰ اگست ۱۹۵۲ء

برادر محترم برادر محترم دین صاحب

از مسٹر خدام احمد علی خاں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سال کے شتن میں قدرت و دیا
مناسب نہیں کہ آپ غاروشی سے جتنا اپنی ذات سے ملے ہو سکتا ہے کام لے جائیں۔ اللہ تعالیٰ
اس طرح برکت عطا فرمائے گا۔ اپنی طاقت سے زیادہ ہاتھ پیچھے کی کوشش نہ کریں۔ والسلام
۱۹ فروری ۱۹۵۲ء

برادر محترم برادر محترم دین صاحب دیکھ کر کم

از مسٹر خدام احمد علی خاں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عزت سے ہرگز مستحق نہ ہوں
تالیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ذریعہ مذاق کا بنا دیا ہے۔ اسے ترک کرنا کھانا نصرت ہے

۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء

نقطہ

رشید احمد صاحب کاوری پھوڑی کے نام

محرم نظام، رشید احمد صاحب

اسلام علیکم، رحمۃ اللہ، آپ کا خط حضرت مولانا کے پیش کیا گیا، آپ نے فرمایا

”شاکی غازی کے بہترین دوست ریاضی جیٹا پڑھا کریں اور پھر میں دوسرے پڑھیں

۱۴ کتاب لکھتے وقت پہلے دوسرے شریف پھر دوبارہ غازی علیا ایک بار پھر دوسرے

پڑھ کر کتاب پر مبنی شروع کریں۔“

(تاریخ درج نہیں)

مولانا عبدالحی صاحب کے نام

خدی دکنی حضرت مولانا عبدالحی صاحب دوست برائے

مواضع تمام احمد علی حق بن اسلام علیکم، رحمۃ اللہ، تھے آپ کو جاننے پر حفاظ تھے۔

کہ آپ کی ولایت علی ایڑی پرکت ہے آپ کے دادا اسلام سے ایک مقدمہ جماعت دوسرے تفسیر میں

شامل ہونے کے لیے قاہرہ راجا جاتی ہے دوسرے ہندوستان سے تھیں کہ تقریباً ہندو برہمن ہے آپ

کے بعض جہ کے خطروں میں آپ نے اس عاجز کو بد از مضامین شریف اپنے جہ میں شرکت کے لیے

یاد فرمایا ہے، عرض ہے کہ میرا معمول ہے کہ آخر وقت تک جب تک اس جماعت کو ذریعہ کار کے

دھت نہ کروں، اس وقت تک کسی جہ میں شرکت نہیں کرتا، تاکہ اس جماعت کا حرج نہ ہو۔

میں امید کرتا ہوں کہ میری محنت قبول فرما کر انہوں نے فراموش نہ کریں گے، بلکہ انہوں میں دست بوجہ ہوں کہ

آپ کا تادیب و محنت لکھا، انہوں نے یہی کی پیش از پیش توفیق حفاظ تھے، آمین والہ الصالحین۔

محمد رمضان اہلوی رشید احمد

مولوی عبداللہ صاحب کے نام

محرم نظام مولوی عبداللہ صاحب نیت مبارک

از احقر نظام مولوی غنی عزت الاسلام علیکم ورحمۃ اللہ بفضلہ تعالیٰ بندہ بغیرت کو سطرینہا سطر
کے کہ سترکہ حدیث قیام رہا۔ آج کل کو ستر کے دینے ضرور آیا ہوا ہے۔ واپس کراچی پہنچنے کے لیے
نکریں نہیں نہیں کی جا سکتی۔ کراچی پہنچنے کے بعد انشاء اللہ خانہ تعمیر میں صاحب غلیب کرم کمالی
خانہ کے نام خانہ پر پہنچنے کی اطلاع دوں گا۔ خانہ صاحب کے کہ دیں۔ کہ وہ آپ کو اطلاع دیں
تاکہ صاحب دھرم میں پڑھ کر شریف حاضر ہو سکیں۔ اگر وقت میں پڑھ کر پیش خانہ پر جماعت لا کر ان کو
موجود رہا تو کہیں گا کہ انہیں پہنچا دیا۔ پھر کرم راسیہ صلاہ پر چاہاں گا۔ وہ جلد ہی خانہ مفتوح میں اسباب
کلام کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔

۲۲ حبیب اللہ صاحب

میں مولوی عبداللہ صاحب کے نام

بلاورم محرم واکرام میں مولوی عبداللہ صاحب ہمارے کمال

از احقر نظام مولوی غنی عزت الاسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خواب کی تعبیر ہے کہ کسی خاص صاحب
اللہ دیکھے کے کئی چیزیں ہوں۔ اس کی طاقت اور اس کے تبار میں زندگی ہو کر رہے۔ تاکہ
اس کی رہائی کے موجودہ اور اللہ عزوجل ورحمۃ اللہ علیہ اس کی طاقت پہلے دیکھا دیا ہے رخصت
ہوں۔ والسلام

۱۰ دسمبر ۱۹۹۲ء

مولوی غلام بخش صاحب کے نام

از احقر مولوی غلام بخش صاحب ذیہ کرم

از احقر نظام مولوی غنی عزت الاسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مولوی عبداللہ صاحب نیت مبارک

صاحب اکبر جھوٹیں بکریں کی قلم کے لیے بھیج رہا ہیں۔ حافظ صاحب کے ساتھ وقت نکالنا اور پہنچنے وقت پہنچ کر بیٹھنا بڑا ہے۔ حافظ صاحب کو گوروں، مختلف قرآن کے کئی دینی مسائل پڑھنے سے بڑھ کر کچھ آپ کے مقابل میں حافظ صاحب کے دینی سہولت کم ہیں۔ اس لیے مغرب اور شامی نانا آپ ہی پر حاضریں ہوں۔ صبح کی نائیں سے چھوٹا کریں، اور کسی کسی آپ بھائی کی نائیں بھائی کریں، امید ہے کہ حافظ صاحب کو خوش رکھنے کی کوشش کریں گے، اور حافظ صاحب سے یہ بھی ملے گا کہ اس میں جو کئی نائیں کھانا سے جاتے آتے ہیں۔ اور کسی جگہ غم و غریب کے لیے ہرگز نہیں جائیں گے۔ فقط

۳ جنوری ۱۹۵۷ء

۱۰ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ

حافظ مولانا صاحب، صاحبزادے کے نام (قرآن کی خدمت کے سلسلے میں جلی سے دہان کے بعد) عزم اقام حافظ مولانا صاحب، زیہ سہر کم اسوہ حکم و عزت، الحمد للہ۔ بندہ ہرگز آگیا ہے۔ آپ اس فرض کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں، اس فرض سے اس موقع دیں، اگر اتنی ہی مہم ہوگی تو ہر تشریف لائے کی مہازت دے دیں گے۔ یہاں لائے سے پہلے ہی سے تشریف لائے چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ آئیں اور میں یہاں آگے نہ ہوں۔

۱۰ جنوری ۱۹۵۷ء

اصول حق

مولانا سید صاحب کے نام

خدیجہ دگری حضرت مولانا سید صاحب است بھائی
لاحقاً نظام اصولی علیٰ منہ اسوہ حکم و عزت، میری سعادت خدیجہ نور بنت کو مہیا
الہی لا شریک لہ کے ہمراہ ہوا ہے اور میں خدیجہ بیگم کو بھی لایا ہے۔ سب بیخیت حلال

حق الیقین کا کہ آپ کے ہمراہیوں میں کھانا نہ لگا۔ اگر آپ اسے اجازت نہ دیتے۔ تو اس
 عاجز و عیبت آتھن کس طرح قائم کر سکتی تھی۔ آپ کا حوالہ شدہ تقریبہ تمام الدین میں طبع ہو
 جانے لگا۔ دماغ انہیں راحت پہل ہوتا کہ حاضر ہو سکیں۔ آج کل راجہ لالہ کے طبیعت خواہاں تھی ہے
 میری شریف اور صالحہ بیٹی ذریخت سہلا

از احقر کا نام احمد علی منی منہ السلام حکیم روزہ جی تھا ۱۱۔ دسمبر ۱۹۵۹ء کا دورہ خط لکھ لے لیا
 جواب میں لکھی اس لیے تاخیر کی کہیں بے مددیم حضرت یوں شاد و نگار ہی کوئی خط اپنے ہاتھ سے
 لکھتا ہوں۔ روز ٹکڑا لو کہ دیکھیں کہ اس خط کا جواب یہ دے دو۔ جی دھانے الٹی کے طالب
 اور شیخ کا بھی ایک عجیب و غریب ہوتا ہے اور باقیوں میں طبیعتیں اس قسم کے قائم ہونے کے سبب
 نیا دہ مشاشر ہوتی ہیں۔ جی اس پر اثر لینے کا تجربہ ہے کہ تم نے میرے سفر کے لیے اپنے نیا دہ لکھ ڈالے
 جی تمہارے حق میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ تمیں اس قسمی تقویٰ کی برکات سے نرا دہ سے زیادہ جتن
 عطا فرمائے جو معنی تمہاری دنیا کی راحت اور آخرت کی نجات کا نہ ہو۔ کہیں تم آجیں سب بچوں
 کے لیے دیر صلاحت تحف ہو۔

۱۱ دسمبر ۱۹۵۹ء

عملیات و محربات

حضرت رحمۃ اللہ اپنے زمانہ کے مابرا دلیا، ملت کی غلوں میں اس قدر ہنگامہ مگام کے ایک تھے کہ انہوں نے اپنے داند تھے روحانی کی مقدس بات باصرہ آپ کے پیرا کرے کو غزوئی سبھا ہیا کہ حضرت اسے اعلیٰ بحث دار الوہام پر بند ہیں، حضرت میں روح اللہ تھانے نے حضرت کو اپنی حیات کے آخری ذام میں دریا بند طلب فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ میرے پاس یہ عملیات اور روحانی دیا کا جو کتا ہے میں یہ آپ کے پیرو کتا ہوں کہ میری غلوں میں آپ ہی اس کے اہل ہیں۔

حضرت اروا کا میں ملین صاحب امیری روح اللہ تھانے نے اپنی مرضی ملت میں حضرت کے نام اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھا جس کے متن خود ہی یہ تصریح بھی فرمادی کہ میں نے سندھی کے عالم میں مشکل ایک ہفتہ میں اس خط کو نقل کیا۔ اس طرح اگر ظاہر نہ بھی حضرت کا اپنے سموات فکر سے نوازا چند سموات قربات درج کئے جاتے ہیں۔

سب سے بڑی تعلیم حضرت دیا کرتے تھے روحانی بات کی تھی۔ مگر اس تمام نام پر ہر شخص نادر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے حضرت حاجت مندوں کو کچھ سموات بتا دیا کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ فرماتے تھے کہ یہ اہل اللہ کو اللہ تھانے کی طرف سے انعام ہوتے ہیں۔

عملیات اور تعویذ

حضرت ہر زمی اللہ جیہ و کلمہ کا لکھتا ہے کہ سدا نہیں زمین علیک اول چاہی سورہ یسین کا ذکر اللہ کے ہاں اس کا خصوصی دوا بھی ملتا ہے حضرت دوا کی ختم بہت حلین

کے دی آگے نفع نہیں ہوا۔

مولانا صاحب نے فرمایا سب دیوانہ و فریو کے متعلق یہی تذکرہ اُسود محل ان ہے۔ نقطہ اس
عمل میں آیت لکھی نہ پڑھی جائے۔

احقر خدام امروہی علیٰ حق

۲۰ جون ۱۳۳۹ھ

۲۰ بیچ اٹکانی ۱۳۳۹ھ

یہ بیت ایک ہزار و پچاس روزانہ پڑھی جاتے۔ ازل و آخر سوسہ مرتبہ
بجائے حُب و بغض دور و شرین پڑھا جائے
شعر

هُوَ الْجَبِيْتُ الَّذِي شَوْجَنِي شَيْفَ عَشَّةٍ

يَكْلُوْهُ حَوْلَ مِنْ أَلَا حَمَلٍ مُّفْتَقِيْمٍ

حضرت نے فرمایا کہ اس کی اجازت اہل حضرت برہنا حسین علی صاحبان پھر میں نے غلطی ہے

۱۰ اہل حضرت برہنا حسین علی صاحبان دوست برہنا نے امروہی علی مذکر
و ایسے تکالیف جسمانی نہ پڑھیں بلکہ اجازت دی۔

أَلْفَلَقْتُ سَمِيْرًا نَّاسٍ أَذْقَبَ النَّاسُ أَنتَ الشَّامِيُّ وَغَفَاةُ الْأَشْعَاةِ نَحْوُكَ

أَشْعَبَ شَيْخَانَا لَا يَبْدُو سَمِيْرًا.

مجھے اور شا کے بہادر تھے چاہے کہ وہ پر دم کہے اور وہاں تک علی پر بدن پڑے۔

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

آسیب معلوم کرتا

یہ عمل بھی حضرت امروہی پھر میں وادوں سے منقول ہے۔

۱۸۶

پانچ

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸

یہ نمونہ لکھ کر مندرجہ بالا آئیٹم کے جواب دیے جائیں گے۔ اگر مندرجہ بالا آئیٹم کا جواب نہیں ہے
 اس کے ذریعے آئیٹم کا جواب لکھیں۔

۱۸۶

ادویات مجربات

برائے بڑھیر خونی یا سیاہی :- سفوف ریحہ، جو کھار، سدوی، عرق ہلکے پتے کرکے
 ناشہائی کے ساتھ پکپھول میں مک کر کھانے کے ایک ہنتر یا دھنتر کھاتے سے ناشہ تھکان
 آرام ہر جانے گا۔
 ۳۰۔ زہر شہر

برائے دغی تشنج :- ۱۔ شہد خامس، ایک پاز ۲۔ عرق گدازہ، عرق ہلکے پتے کرکے
 عرق کرکے پختہ کر میں شہد ڈال دیا جائے، درہم خف سے ایک درہم شہد دے دینے میں
 خوراک :- ایک چٹا ٹکڑی پانی ڈالے بیڑی میں۔
 برائے تقریت اعصاب و رماخ :- از حکیم اجل نعلی درتہ ہے۔

ایک سر یک بیضہ رخ لے کر اس اور بڑھیر پانی میں ابلا جائے جس میں ایک تدر علیہ
 ہر ایک میں کرل کیا ہوا ہو جب اندھے پک جائیں تر شہد سے پھلے کے بعد پانی سے نکال لے
 جائیں۔ پانی اور اندھوں کا پھل اور سفیدی سب زہر کو ہر لگی پانی نالی میں گزارا جائے اور پکا
 اور سفیدی لگنا نہ کر دھن کر دی جائے بعد اس زہری کو ہاتھوں یا کسی پر سے ن کر آٹے کی
 طرح کر دیا جائے اور پھر بہت سا کھنڈل کر ملا جائے اس طرح سے منزیات پستہ نام خیر
 میں ڈال دینے میں۔ سدوی میں چلو کھایا جائے۔ خوراک :- ایک تدر ریح

احمد علی

۱۹۔ شوال ۱۳۳۸ھ

۱۸۱) انفلوئنزا والے کو بھی یہ نسخہ ہے۔ اس کے لیے دودھ نہ دیکھا جائے۔

۱۸۲) دہلی نزلہ وزکام والے کے لیے ایک پاؤں سرد پاؤں حتیٰ کہ پُرانی تک کھلایا جاتا ہے
اس مرض کو شربت بنش کے ساتھ کھلایا جائے۔

۱۸۳) بخار والے مرض کو شربت بخاری کے ساتھ کھلایا جائے۔

اسحق خان نام احوال میں من

۳۰ شری ۱۳۴۴ھ ۲۲ جون ۱۹۲۵ء

برائے ذیابیطس

کھانے کے بعد چند ری تھاکر کی ایک چٹنی من میں ڈال کر انتوس سے چبان جانے چاہئے
جاتے وہ ایک طرح کا سبب مابین جاتے گا وہ سبب نکل گیا جائے اور نگر جا ہے تو سبب سبب
پانی کی طرح باہر پھینک دے اور دودھ نر نکل جائے اس صبح سے وقت گئے تھانے تینا قضاہ کی۔
تقریباً دو ماہ تک مسلسل یہ صبح کیا جائے۔

۹ جنوری ۱۹۵۵ء

۱۸۴) تباہ کی پتیاں ہوں۔ قندیاں نہ ہوں

۱۸۵) بھلی صورت آئے کھلے بہتر ہے کہ اس وقت پانی نہ پیا جائے۔

۱۸۶) اس درد کے استعمال کے وقت کم از کم ۵ منٹ بیٹھا رہے۔ چلے پھرے نہیں۔ اس کے
استعمال سے درد میں تیز ہو جاتا ہے سر میں بھی اس کا اثر ہوتا ہے مگر درد اصل ہر کے چل نہیں ہوتے

روحانی برائے وضع مفاسل درد ریائی دکھتیا

روحانی کنبہ	گھر نچی	ٹک سانبہ
پاؤ	$\frac{1}{2}$ آکر	سوار

گھر پہنچی اور ڈاکٹر گاندھ سے دوائے نکال لئے جہاں سے وہ رانیوں کی دوائے پانچ بھڑائی میں بگڑ دیا
 ہائے صبح کو روضہ کعبہ آگ پر چڑھا دیا ہائے۔ اور اس میں گھر پہنچی کے دوائے ڈال دیتے جہاں سے جب
 وہ اتنے نرم ہو جہاں سے کہ ہاتھ پر رکھ کر انگلی سے لمبے جہاں سے آنا ہو جہاں سے۔ اس وقت روضہ کو تنگ
 سے ناپ دیا جاتے پھر اسے آگ سے نیچے نکال کر گھر پہنچی لڑات دھوپانی اس میں ڈال دیا ہائے۔ پھر
 آگ پر چڑھا دیا ہائے جب اس ناپ کے مطابق جوتنگ سے دیا گیا تھا۔ سدا پانی خشک ہو جاتے تو
 نیچے ناکارنگ سنبھرا اس میں ڈال دیا ہائے۔ اس کے بعد خوب گھڑا ہائے۔ جب سب چیزیں مل
 ہو جہاں سے تو پھر اسے چھلن دیا جاتے تمام درد پر اس کی ناشکی جلتے۔

احقر کا نام احمد علی مہدی

۱۰ نومبر ۱۹۴۲ء

۹ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ

برائے تب مسدود

نور محمد عبد العزیز صاحب غفرلہ مرحوم

جس میں بخاری بخاری ہر اس میں قَدْ تَلَّيْنَا نَارَ كَوْكَبٍ بَرْدًا وَتَلَّيْنَا نَارَ بَنَاتِ بَنَاتِ بَنَاتِ
 کھڑ کر سچ کی اذان کے وقت ان سے مرض کی پیشانی پر چڑھا دیا جاتے ہر اس کے بعد لایعجب بالانتفا
 الاھم پہل کے تین ہفتوں پہل کر تین ہفتے کے وقت سے ایک کھڑ پہلے قرڑی قرڑی دیر
 کے بعد مرض کو چاہنے جہاں سے

۱۰ نومبر ۱۹۴۲ء

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ

مرض اشتر کے لیے

دست کھڑ برگیم برگ ما صندل سرخ صندل سفید شکر پانی
 ہر روز ہر روز ہر روز ہر روز ہر روز ہر روز

حشی شتر ہار دن رات دس ہزار غم شہزادہ
 ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰
 پانچ ہزار گلی دینی گلی بیلہ
 ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

یہ سب انذبات کٹ چلی کر حیدر علیہ دلت کریں۔ دوست کرپانی میں مل کر کے صاف
 کریں ۱۱ دھندل دھندل صاب سے لڑیں مگر نہ کہ تھوڑا تھوڑا ہاتھ دیں۔ جب صاب ہو کر تھوڑی
 ہو گئی ہے تو رات میں سوئے ہیں ایک گلی بیلہ ایک پچھلے صاب سے صاب دھو کر لے کر پانچ
 دن بعد گلی کو لیں۔ مگر صاب مل آتا، اللہ تعالیٰ سرور میں صاب سے صاب دھو کر لے کر پانچ
 ایک گلی کا پانچوں صاب کی مل کے دو دو میں مل کر کے پانچ دن میں دو تین بار دھو کر لے کر
 کرنا ہے۔ صاب دھو کر صاب دھو کر صاب دھو کر صاب دھو کر صاب دھو کر صاب دھو کر
 چلی کر لے کر پانچ دن میں دو دو میں مل کر کے پانچ دن میں دو تین بار دھو کر لے کر
 صاب دھو کر صاب دھو کر صاب دھو کر صاب دھو کر صاب دھو کر صاب دھو کر

۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

برائے دور

۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰
 ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰
 ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

طرح نرم چھانے دینے پر میں خشک ہو جائے گا تو اس کے ہم وزن سرسبز خاص ڈال کر چند آنہ
دو روٹی ڈال چلنے میں خشک ہو جائے تو چھان کر رکھ لیا جائے۔ رات کو ایک ایک سٹان آٹکھ
میں ٹھاکر سبائیں۔ غارش پر تو ہرگز نہیں۔

گراں در پردوں کے لیے بے نظیر نسر

پشوری شری	انیہ	یکوہیل
آرد	یک نیمہ	۱۰

پشوری کو آٹھ ہر کہیں۔ بہرہ چنے لے لے تو اس کے اندر انیہ ڈال دیں۔ جب
دوپک کر خشک ہو جائے تو نیچے آٹھ کر لیں اور کھل دیں۔ ایک ایک سٹان دوازیں چار روٹی
ٹھاکریں۔ آٹھ روٹی آٹھ روٹی آٹھ روٹی۔

مذکورہ نسخہ ۳۰ جون ۱۹۵۹ء

بائے مد گزیہ کڑم کڑیہ از خرد گزیہ و فیرو

سودہ اناس یا ہم مذہر منی دریم پڑتے ہائیں سورم کرتے ہائیں۔ اقا، اللہ خانے
دست تک شلال ہوتا ہے۔

یہ سودہ شریو تک ہر دم کے خشک مد گزیہ، اکھو یا ہائے تین ہر یا لیدر تریہ مذہر

۱۰ جون ۱۹۵۹ء ۱۰ جون ۱۹۵۹ء

حضرتؑ کے چند خصوصی ارشادات

فرمایا:-

- قرآن مجید کا خلاصہ ہے بندے سے توڑا خدا ہے جوڑ
- قرآن مجید کا خلاصہ ہے تعلق باللہ ہے وابستگی
- ماہ ہے اسلام، ماہر ہے عثمان، منزل بقصود ہے مدارالرحمان
- اگر کوئی شخص آسمان پر اُڑتا ہوا آئے لاکھوں فریجے لگائے ٹائے، دریا پر سے گزرتا ہوا آئے گراس کا سبک حضورؐ کے طریقے کے خلاف ہو تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا مکنا ہے اس کی بہت حرام ہے اگر نہ جائے تو توڑنا فرض میں ہے۔ وہ خود بھی جہنم میں جائے گا اور اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی جہنم رسید کرے گا۔
- رہا سے ادا نام تو منتقل فرمائے میں مگر شیطانوں کا بار اکادم ابھی تک نہ رہا ہے اس لیے گمراہی زیادہ عام ہے۔
- شیطان اس لحاظ سے بڑا عقلمند ہے کہ بڑے بڑے عقلمندوں کو بے خوف بنادیتا ہے۔
- جب مسلمان کو غلام اور توکل کے دو پر لگ جاتے ہیں تو پھر وہ روحانیت کے آسمان پر اُڑنے لگتا ہے۔
- بیت کے دو قائمے ہیں:-

شفاقت کیے بغیر صحنیاں ہیں گئے یا پھر بے ثلح کے یا اللہ دے میں باقی
سب ثلح کے یاد یوں اولاد و دیواری۔ اور پڑوسی تو ایسی ہے کہ اگر اپنے
بدن کے کرحت کا قیہ جا کر انھیں کھلا دیں تو بھی کوئی خوش نہ ہو۔

● - موتی مٹنے رزاق کر اللہ اے مٹنے اس سے بھی کراں۔

● - اللہ والوں کے چوڑوں کی خاک میں وہ موتی مٹتے ہیں اور شاہوں کے ناہوں
میں ہیں موتی نہیں ہوتے، نہیں ہوتے یہ موتی قبر میں بھی ساتھ ہائیں لگے
اور میدان شہر میں بھی۔

● - منیت دلوں اور طاقت سے فیض آتا ہے۔ ان میں سے ایک تاریخی ٹوٹ
جائے ٹھکان ٹوٹ جاتا ہے۔

● - لوگ کہتے ہیں اس جہاں میں جینا سائے اندھا کوئی کوئی میں کتابوں میں
جہاں میں سائے اندھے جینا کوئی کوئی

● - یو قرآن مجید کا شیعہ نہیں کرتے وہ آخرت کے معاملے سے نہٹ انھیں یہا
● - شیخ کی طرف اپنے آپ کو منصب تو سب کرتے ہیں مگر پختہ دہی ہونا ہے جو
صحبت میں نیت دیکھانے کے بعد چپ کر گئے۔

● - کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں کامل ہو گیا ہوں قبر میں داخل ہونے سے پہلے
ہر وقت خطر ہے۔

● - ماں باپ کو ستانے والوں کو نہ ناز اور نہ رونا جھٹھ سے بچانے کا نہ دکھ اور
نڈ بلیج۔ ان کے بے انداز کا خوی لے رہا ہوں۔

● - گوش ہوش سے ٹھٹھٹے دل آپ نے ہر جس بدن کو کیم و فیر کی ریوڑ میں سے

انگلیں تو حامل کو ہیں لیکن قرآن مجید سے باہل میں تو ملنے کے بعد قبر تشریف لے
گئے ہیں جیسے۔

• یہ سے دوستی طبیعتوں پر قابو رکھو، جبر و صبر کی عادت ڈالو، غذا کی یاد رکھو
یہ دنیا ناپی ہے، اپنے معاملات درست کرو، رزق حلال کا کرکھاؤ۔

• طالب کی ریاضت ایسی ہے جیسے دین پرست کی خبروں کا اپنی بھائی کے
اندکھینچ کر رکھتی ہے اور شیخ کی توجہ ایسی ہے جیسے مانی پرست کی پانی
دیتا ہے۔ دونوں چیزیں یہ تو ترقی ہوتی ہے۔

• اپنی نشست و برخاست سیدھے لوگوں میں رکھیں دیکھ کر غصا یاں نہ ہونے
بیشہ چرخہ سے چڑا ہوتا ہے۔

• والدین کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو اپنی تعلیم دیں، خود قیامت کے دن ان
سے باز پرس ہوگی اور وہ مجرم ٹھہرائے جائیں گے۔

• خدا اور اس کے فرمان کو دل سے ماننا اور اس پر عمل کرنا ہی ایمان ہے۔

• اگر کوئی شخص خدا کو فرض سمجھنے میں بھی نہیں پہنچتا تو وہ ناستی ہے۔

• مرد کام کے لیے اور عورت اس کے آرام کے لیے ہے۔

• اگر آپ کی کسی سے دوستی ہو تو صرف اللہ کی رضا کے لیے اور اگر دشمنی ہو
تو بھی خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔

• تفکر بالقرآن اور تدبر بالقرآن کا نظریہ طالعہ قرآن کے وقت پیش نظر ہونا
چاہیئے۔

• قرآن کی تعلیم سے ہی نبوت ایمانی پیدا ہوتی ہے۔

مقلد قرآن و شریعت سے انسان کامل انسانِ حق ہے۔

- حدیث کا انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے اور قرآن سے انکار کرنے والے ایمانِ صلب ہو جاتا ہے۔

- جس طرح ایک مرد اپنی بیوی سے غیر روئے تعلقات کو برہاشت نہیں کرتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی غیر اللہ سے ان تعلقات کو جو جس سے ہونے چاہئیں پسند نہیں کرتے۔ اگر کسی غیر اللہ سے متعلق ہو تو وہ شرک ہے۔

- غیر اللہ کو سجدے کرنا، ان سے مرادیں مانگنا، ان کی قبروں پر چڑھانے چڑھانا یا ہیبت کے وقت ان کی امداد طلب کرنا بھی شرک ہے۔

- کافر تین کو سجدے کرتے تھے اہل آج مسلمان اولیاء کرام کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔

- اللہ تعالیٰ شرک سے بچنے کی لافین عطا فرماتے۔

- جن ملاسنے قرآن کو ذلیل و خوار کرنا چاہے، وہ یاد رکھیں کہ قیامت کے روز جنت کی ہر بھیڑ سونگھنے پائیں گے۔

- مجرور ہدایت قرآن ہے۔

- ہادی کی آواز پر اگر آپ جیک نہیں کہہ سکتے تو خدا را سے تنگ نہ کیجئے۔

- یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ہدایت پہنچاتا ہے، اللہ اس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

- ہادی تمام جنت کے لیے کتے رہیں گے تاکہ قیامت کے روز لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ اے خداوند تعالیٰ آپ نے کب ہمیں ہدایت دکھائی تھی کہ ہم نیک رہیں

حکم کی تعمیل کستے۔

- رٹڈ ہوں، شراب خانوں اور سنیا خانوں سے ہم خوش گشتے میں یکس نفا ہو۔
- اس کے دین سے نفرت، غدار اپنی جھوٹی اور بتری کے پیچے انکھیں کھول۔
- کامل ذہن دوسرے جس کا متعلق خالق اور مخلوق سے ہے خالق کو راضی کرنا آسان ہے لیکن مخلوق کو بہت مشکل۔ مخلوق کو خوش کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کا حق ادا کر دے اور اپنا حق طلب نہ کرے۔
- مسدھ گی یہ نہیں کہ جوڑنے ٹاسے سے جوڑے جگہ توڑنے ٹاسے سے جوڑے۔
- صرفاء کرام فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے رجاؤ۔
- بیماری انسان کے لیے تنبیہ ہے۔
- حرام کی کسائی نوا ایمان کو شرم کر دیتی ہے، اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرو۔
- ایمان کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ تر سے ہر دوائے پر جبار ہوں، دیکھ پتھر جو حکم تیرا بندہ بتائے گا، دل سے مان کر عمل کروں گا۔
- ایمان کی منڈیاں مسجدیں ہیں۔
- جو کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتے اور نیک کبھی بدوائیں ہو سکتے۔
- نیک کمائی سے نیک صلاحیت پیدا ہوتی ہے جس کی غذا گندی، اس کے ضمیر کی آواز بھی گندگی سے آواز دہرگی۔
- جو شخص کسی کو فریب نہیں دیتا، وہ ہر کسی کے نزدیک عزت حاصل کر لیتا ہے۔
- قرآن کے قوال کا اتباع کرنے والے دانش مند، مال اور پیش اور خا میں ہاکل ہیں۔

علامت اور رحلت

جس پاکیزہ انسان کی ساری زندگی دین حق کی اشاعت و تبلیغ تھی
آخری ایام کی خدمت، عبادت الہی اور شب بیداری کہتے ہوئے گزری۔
اُس کی جہانی صحت درست رہنا مشکل ہے حضرت اپنی حیات مبارکہ کے آخری
ایام میں فالج اور ذیابیطس جیسے امراض میں مبتلا تھے لیکن اس کے باوجود حضرتؐ
کا چہرہ مبارک نورانی تھا۔ ٹانگوں کو اتار لگانے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی بچے
کی ٹانگیں ہیں مگر جب دوبارہ خداوندی میں قیام کا وقت آتا تو جوانوں سے زیادہ
سرو قد م ہو جاتے تھے اور اکثر اوقات فراق بھی کھڑے ہو کر ادا فرماتے تھے۔
مرضِ آہستہ آہستہ بڑھتا رہا۔ مگر اس کی زیادتی نے اقدار رب کے ماش کو پریشان
نہیں کیا بلکہ اور تازہ دم کر دیا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے:-

”میں نے اللہ تعالیٰ سے جو شکاوت مجھے دید میں اُس سے اُٹھی ہوئی جب
مجھے میں حاضر ہوں“

کئی سالوں سے کھد کا کفن سواک لکھا ہوا تھا۔ قبر کی جگہ صاحبزادہ صاحب
اور حاجی دین محمد صاحب کو بتادی تھی۔ بلکہ جب آخری عمر کرنے کے لیے تشریف لے
ہا ہے تھے تو حیدر بہ ذیل ارشاد فرمائے تھے:-

”میں ۱۸ جولائی بروز جمعرات صبح کے وقت حرم کرنے کے منزل چلا
ہوں۔ ۱۹ جولائی کو صبح کراچی پڑھوں گا۔ حرکت نے مجھے اجازت

دسے ہی ہے میں پہلے سے جاننے والا تھا۔ اپنا ایک بیسی ڈری میں
 سخت درد ہونے لگا۔ جس کی وجہ سے میں چار دن تک بیل بھڑکاتا
 چونک میں نے غریب دکھا تھا وہیں کر دیا موت کا ظم نہیں کرکے آئے
 پانچ سال ہو گئے ہیں۔ میں نے صدی کو جا کر اپنے آپ کا کھن تیار کر لیا
 تھا میں ہر وقت موت کے لیے تیار ہوں۔ مگر جو سفر میں فوت ہو گیا تو
 یہ سمیت کہ کسی سے ہرنے کے بعد کسی بدنی یا قبر پرست پر کئے گئے
 رنگ ہانا اور گراہ۔ ہر جانا بلکہ کسی شیعہ سنت اور اصلاح یافتہ عالم
 کی صحبت اختیار کرنا۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ سامنے مولوی اور
 میرہ میت یافتہ نہیں ہونے بلکہ گراہ ہوتے ہیں۔

حضرت نے آخری دنوں میں جو خطبہ دیا اس میں آپ کے وصال کی اطلاع کی جھبک
 صاف نظر آتی تھی۔ آپ نے جنوری اور فروری ۱۹۶۶ء میں آئے تھے مگر تادم سے ایسے
 کلمات فرمائے تھے جو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ تھک رہے ہیں۔ پانچ ماہ میں۔
 حضرت نے حاجی دین محمد صاحب دہلوی کو وصال سے دو تین دن پہلے فرمایا۔
 ”اب میں آپ کے پاس خطبہ لکھنے کے لیے نہیں آیا کروں گا۔“
 اسی مجھ مبارک کو آپ کے خادم خاص مولانا محمد صاحب صاحب شمس رانی جانے
 کی اجازت چاہی تو آپ نے مخالف اصول ردی۔

اور عالم باہ میں آپ کی رحلت کا اعلان ہو چکا
رحلت کی پیشین گوئیاں تھا۔ چنانچہ وہ امر تو یہ ہے جو اس گراہی پر
 رہتے ہوئے بھی مجھ اور باذنہ تعالیٰ عالم باہ کی غیروں سے واقف ہوتے ہیں۔ ان میں

سے بعض نے اس کی اطلاع دی تھی۔ ہتھیکے کی جامع مسجد کے خطیب مطلق ابو الشعامہ کا بیان ہے کہ ”جائے ان ایک مجتہد نے عیت اور جذب کے عالم میں چند باتیں فرمائیں۔ اس نے استغراق و اسناک بجزہ ہان میں پکار کر کہا کہ لوگو! اتنا راغب الہی ہے کہ لاہور میں صرف ایک علی ہجویری علیہ الرحمۃ ہیں۔ آؤ اگر زندہ علی ہجویری دیکھنا ہو تو شیرازہ دوزخ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب کو دیکھو مگر ان کا وقت مختصاً مل گیا ہے۔“

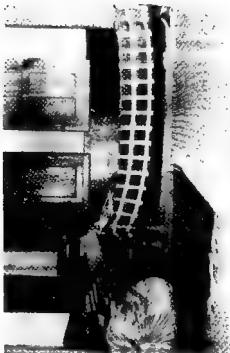
اس طرح حضرت کے اعمال سے کچھ دن پہلے تھکڑ میں ایک باخترانہ رنگ نے حضرت کے ایک متعقد حیدر علی صاحب سکندر نوشہرہ کو، ہجرت کے لیے گئے نوٹے تھے آپ کی بدعت کی اطلاع دی۔ عبد الرحمن صاحب کلابیان ہے کہ ۱۲ فروری ۱۳۲۶ء بروز سوموار بعد از نماز عشاء ہم لوگ باب الحرمہ سے باہر ایک بٹل میں چائے پی رہے تھے کہ ایک شخص آکر بیٹھ گیا۔ باتوں ہی باتوں میں ہم سے حواث کرنے لگا کہ آپ کا تعلق کسہو ہتی سے ہے؟ میں نے شیخ التفسیر حضرت لاہوری کا نام بیان کیا تو اس نے کہا کہ ان کا تو انتقال ہو گیا۔ میں نے بڑی ہیرت سے پوچھا: آپ سے کس نے کہا ہریدو میں آیا یا کسی نے اطلاع دی؟ اُس نے کہا: مجھے کس نے بتایا ہے؟ میں نے بہت پوچھا کہ کس نے بتایا اگر اُس نے بتایا طبیعت از حد ہے میں وغیرہ بولی۔ دوسرے دن باوجود کوشش کے کسی جگہ سے اطلاع نہ مل سکی۔ ہم کچھ کریہ غریب ہوئی ہے۔

۲۳ فروری کو جمعہ الہدیکہ کے منظر میں پندرہ گم ۱۲ فروری بعد از ہفتہ بعد العصر دینہ المنورہ پہنچے۔ اگلے دن صوفی حافظ حبیب اللہ صاحب سے ملے ان سے بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا مگر دوسرے دن انھوں نے اطلاع دی کہ حضرت کا انتقال ہو گیا ہے۔

حضرت نمبر ۱۲ فروری بروز جمعہ ۱۰ انکے صبح اپنے مکان سے
سفرِ آخرت حسب مہول مسجد ہنرولی میں غلبہ علیہ کے یہ شریف ائے
 حضرت اقدس ایک عرصے صلی اور عقیف ہونے کے باعث گھر سے سڑک کا دبا
 نا گھر میں شریف لایا لے گئے کراس دن آپ نے اپنے صاحبزادہ مولانا سید احمد
 نور صاحب کو سواری ۱۱ سے سے (بلا نونا) نور صاحب کی خوشی اور ہجرت کی انتہا
 رہی جب انھوں نے حضرت شیخ وقت کو اتاری کی سی تیر نفاری کے ساتھ مسجد کی طرف
 روانہ ہوتے دیکھا۔

مولانا صاحب حضرت شیخ مرتضیٰ علیہ کو حجرہ میں پھر ڈر خود کسی اور جگہ طلبہ کو نشانہ
 فرمائے چلے گئے۔

پانے بارہ بجے حضرت شیخ کے چہرے صاحبزادے مولانا حافظ حمید اللہ صاحب
 ہاں تبدیل کرنے کے لیے حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچے تو آپ کی طبیعت آسان
 تھی۔ بیٹھ میں درد تھا اور تلی وغیرہ کی شکایت تھی۔ چنانچہ حضرت اقدس کی سازش
 طبع کے پیش نظر مولانا حافظ حمید اللہ صاحب ہی کو نماز جمعہ کا خطبہ ادا فرمایا پڑھا۔
 جامعہ کے قریب ہی بعد ڈاکٹر کیمنٹن جو دھری صاحب جو حضرت کے عشاق میں
 سے ہیں شیخ اعالم کی خدمت میں پہنچے۔ انھوں نے طبیعت اور اوپنچائی اور کا کہ
 ذریعہ حضرت شیخ کو گھر لے گئے۔ شام تک انھوں نے تین انگلیشن لکھے لیکن
 حالت نہ سنبھل سکی۔ وہ متعدد ڈاکٹر مل سے بھی مشورہ کرتے رہے لیکن فائدہ
 نہوا شام کو مشورہ ڈاکٹر محمد رفیع صاحب بھی تشریف لائے اور حضرت اقدس کو
 ہسپتال لے جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن اٹھ کی محنت اس کے برعکس تھی۔



ماں کو خیر خواہی میں جتنی کوشش کی ہو، سب سے بہتر ہے کہ وہ اپنی زندگی میں یہ سب سیکھ لے۔



یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضرت اقدس نے مغرب تک کی تمام نمازیں ہوش کی حالت میں ادا کیں۔ اگرچہ بیہوشی بھی طاری ہوتی رہی مگر نازک کے وقت ہوش آجاتا۔ چونکہ طبیعت پر فطری طور پر صوم و صلوٰۃ کا غلبہ تھا۔ اس لیے بے ہوشی کی حالت میں بھی توجہ نازا اور ذکر الہی کی طرف رہی۔ اسی دن رات کے ۹ بجے آپ نے نماز عشا کی نیت باندھی اور صبح سے کی حالت میں آپ کا وصال ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دیرینہ دکا کو قبول فرمایا کہ اے اللہ! جب تک تیری دنیا میں زندہ ہوں، خدمت دیں کرتا رہوں۔ اور میری کوئی نماز بھنا نہ ہونے پائے۔ یک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا وقت ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ جاتوں۔ چنانچہ جمعرات تک حضرتؑ نے اپنے تمام مشاغل سہول کے مطابق سرانجام دیئے بعد کو روزہ رکھا اور تمام فرائض کی ادائیگی کے بعد اپنے کوئی سے جاتے۔

بارہ بجے شب آپ کے صاحبزادوں مولانا سعید اللہ صاحب اور عاقل حمید اللہ صاحب نے آپ کو آخری غسل دیا۔ اور شام کی زیارت کی خواہش کے پیش نظر حضرتؑ کے مکان واقع خضریٰ محلہ نزد محل شیراز اولیٹ کے چلی منزل کے محل میں حضرتؑ کے وجود اقدس کو زیارت کے لیے رکھ دیا۔

حضرتؑ کی نصیحت مٹی کو جمود و عین کے حدود میں کاٹنا نہ کیا جاتے۔ چنانچہ سادات مند صاحبزادوں نے مگر میں باپ کا جواز دیکھ کر تپتے چھٹے دل اور انگہار آنکھوں سے اس نصیحت پر عمل کیا اور دوسری قرآن حکیم دیا۔ جب قرآن پاک کو ٹالیا تو

جس کا تہ نظر پڑی، وہی قُلْ نَفْسِ ذَٰلِقَةٍ السَّوْتِ۔ حاضرینِ درس کی کیا فرمائش ہوئی جا رہی تھیں۔ اگر جب درس کا اختتام ہوا تو حاضرینِ درس بے تاب دہانے اس غلیب کو ایک نظر دیکھنے کے لیے دوڑے جس کی آواز سے اُن کی سماعت محروم ہو چکی تھی۔

طرحِ آفتاب کے ساتھ ساتھ یہ خبر چل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور اخراجات نے ہر شہر اور ہر قریہ کو اس عظیم المرتبت انسان کی رحلت سے باخبر کر دیا چنانچہ عقیدت مند بھائی جہازوں اور ٹرینوں اور موٹروں کے نیچے ہوتے ہوئے شیر ڈال رہے تھے۔ مردوں اور عورتوں کے گروہ، باری باری اپنے محبوب شیخ کی زیارت کے شرف پہنچے تھے۔ اگر جب تک اُسے شہر سے محرم کا قتل نہ ہو سکا تو فری ہر شہر و شہر میں شیخ مرحوم صاحبِ صفت کے صاحبزادوں سے اجازت لے کر حیدر آباد کو لکھن کے باہر لگی ہیں دیکھو ادیا۔ اور اپنا سامان لے لگائے گئے۔ صبح سے لے کر لٹے بجے تک شائقانِ دید اپنے شیخ کی آخری جھلک دیکھتے رہے۔

بعد از نماز ظہر تمام ملائے کرام جمع ہوئے تو حضرت کی نماز جنازہ کے لیے امت کے انتخاب کا سوال اٹھایا گیا۔ بیشتر ملائے کرام نے یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ حضرت نے اپنے محلے صاحبزادے مولانا بیڈا اللہ انور کو اپنا قائم مقام اور اپنے بعد امیر المومنین بنایا تھا، اس لیے وہی نماز پڑھائیں۔

اس فیصلے کے بعد جنازہ اٹھایا گیا۔ بے پناہ جہوم کی دہریے چل پانی سے باز دھنے کے لیے قیس قیس گنبدے بانس اٹے گئے مکان سے سب تک جنازہ ویسے ہی لایا گیا۔ کیونکہ گلی سے طویل بانس بازو تک جنازہ نہ لکنا ممکن تھا۔ مسجد کے نزدیک

چادر پائی سے بندھ بیٹے گئے۔ لوگوں کی خواہش کے پیش نظر حضرت کا بیچ اندر کھلا رکھا گیا تھا تاکہ کوئی شخص آپ کی آخری جھلک سے محروم نہ رہ جائے

اس کے بعد آپ کا جنازہ شیرازہ الگیت سے باہر سرکلہ ڈرہایا گیا۔ جوں جوں جنازہ آگے بڑھا راتھلہ توں توں ہجوم میں بھی اضافہ ہوتا تھا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سو پولیس کی بھاری جمیت کے ساتھ جنازے کے پاس کے ہر اہلکے، یہ پیکش کی کمرہ ایک کھل کا رنگلاٹے دیتے ہیں حضرت کی چادر پائی اس پر رکھ دی جائے مگر بانس بدستور اس کے ساتھ بندھے رہیں اس طرح تمام لوگ اس بانس کو چھونے کی سعادت حاصل کر سکیں گے۔ حافظ محمد اشد صاحب نے کہا کہ حضرت اہل حق قوم کی امت تھے۔ اگر قوم اس کے لیے تیار ہے تو میں کوئی اعتراض نہیں لیکن لوگوں نے اس بات کو گوارا نہ کیا۔

حضرت کا جنازہ سرکلہ ڈرہ پر راستہ وہلی گیٹ، اکبری گیٹ، شاہ عالمی گیٹ اور اندر کل قبرستان میانی صاحب کی طرف بڑھا گیا۔ یہاں سے پولیس کی ایک چپ چٹان سے آگے آگے چلائی گئی تھی تاکہ ہجوم کی وجہ سے جنازہ نہ کٹنے نہ پائے اور آگے بڑھتا رہے۔ پولیس نے شیرازہ سے یونیورسٹی گراؤنڈ تک نزدیک بند کر دیا تھا۔ مددگار لوگ انسانوں کا ایک سیل رواں نظر آتا تھا۔ مددگاروں اور کانوں کی بھتیسی عورتوں اور بچوں سے آئی پڑی تھیں۔ عورتیں بچتوں سے حضرت کے جنازے پر پھیل رہا تھیں۔

کم و بیش ساڑھے چار بجے کے قریب جنازے کا طبعی یونیورسٹی گراؤنڈ میں پہنچا تھا ڈیڑھ دو گھنٹہ انسانوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ نماز کے بعد لوگ، عاشقاں اپنے محبوب شیخ کو گدہ حملہ پر اٹھائے قبر پر پہنچاؤ

شہداء رضی اللہ عنہم کی غلامی سے دس منٹ قبل حضرت مولانا عبد اللہ صاحب غازی
مولانا عبد اللہ انور صاحب، حافظ حمید اللہ صاحب اور چھ دیگر مسندین نے حضرت
فلیب عالم مولانا غلام محمد صاحب دین پوری اور فلیب الانکباب حضرت مولانا سید تاج محمد
صاحب امرتلی جرنل اللہ علیہ کی اس مشترکہ امانت کو لکھ میں لانا دیا۔ اس طرح فلیب
آفتاب کے ساتھ علم و عرفان کا یہ آفتاب بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اب آسرا تھا دیہ کا باقی سوٹ گیا

ٹہستے میں اندر دوزخ دیا کر دیا

کھن میں لبرس و خود مبارک بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا دوسکیرں نے فضا کو
گھیر لیا آہ و فغاں بند ہونے لگی۔ ہر شخص ایک دوسرے کو سیر کی تلقین کرتا تھا اگر اپنی
آنکھوں اور دل پر اس کا اختیار حاصل نہ تھا۔ یہ محسوس ہوتا تھا کہ فضا کو ہر اس ترک
ریج و غم میں۔ ہا دل گرج کر اور بجلی چمک کر سلائی ہے۔ یہی تھی۔ آخر کو کہنوں نے تیزی
سے ٹکی ٹانا شروع کر دی۔ حضرت کے قریب ہی ہر قبر کے نزدیک کھڑے تھے اور
کھڑے عشاق کی جہانوں کا مرکز بنے مرنے تھے۔ وہ لوگ ان سے منی کے ڈھیلے ہلکے
تھے تاکہ ان کے ہاتھوں سے چھوٹی برفی ٹی قریب ڈالی جاسکے۔

جب قبر کا تہذیب تیار کیا ہوا تھا اور انہیں انظار کرنے کا سامان مل گیا است سے
حضرت افلاک کے لیے ایشیائے خدہ ملی ساتھ لائے تھے جن کو وہ ان تفسیر کیا گیا۔ قبر کی طاری
کے بعد صورت مولانا عبد اللہ صاحب دین پوری نے انا عمرانی اور عجم امین کہا گیا۔ وہ
کے بعد جمع گرد ہوں ہی بہت کرنا مغرب کی اور انہی کے لیے رخت ہو گیا۔
مزار مبارک سے خوشبو۔ امام ہماری رحمت اللہ علیہ کہہ رہے اور انہیں تھک

علاقہ سر قندھار کے خوشہ کا آنا خوشہ ہے آج بارہ سو سال سے وہاں کی سطر مٹا رہی ہے
ایمان کو تازہ کر رہی ہے۔ خداوند قدوس نے اپنی رحمت کا اظہار قائم رکھا یہ سواہر امر
صاحبِ تقدس سرور العزیز کی آرام گاہ پر بھی فرمایا۔ لاکھوں انسانوں نے اس خوشہ کو درگاہ
مخصوص کیا بلکہ تجزیہ اور تجزیہ کے بعد کہنے پر مجبور ہو گئے کہ واقعی سرور خدا کی قبر اور اس
کے ارد گرد سے خوشبو آتی ہے۔

اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ ہر قبر اور ہر جگہ سے جہاں کسی انسان کا بدن
اصلی شکل میں قدرتِ خالق کی شکل میں یا مادہ میاں کی شکل میں پڑا ہو وہاں سے دیر یا خوشبو
آتی ہے۔ روحانی قوت سے مشرقِ حضرات اس کو محسوس کرتے ہیں۔ اس لیے کہ رحمتِ خدا
کا دارِ لایام نہیں بلکہ انتقالِ مکانی کا نام ہے۔ حضرت صحر قندھار اور شاہ کا شہرہ کی نے فرمایا۔
ﷺ سمت اس طرف توجہ رہیں اس طرف

اور انتقالِ ارواح نے اسی کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ ۷

فرشتہ نبوت کا چہرہ ہے گو بدن حیرا ترے وہ کہے مرنے کے ٹھہر رہا ہے
چنانچہ قرآن کریم نے رحمت کے ذریعہ انسانی حیاتِ قبر کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔
كَا مُنَآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُعْرِبِيْنَ ۝ فَوَدَّ ذُو رِجْحَانٍ اَنْ نَّجْعَلَهُ
نَجِيْرًا ۝ وَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَسَوَّلَ لَنَا مِنْ
حَيْثُ نَشَاءُ

ترجمہ: پھر جب قیامت آئے گی (اگر) فریبی میں سے ہے تو اسی کے لیے راحت اور
خوشی میں اور وحی کے بارے میں اور اگر مجاہد کے گناہ میں سے ہے تو کھوکھلا بنایا جائے گا
جبکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الْقَبْرِ وَصَفَتْهُ مِنْ وَبَاضِ الْحَيْثُورِ أَوْ حَقْلًا فَإِنَّ حَقْلَ الْبُزْجَانِ أَحْكَمُ
ترجمہ: قبرِ باغِ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ جو بہن ہا کے وسیع جسم کے گڑھوں
میں ہے ایک گڑھ میں جاتا ہے۔

آگے ان اخبارات میں اب سے واقعات کثرت سے آتے بہتے ہیں کہ فضل گج
قبر سے آگے بھی اور پھر ترکی میں تک شعلے جلتے جلتے ہے اور غول گڈ سے دھڑکی غلاما
والعباد بائندہ

قبر کا منت کے باغوں میں سے باغ بن جانا بھی یقینی ہے جس کا شانہ حضرت
کے مزار پر نور سے ہوا ہے جس میں وہ پاک نے سترہ سو سال غلامِ خداوندِ قدوس کی حالت
میں گزارے جو ترکِ کیفیت کے اس جہنمِ مقام پر فائز خواجہ جس کی مثال اس کے سامعین
میں ذیل کی۔ اس کی تربیت سے خوشبو کا آنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

قلب اللہ شاد و مرگنا شیدا مرگ لگی قدس اللہ سرار ہم نے رشتہ دہا یا

”وگفتہ اند کہ ابو الحسن لوی رحمہ اللہ قتالی لوی نزاریشاں ہر اندر یہ مندو
بسیار فراموش و عجم دستا پر علی و شدا فرد مر قلع می بیند و این فرد نفس را کیہ الباشا است کہ
چوں کا نفس عالی بی بود نور نور بدن سرزمینی کند و طبع مزاج بدن می گردد و باز اگر نفس
از بدن منافع ہم می شود تا ہم اس جہنم منیع اللہ و مسندہ الکی باشد چنانچہ در حالت حیات
بقا نفس بود۔“ (ص ۱۷) نو کتاب بود و اسلوب نوشتہ حضرت قلب اللہ شاد

یعنی جو بدن اس دنیا میں اطاعتِ خداوندی اور ترکِ کیفیت کے عالی مقام پر
فائز ہوتا ہے وہ اس جہانِ فانی سے چلے جانے کے بعد بھی انہی صفات کے ساتھ معروف
رہتے ہوئے طبعِ انوار بن جاتا ہے اس لیے اکثر اولیاء اللہ کے عزرائل سے ”نور کا

مشاہدہ عام و ناموس لوگوں کو بتاتا ہے۔

انسان زندگی میں جن اعمال کا باہدہ ابو موت کے عہد میں کی قبر سے وہ
اعمال بد و خبیث شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں قرآن کریم نور ہے زوہاں باقرآن کے
مزائیر نور سے نور کا ظاہر ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں حدیث میں عامل باقرآن کو اس
نارنگی سے تسخیر دی گئی ہے جس کا زہمی لویہ اور غشیو بھی دل پسند ہوتی ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ ایک صحابی نے ایک قبر سے سوا ملک کو
آپنی دھندلنا کر شش من کر خطا کر لی۔ (ترمذی)

مولانا عبید اللہ صاحب انور
یادگار سلف و قدوة المساکین و زعماء الصالحین
حضرت مولانا عبید اللہ صاحب دست
برکات ہم سب کا رہنما و شیخ دین پور شریف و خلیفہ کبر

محمد بن عبد اللہ فی اللہ شیخ الشیخ فریث لاخوان حضرت خلیفہ عظام محمد صاحب بن پوری
قدس سرہ العزیز نے سلطان لاویہ، قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا اسماعیل
صاحب نور اللہ قادری دہلی و حقیقت اور سلسلہ قادریہ راشدیہ کی روایت کے مطابق
شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ کے فرزند محمد حضرت مولانا عبید اللہ اور صاحب تفسیر القرآن
۱۹۶۲ء کے بعد از نماز فجر باقاعدہ پڑھائی اور حضرت اقدس جلیل الرحمن کے
ترتیب سے کوہلہ معاملات اور منازل سلوک میں رہنمائی حاصل کرنے کے لیے آپ سے
رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی۔

سلسلہ قادریہ راشدیہ میں دستار بندی کا طریق شیخ الشیخ فریث زہاں حضرت
مولانا محمد راشد صاحب قدس سرہ کے وقت سے چلتا آتا ہے۔

قطب الاقطاب اور امام احمد رضا صاحب علیہ الرحمۃ کے دو صاحبزادے تھے۔
 دونوں ہی آپ سے جہاز تھے۔ چنانچہ جانشینی کا استیلازی منصب باقرار کھنے کے لیے
 اور باحت کی مرکزیت قائم رکھنے کی غرض سے آپ نے بڑے مہاجر لے کر گزری ہندوستانی
 تاج کو متوجہیں ان کی سرپرستی میں مقامات سلوک طے کر سکیں۔ اسی نسبت سے کہ آپ کو
 پگڑی ہندوستانی گئی تھی، لوگوں نے آپ کو پیر چاڑا کہنا شروع کر دیا جو متنازعہ زمانہ کے
 ساتھ سندھ میں پیر چاڑو کے نام سے مشہور ہو گئے۔

اس وقت سے بے کراچی تک اس سلسلے میں ہر روایت چلی آئی ہے کہ جب
 کوئی صاحب مقام، ولی کامل دنیا سے اٹھ جاتا ہے تو اس کے جانشین کی دستاویز
 کی جاتی ہے قطب الاقطاب شیخ التفسیر عبد الرحمن نے بھی اسی طرح شیخ الشیخ
 حضرت دین پوری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد ولی کامل حضرت مرزا عبد العزیز صاحب
 قدس کی دستاویز کی تھی۔

حضرت مرزا محمد تقی صاحب قدس، مرزا عبد العزیز صاحب قدس، مرزا محمد تقی صاحب
 علیہ الرحمۃ کے وصال کے دن ہی حضرت کی وفات اور سفر فی پاکستان کے تمام علماء کلام
 کے فیصلہ کے مطابق جانشین شیخ قریشیہ چاہکے تھے اور محض اسی منصب کی بدولت حضرت
 مرزا محمد عبد العزیز صاحب درخواستی جیسے صلہ نے امت اور اولیائے خات نے حضرت
 کی نماز جنازہ آپ سے پڑھوائی تھی لیکن حضرت مرزا عبد العزیز صاحب نے مسئلہ فرائض
 کی روایت کو برقرار رکھنے اور بزرگوں کی کثرت کو تازہ کرنے کی غرض سے آپ کی باتوں
 دستاویز فرمائی۔

الْبَارِقَاتُ الصَّالِحَاتُ۔ انسانی زندگی کو قرآن حکیم نے تین حصوں میں

ہیں۔ درالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور حضرت کے تربیت یافتہ ہیں جنہوں نے کمالیہ پر بافتتاح مریدین، مفتی، اور مجدد علماء پاکستان و سہارا بنائیں حضرت میں پوری آپ کو حضرت کا بانی بنیں مقرر کیا گیا ہے۔

۳۔ الحاج حافظ مولانا محمد اللہ صاحب حضرت کے جب چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ ہامد اشرفی کے فارغ التحصیل اور قرآن مجید کے حافظ ہیں۔ روحانیت میں حضرت کے تربیت یافتہ ہیں حضرت نے اپنی حیات میں ان کو جامع مسجد فیض باغ کاشمیری مقرر فرمایا تھا۔

۴۔ ایک صاحبزادہ جو مولانا محمد اللہ صاحب کے بڑا تھا اور جس کا نام بھی مولانا محمد اللہ تھا فوت ہو چکا ہے۔

۵۔ عائشہ بی بی۔ سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ لاہور میں قیام پذیر ہیں اور مولانا نور اللہ صاحب اور حضرت کے شاگرد بھی ہیں ان کے محض ہیں۔ ان کے ۵ لڑکے اور ۲ لڑکیاں ہیں۔

۶۔ مریم بی بی۔ فوت ہو چکی ہیں۔

۷۔ فاطمہ بی بی عنقریب شباب میں تپ حق کے باعث فوت ہو گئیں۔

۸۔ رقیۃ بی بی۔ جوانی میں فوت ہو گئیں۔

۹۔ فاطمہ بی بی۔ سب سے چھوٹی تھیں۔ اوائل عمری میں وفات پا گئیں۔

حضرت کے دو تمام دینی امور میں کام باقیات الصالحات کے کل سربراہ ہیں ان کے تفصیلی حالات گزر چکے ہیں۔ ان کی اجمالی فرست دیا ہے۔

درسہ قاسم العلوم شیخہ نوازہ - مدرسہ انبات - شیر نوازہ - چھ صاحبزادے

بھی ہیں۔ مسجد امیر، مسجد نادر، گنج، مسجد صبری شاہ، مسجد گل پور، مسجد رحیم پور

مسجدِ علم یاد۔

دستاوردِ ائمہ اربعین لاہور۔ تصانیفِ جی کی محمدی قدس سرہنگ ہے۔
ترجمہ قرآن عظمیٰ علی ترجمہ قرآن عظیم بالتفسیر و حاشیہ، التفسیر ترجمہ سندھی از
حضرت امروٹی، جو صحت ہی نے شائع فرمایا۔

باتی تصانیف کا حال پسے دسج کیا جا چکا ہے۔

حضرت زندگی میں تقسیم حصص ملاؤ اگر کے غریب بچے تھے آپ اکثر نایا
و حقیقت کہہ کر میں اس حالت میں رہنا نہیں چاہتا کہ میرے نام پر نہیں اور
روٹے کھاتے رہتے ہوں۔

و حقیقت کے طور پر آپ نے اپنے صاحبزادوں کو توں باتوں کی تلقین کی تھی۔
۱۔ کیا لاری کے طرے میں نہ پڑنا۔

۲۔ ہمزاد و جنوں کو غلو کرنا اور حلیات کو تھیک نہیں صرف ذکر الہی میں مدد ملے گی۔
۳۔ کبھی کسی کی ضمانت نہ دینا

ایک دانشی کلان جو کہ بائن بھماں خاں میں ہے آپ نے ترک میں پھنسا اور بھی
ترکہ کہ آپ نے اپنی حیات میں ہی اپنی اجیتاؤں جنوں کے نام پر جیڑا کر دیا تھا۔
اس کے علاوہ چند نمونے یہ تھے جو کہ عمر پر چلنے کی غرض سے رکھے تھے۔
و شرعی طریقے سے آپ کی اولاد میں تقسیم کر پٹے گئے۔

حضرت کے رسالہ پر عالم اسلام میں میرا راجہ و فلم کا نظارہ کیا گیا، اس کا اندازہ اُن
مرثیوں سے کیا جاسکتا ہے حضرت کے رسالہ میں آپ کی روح کے
بعد کچھ یہاں صرف چند اشارہ مرثیوں سے کیے جاتے ہیں۔

ماجزاء الامیر فیض الاسلام بن مکران

الشیخ تاج محمد نور

بروقیات حضرت آیات شیخ الفیض حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ

دن پہ خلقو کنیں ویر گیا دے چا پیر چل
آج میں دیکھتا ہوں کہ غفلت میں ہر دم ماتم پا ہے
پیترندے پکبن پرہ دے شی اونہ خیل
اپنے اور پرانے کی شناخت نہیں ہو سکتی
مولانا احمد علی مرثہ افسوس دے
افسوس ہے کہ مرفقا احمد علی کا انتقال ہو گیا
دعالم سری لوٹے غم دے مرکیدال
اور ایک عالم آدمی کا مڑ جانا عظیم حادثہ ہے
لوٹے دولت ددہ وجود و قوم د پآرہ
آپ کا دھرم گرامی زم کے بے بڑی دات تھی
خنکہ خہ بہ دہ کہ دے ڈوندے دے تل
کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کو پانسہ لگی ہوتی
دہ کنیں عیب نہ دد نور و خلقو غویں
آپ میں ایسا کوئی عیب نہیں تھا جو اور لوگوں میں ہوتے ہیں

بے لہ دے دے لہ ہم و وفنا کیدل
 بجز اس اک عیب کے کہ آپ بھی قافی تھے
 پاکیزہ ژوندیئے وداسے حقیقت کین
 فی الحقیقت آپ کی زندگی ایسی برگزیدہ تھی
 جاری و کا چینہ د علم آوڈ عمل
 جس سے علم و عمل کا چشمہ جاری تھا
 ناستہ ملاستہ بیٹھے یہ یاد و کین د خدا ئے و کا
 اٹھتے بیٹھے ذکر الہی آپ کا شعار تھا اور
 مشغولایتے خو کہ و کا قرآن خود دل
 اور آپ کا عزیز ترین شغل درہی قرآن مجید تھا
 یہ خبر و کین بیٹھے نور او حکمت دک و
 آپ کی باتوں میں حکمت اور نور بھرا تھا
 اضطراب یہ بیٹھے سکون کین کہ بدال
 جس سے اضطراب سکون سے بدل جاتا تھا
 پیوہ و کا دد مجلس حلیو د پیارہ
 آپ کی صحبت زہراؤں کہ کجہ عطا کرتی تھی
 دضعیف دیارہ و دتوان مونڈل
 اور ضعیفوں کو ترانائے بخشش تھی
 ددہ مرگ او ژوندن دوارہ د عزت و
 مہم کی موت ازیت ہر دو قابل ستائش تھی اور

مشال و دھدایت تیرے کہیں پل

تاریکیوں میں آپ کی ذات ہدایت کی روشن مثل تھی

خہ بہ وائے مرگ یو داسے حقیقت دے

کیا کہا جائے موت اک ایسی حقیقت ہے

نشہ دے نہ دھپیا خلاصے موندل

کراس سے کسی کو بھی نرستکاری نہیں ہے

مرگہ مریشے گودے نا عالم جاہل تہ

اے موت! تجھے موت آجائے کہ تو عالم اور جاہل کو نہیں دیکھتی

پہ یونرخ دِ واغستہ فنا دِ کسول

تو نے تو سب کو ایک بھاؤ خریدا اور فنا کر ڈالا

مبارک قبر خواستالکہ نافہ دے

آپ کی قبر مبارک ناذک مانند ہے اور آپ کا

چہ بیٹے خاودہ مشک کرہ ستاحسن عمل

حسنِ عمل منیر رشک ہے جس نے اُس کی نئی کو خوشبودار کر ڈالا ہے

شہ رحمت پرچہ دے قبر کہن اودہ دے

خدا کی رحمت ہر اُس پر جو اس قبر کے اندر سویا ہے

دشرف خادر بیے دُبے داغہ شل

اور جس کے شرف کی یاد ہمیشہ بے داغ رہی ہے



مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلَانَا

(حضرت مولانا مفتی عیسیٰ مسیح صاحب قادیان)

کیا کیف کا عالم ہوتا تھا کیا تلف کی بارش ہوتی تھی

جب خطبہ و درس میں ہوتا تھا حق کی ہدایت فرمانا

کیا عشق کی گرما گرمی تھی، کیا فیض کی عام لڑائی تھی

ہر وعظ میں شعلہ بیسانی سے افسردہ دلوں کو گرمانا

ہر ایک پرستی ہر شکاری ہر ایک کے دل کی سیرانی

وہ وجد میں ڈوبے نظموں سے اک کیف کی بارش برسانا

اب نظریں ڈھونڈتی پھرتی ہیں اور کان تڑپتے رہتے ہیں

وہ شکل، نہ وہ الفاظ، نہ وہ انش کے گھر کا دیوانا

وہ فضل گیا، وہ فیض گیا، وہ بزم گئی، وہ رنگ گیا

تاریخ وفات اس طرح کہو مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلَانَا

۱۳۸۱ھ

حضرت شیخ التفسیر کے مزار پر

(نہر انور صابری مدظلہ)

یہ فضا اللہ کی رحمت میں ڈھلتی جائے گی
 خاک مرقد سے تری خوشبو نکلتی جائے گی
 جو ترے الفاظ سے روشن ہوئی تھی وہر میں
 آندھیلوں میں بھی تری روشنی جلتی جائے گی
 ہر نظر کو کیف تیرے دم سے جتا جائے گا
 روح تیرے سایہ ایماں میں پتی جائے گی
 جس زمین کو تو نے مسیحا ہے خود اپنے خن سے
 وہ زمین تفسیر کا سونا اُگھتی جائے گی
 ذہن سے تا عمر جاسکتا نہیں تیرا خیال
 یاد تیری حشر تک دل میں چلتی جائے گی
 ربط باہم کے مبلغ تیرے فیض روح سے
 ہند و پاکستان کی دنیا بدلتی جائے گی
 حق پرستوں کو محمد سے جو رشتے ہیں ملی
 گردن باطل پر وہ سکوار چلتی جائے گی
 قصیر دین کی تجھ سے جو دیوار مستحکم ہوئی
 دلائلوں کی زد میں آکر بھی سنبھلتی جائے گی
 ہے یقین انور کو تیرے ذکر کی برکات سے
 جو بلا بھی سر پہ آنے گی وہ چلتی جائے گی

قَطْعًا زِيَادًا لِرَحْلَةِ الشَّيْخِ الْأَجَلِ مَوْلَانَا أَحْمَدَ عَلِيٍّ رَحِمَهُ اللَّهُ

(حضرت تھنی میل احمد صاحب قناری)

كَانَ فِي لَاهُورَ شَيْخٌ تَجَادُّ	قَاضِلٌ فِي الْعُلَمَاءِ عَالٍ فِي الْعَمَلِ
لاہور میں ایک شیخ تھے بزرگ	علم میں وہیں میں فاضل اعمال میں جندہاں
أَتَيْتُ لَوْدَعِي بِبَارِعٍ	مُتَّقٍ تَقْوَاهُ فِي ذُرْوَى الْقُلَلِ
ذہک دہیں فائن	رجح کر میں کا تقویٰ سردی پہ چار میں کچھ چڑھ چکا
مُهْتَكِي هَادٍ عَزِيزٌ فَضْلُهُ	أَخَذُ الْأَيْدِي لِأَصْحَابِ الرُّسُلِ
راہ شناس راہ نما بڑے فضل والے	مغزش والوں کے خاص دست گیر
وَفَضْلُ أَحْمَدَ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى	قَدْ كَسَى الْأَحْيَاءُ بِالْقُرَى الْحُلَّ
بڑے فاضل مولانا احمد علی قندت کے محبوب	جنوں نے تقویٰ میں کو قندت کے لئے پناہ لینے
شَابَ رَسْدًا صَوْرَةً لِكُنْهٍ	عِنْدَ أَبْطَالِ الْغَنَى كَهْلُ بَطْلٍ
عمر میں موت میں تو بڑھے تھے لیکن	بہاں کو باطل کرنے کے وقت سادہ پوراں تھے
هَاتِكُ الْأَسَارِعَ عَزِيدُ الْعِزِّ	قَامُوا الْهَذَاتِ قُلَاعُ النَّجْلِ
خانیقین کی مختاریوں کے بہتے پاک کھنڈے	بہترین کا تھیں قلعے کرنے کے لئے، وہاں دربار کی خبریں
كَانَ مِنْ خُدَّامِ دِينِ اللَّهِ إِذْ	مَالُ نَاسٍ تَحُولَاتٍ أَوْ هَبْلٍ
آپ ایسے وقت میں کے غلاموں میں تھے جب	لوگ موت پہل کی طرف دین میں شریک یا نکل تھے

مَنْ آتَى فِي قَدْرِهِ نَالَ الْهَدَى
 جو آپ کے دھن میں شامل ہو گا ہدایت پا کر رہا
 عَمَّ شَبَابًا وَشَيْبًا فَيُضَاهِ
 آپ کا فیض جو نوجوان اور بوڑھوں کو عام تھا
 يَوْمُهُ عَلَمٌ وَذِكْرٌ دَائِمًا
 آپ کا دن قلم اور مسلسل ذکر تھا
 قَلِيلُهُ السُّورُ مِنْ دَارِ الْجَوَى
 آپ کا دل عشق النور کا گھر سے تندر تھا
 جَاوِزُهُ يَا رَبِّ عَنَّا خَيْرِمَا
 پروردگار ہمارے طرف سے ان کو بہترین چیز تھی
 رَاخِرُ فِي نَدْوٍ وَبَيْحَانٍ لَهُ
 آپ نور اللہ کی رحمت اور محبت میں پہنچ گئے
 قَالَتْ الْأَحْبَابُ فَيَقْرَأُ نَيْتَ
 دوستوں نے کہا کہ بڑا فیض تو ہے ہر وقت ہے
 وَأَعْجَلَ الْوَسْوَاسِ وَأَسَدَ الْخَلَلِ
 حیل و تیر و دھوکہ اور ہر عقل ختم ہو جاتا
 كُلُّ رَأْسٍ كَالْهَوْمَةِ أَصْحَمُ
 ان کا ہر عقل اس کے ہوش سے مٹ جاتا تھا
 لَيْلُهُ فِي الشُّغْلِ بِاللَّهِ اشْتَغَلَ
 اور رات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہ کر رہا تھا
 كَانَتْ الْأَلْفَاظُ مِنْهَا كَالشُّغْلِ
 اس کی وجہ سے آپ کے الفاظ و سخن کا طرح طرح کا شغل
 حَوَازِي الْأَنْوَارِ فِي أَعْلَى الْمَحَلِ
 جو ایک ایک نور کا اعلیٰ ترین مقام میں ہی ملتا تھا
 وَ إِلَى رَبِّي تَعَالَى الْمُوْجَلِ
 اور میرے پروردگار کی طرف ہی سب کا سفر ہے
 قُلْتُ يَا رُوحُ وَبِالرُّضَا زَحَلِ
 میں عرض کیا کہ روح و ارضیت اور غفلت میں ہر حال بڑھ گئے

اَب جَاءُ بِأَدْرَهْدٍ كَامِلٍ

آئے ہوں اپنے ہاتھ کے تمام کمال رحمت پر گیا

اَهْ سَكِينٌ زَاهِدٌ حَبِيزٌ رَحَلِ

اے ایک بزرگ زاہد فاضل سفر کر گیا



تاریخ نامے رحلت بکھیں جن میں سے چند پیش کی جانی ہیں۔
 ملک کے نامور لوگوں نے حضرت کی تاریخ طے ذات

باغ و باب کشف سے آخر مجمل قُدس اُڑ گیا بہات

مُکستانِ مدیث و قرآن سے آج احمد چلے گئے افسر

وفاتِ مُقتدرِ قرآن احمد علیؒ امیرِ انجمن خدامِ الدین برود

غفر اللہ لہ

۱۴۸۱ھ

(ذہبی مجمل احسن)
 (تقاری)

وصف کی صورت ہے تاریخ وصال

رب سب راہ خدا احمد علیؒ

۱۴۸۱ھ

رُٹپ کے بجلی غلک پر چینی کہ عالمِ دین حق اُصحاب
 کہا یہ بادل نے روکے حضرت چراغِ احمد علیؒ اُجھلا اب

۱۴۸۱ھ

نکھر عروجِ دینِ حق، بندوں کی آرزوی کا غم
 کیا خوب تھا کیا خوب تھا، تیرا چلن احمد علیؒ
 ہم کو ردا کی فکر کچھ لاشی نہیں تیرے لیے
 ہے ریشی رومال، جو ہر کفن احمد علیؒ

۱۴۸۱ھ

مصرۃ تاریخ رحلت خوب ذوقی نے کہا

مرحبا کیف ہمارے غلد ہے احمد علی

(ضرورت قریشی)

۱۳۸۱ھ

گھاروی پیر و مرشد بن

کہ من نیام سراغ کعبہ

چراغ خوش اند دوستانم

بجو کہ گل یک سپر ابرغ کعبہ

۱۳۸۱ھ

شمع را بجشت آہ باوایل

۱۳۸۱ھ

— — — — —

حضرت علماء کرام اور اکابر ملت کی نظر میں

تقریباً بڑھد میں اکثر اہل علم طبقاتی اور ذاتی کشش میں مبتلا رہے ہیں۔ لیکن حضرت مجددِ تعالیٰ اس قسم سے بھی محفوظ رہے ہیں۔ حضرت کا اپنا طرزِ عمل یہ تھا کہ آپ تمام اہلکار کا احترام کرتے تھے کسی کو دیکھ نہ دینا آپ کی تعلیمات کا سہل تھا یا سہل گدھی نتیجہ یہ نکلا کہ برطیقہ کے اہل بیت آپ کو سرِ انگوٹوں پر بٹھایا۔ ذیل میں حضرت کے بارے میں چند شاہیر کے اہشاءات نقل کیے جاتے ہیں:-

حضرت شہرِ قیورچی **قلبِ دولتِ خستہ** میں شیرِ محمد شہرِ قیورچی اکثر و بیشتر حضرت کے وہی ترکان ہی شرکت کیا کرتے تھے۔ آپ نے بارِ افرایا:-

”احمد علی اللہ کا زور ہے۔ میں شیرِ انوار کی طرف نکلا۔ کہتا ہوں تو یہی محسوس ہوتا ہے جیسے فرشِ زمیں سے فرشِ بریں تک نہ کی تندی میں دشمن ہیں اور دنیا کو سوز کر رہی ہیں“

آج سے ۲۵ برس پیشتر حضرت شیخ التفسیر شہرِ قیور شریف سے گئے تو یہاں صاحبِ ہاں الامت نے بعد اصرار آپ کو سنبھرایا اور آپ کی اقتدا میں غارِ پھرہ کر آپ کے اہم وقت بسر کرنے کا اعلان کیا۔

حضرت علامہ انور شاہ **محدثِ زمانِ نجاتِ اللہ فی الارض** علامہ انور شاہ **قدس سرہ العزیز** جن کے متعلق علامہ اقبالؒ نے

فرمایا تھا۔ حج - نکاح، مرد و من سے بدل باقی میں تقدیریں، حضرت کے کلمائے نمایاں کو اپنے اُپر احسان سے تفسیر فرمایا کرتے تھے اور قیام لاہور کے دوران حضرت علیہ الرحمۃ کے ان ہی شعر تھے تھے۔

امام دوران شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحق صاحب دہلوی
حضرت مولانا مانیؒ نور اللہ مرقدہ و قدس سرہ رحمہم حضرت شیخ تفسیر بی
 ہالان سے فرماتے تھے: آپ دورہ حدیث کے اختتام پر دارالعلوم میں ملا کر دستارِ نصیحت
 بندھواتے تو فرمایا کرتے:

”علم کی تحصیل آپ نے آٹھ سال دیوبند میں وہ کی لیکن آپ کی گلیل
 حضرت مولانا محمد علیؒ کے دورہ تفسیر سے ہوگی۔ اللہ کا ایک شیر لاہور
 کے دورہ تفسیر نولہویں بیٹھا تھا اللہ اللہ کی خبروں سے کائنات کا دل
 سحر کرنے میں مصروف ہے۔ وہ اللہ کا ایسا مقبول بندہ ہے کہ اس کے
 دس قرآن میں شریعتِ جنت کی ضمانت ہے۔“

یہاں وہ بھی کہ حکیمِ اُتات غلامِ قاری مولوی صاحب اسے برکاتِ مہتمم دارالعلوم
 دہلوی اور جامع شریعت و طریقت ملا سید ابوالحسن ندوی مدظلہ العالی ایسے صاحبِ فکر و
 نظر اور صاحبِ مقام طلعتے وقت ہی آپ کے دورہ تفسیر میں شامل ہوئے اور برکات
 حسانات سے اپنی جھوڑیاں بھر لیں۔

قاضی عبدالحق صاحب دہلوی مولانا صاحب دہلوی
قاضی عبدالحقؒ شگری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت مولانا حسین احمدؒ
 کی خدمت میں بہت جہنے کی درخواست کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لاہور میں قلیب خانہ

موجود ہیں۔ آپ ان سے بہت کچھ سیکھیں گے۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی۔
حضرت رائے پوری رحمہ اللہ حضرت رائے پوری کا یہ حال تھا کہ
 چوٹ پھوٹ کر دے لگے اور عالم بے قراری میں فرمایا: مجھے لایمپے ملے۔ اگر
 ڈاکٹروں کا مشورہ مانع نہ ہوتا تو آپ اسی وقت لاہور آ جاتے۔

حضرت رائے پوری نے خدام ادریں کو سندھ ذیل منجم حضرت رسول فرمایا تھا۔
 "حضرت اقدس سیدی دہلوی امجد علی صاحب رحمہ اللہ قضا کی خبر واصل
 میں کر سخت صدمہ ہوا۔ حضرت مرحوم بہت ہی پیسے بزرگ اور اولیاء اللہ
 میں سے تھے۔ میں اس بات کا شدید صدمہ ہے کہ وہ ہم سے اوچل ہو
 گئے۔ مگر کیا کیا۔ یہ بات ایک ایک دن سب کو پیش آنے والی ہے۔
 سب کو اسی رات سے گزر کر اپنے سوائے حقیقی کے ان حاضر ہونا ہے
 اور محل بقا جس کے بعد فراق نہیں اس کے واسطے اس رات سے
 گزرتا ناگریب ہے۔ جی تعالیٰ ہم کو بھی خاص خاص قرب سے نوازے
 اور اپنے بزرگوں کے نقص قدم پر چلنے کی توفیق امدادی فرمائے؟"

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے
 سید صاحب سے حضرت کا ذکر کیا تو انہوں
 نے فرمایا: آپ کے شیخ کا رتبہ کیا عرض کروں۔ ایک سو سال پہلے اور ایک سو سال بعد
 تک مجھے اُن جیسی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی؟
 مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ داؤد غزنوی نے حضرت کی وفات پر فرمایا کہ مولانا

اور ملکی کی وفات میرے لیے انسانی صدمہ کا باعث ہے۔ ہر دم تک کے نوازین
 علماء میں سے تھے۔ ان کے سانحہ ارتحال سے قلبِ اسلامیہ کو نقصان پہنچا ہے۔
 ناقابلِ تلافی ہے۔ مرنکارِ حرم نے توحید و سنت کی اشاعت و دعوات کو شانے کے
 لیے جو تکالیف برداشت کی ہیں۔ آج کے نروان علماء ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔
 جب تک یہاں انگریز راجِ حرم نے انگریزی استعمار کے خلاف جہاد جاری رکھا اور
 اس راہ میں تمام مصائب کو خندہ میثانی سے برداشت کیا۔ میں نے انھیں ہر مرحلے میں
 خلص و ہمدرد و مفتی پایا۔ آج قلبِ اسلامیہ ایک عالم باہمل، مجاہد فی سبیل اللہ،
 عابد و نایاب اور عظیم قرآن کے مبلغ و معلم سے محروم ہو گئی ہے۔ دعا ہے کہ حق جہادِ تنہائی
 حرم کو اپنے جوہرِ رحمت میں جگرے۔

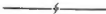
ایڈیٹر محنت و فداء چٹان نے جواداریہ حضرت
جناب شورش کاشمیری کی وفات پر لکھا تھا اس کے چند اقتباسات
 ذیل میں درج ہیں:-

وہ با حضورِ امام تھے کہ نازی باہر روکتے اور دل خشیتِ امی سے سحر ہو جاتے
 تھے۔ انھوں نے ہر کردار کے دل میں اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ صحیح معنوں میں عالمِ باہل تھے۔
 تقریباً نصف صدی تک انھوں نے لاہور کا اپنے ذکر و ادکار کی جگہ گاہ بنائے رکھا۔
 یہیں ان کا ستارہ چمکا اور یہیں اس نے فنا اپنے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ لاکھوں انسانوں نے
 اُن کی درس گاہ میں قرآن پڑھا، ہزاروں نے اُن کے تفسیر پڑھی۔ کوئی سب سے پہلے
 دماغ اُن کے قلم سے اشاعت پذیر ہوئے جس میں قرآن اور سنت کے اسباق تھے۔
 اور جن کے مطالعہ سے لوگوں کی طبیعتوں میں اسلامِ واضح پڑا۔ یہ دماغ لاکھوں کی تعداد

میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ ان کے ہاں دینی کاشتورث تک نہ تھا۔ انھوں نے بیعت کے غلط سخت احتجاج کیا۔ وہ دین کی راستی کے طبردار تھے۔ لیکن ان کے قتل و حکم سے کوئی شخص بھی آندہ نہ ہوا تھا۔ وہ ایک ماہر سرین کی طرح نشر و بھجوتے اور فریضہ کی طرح علاج کرتے۔

انھوں نے اسلام کی سر بنی اور ملک کی آزادی کے لیے ہر اذیت و بند کے شہداء کو انتخاب کیا۔ قاضی احسان احمد کی روایت ہے کہ ختم نبوت کی تحریک میں جب عثمان جیل کی ایک تاریک کھڑی میں تھے تو ٹکلی کھڈی کا گدہ بخارا ان کے چہرے کو اندھ بھی پردہ زنی کر رہا تھا۔ ان کے ہونٹوں پر ایک ہی دھار تھی۔ میرے بولا! تیرے اندر ہے محبوب کے لیے جہنم کیا ماہان بھی حاضر ہے۔ میں اپنی راہ میں قربان کہنے کی توفیق وافر کرتا۔ جب تک ہم جہنم تیرے لیے جہنم اور جہنم میری تو صرف تیری راہ میں۔ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میں ان کی کڑھڑی کے پاس سے گزرتا تو سلام ہوتا کہ اللہ کی بارگاہ میں سہجہ ہو رہے یا پھر پادشاهی اس پیکر غاک کے گرد اڑ کے جھٹے ہے۔

اللہ کے سوا وہ کسی طاقت یا فرد کے خوف سے آشنا نہ تھے۔ یہی بات کہنا ان کا شعار تھا۔ ہر آدمی میں سچی بات کہنے سے اس اعتبار سے وہ راست بائبل کی اس صفت کے نگین تھے جس سے تاریخِ محبتِ اسلام کے اوراق جگمگا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے ان کے خطبات سُنے ہیں وہ شہادت سے کہتے ہیں کہ ہندو مول پکھڑے ہو کر وہ کس کھاتی اور اعتماد کے ساتھ اعلانِ کلام کی کیا کرتے تھے۔ ان کلماتِ حق کی گہری دھکوں و دھن میں ہر جہے اور کوئی تذکرہ نہیں ملتا کہ انھیں گلوں سے ملاتی نسبتیں نہیں ملتا کیے گا۔



رسول اللہؐ نے فرمایا

سوریش کی چوڑھویں کتابیں، اجماعِ اسلامی، ایک دو صدیوں کی تاریخ اور اسلامی عقائد و اخلاق اور اہل ان کی اپنی افواہوں سے متعلق ہیں۔ ان سے ہمیں سورہہ زندگی کی داسطرح (ج) ہے اور انہیں مشن ہے، تاہم صحیح اسلامی کردار سے ہر دور میں لگتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا

غیر مقلد کے ارشادات، اخلاقیات و عقائد کا پڑھ کر میں، دینی و اخلاقی مسائل کی ہر دو سہاست و عقائد کے پڑھ کر۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا

خوفتِ اللہ کے واسطے میں حضرت خذافہ علیہ السلام کے ارشادات کی ہر دو زندگی کے تمام عقائد کو پڑھ کر۔ یہ ہم شعور کی کہ ہے یہی مشن دینی اور اسباب حکومت و سیاست کے پڑھ کر۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا

غیر مقلد حضرت عثمانؓ کی کتاب کے عقائد و ارشادات کا پڑھ کر میں، ہر دو زندگی کے پڑھ کر۔

حضرت علیؓ نے فرمایا

خوفتِ اللہ کے واسطے میں حضرت علیؓ کے ارشادات کی ہر دو زندگی کے پڑھ کر۔ یہ ہم شعور کی کہ ہے یہی مشن دینی اور اسباب حکومت و سیاست کے پڑھ کر۔



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ

لاہور - راولپنڈی - کراچی